حکایاتِ صُوفیہ

طالب ہاشمی

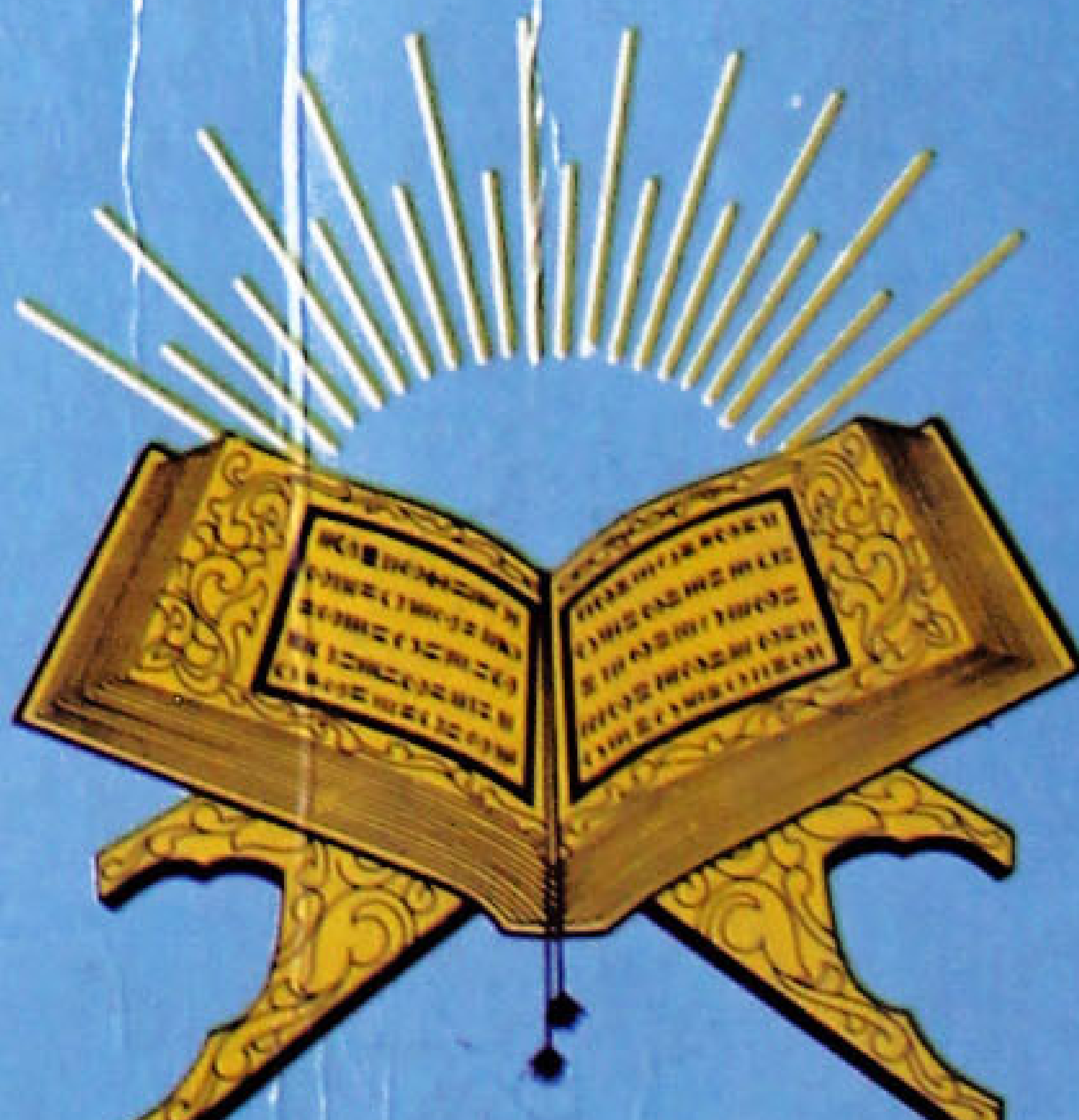

Marfat.com

حکایاتِ صوفیہ

صوفیۂ کرام کے سبق آموز اور تحیر خیز واقعاتِ زندگی

اور ملفوظات

مرتبہ

طالب ہاشمی

شعاعِ ادب — مسلم مسجد لوہاری گیٹ لاہور

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق مؤلف و ناشر محفوظ)

نام کتاب ـــــــ حکایاتِ صوفیہ

مؤلف ـــــــ طالب ہاشمی

ناشر ـــــــ محمد حلیم. شعاعِ ادب ، لاہور

تعداد ـــــــ ۱۰۰۰

قیمت ـــــــ ۲۳/- روپیہ

مطبع ـــــــ زاہد بشیر پرنٹرز ، لاہور

طبع ـــــــ دوم (مئی ۱۹۹۱ء)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ

بخدائے کہ رخصت عزت او در سرائے کہن نمی گنجد
از عدم ذرہ بے اجازت او درخم کاف کن نمی گنجد
کانچہ اندر ضمیر شوق من است در دہان سخن نمی گنجد

اولیاء ومشائخ جن کو عرف عام میں صوفیۂ کرام کہا جاتا ہے. وہی نفوسِ قدسی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے.

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ہُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ (سورہ یونس ع ۱۲ پ ۱۱)

ترجمہ) آگاہ رہو کہ اولیاء اللہ کو (دارین میں) کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے. یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ و رسول پر سچے دل سے) ایمان لائے اور (اللہ سے اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے سے) ڈرتے رہے. ان کو دنیا میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت

Marfat.com

ہیں بھی۔ اللہ کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے اولیاء اللہ کی ایہی بڑی کامیابی ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ صوفیہ کرام کے تذکروں میں بالعموم ان کی کرامات و خوارق عادت پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی سیرت کا صرف ایک پہلو نظر کے سامنے آتا ہے۔ اور دوسرا اہم پہلو جو اخلاق و عمل پر مشتمل ہے نظر سے اوجھل رہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم صوفیۂ کرام کی کرامات کے قائل نہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامات اپنی جگہ برحق ہیں اور ان کے سوانح حیات قلمبند کرتے ہوئے ان سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس بات سے بھی انکار کرنا مشکل ہے کہ اولیاء اللہ اظہارِ کرامت سے حتی الوسع اجتناب فرماتے تھے اور اس کو وہ اپنا کوئی شرف و کمال نہیں سمجھتے تھے۔ آج جب کہ چاروں طرف الحاد اور بے دینی کا زور ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ ان مقدس شخصیتوں نے مسلمانوں کے اخلاق معاشرت اور سیاست کو کس طرح سنوارا۔ انہوں نے اپنی عزیمت و استقامت سے مصائب کا کس طرح مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور اپنی سیرت و اخلاق کا وہ کونسا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا جس سے اسلام کو عظیم الشان ہمہ گیری اور وسعت حاصل ہوئی۔ تصوف اور صوفیہ کے بارے میں ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں کچھ غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں چند مشاہیر صوفیۂ کرام کے ارشادات درج کر دیئے جائیں۔ ہمیں

Marfat.com

یقین ہے کہ ان سے سب غلط فہمیاں رفع ہو جائیں گی۔

سید الطائفہ شیخ جنیدؒ بغدادی فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پابندی ہے جو شخص قرآن حکیم اور احادیث نبوی کا عالم نہیں اس کی تقلید طریقت کے باب میں درست نہیں کیونکہ ہمارے سارے علم کا ماخذ قرآن و حدیث ہیں۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ کا قول ہے کہ "تصوف نہ علوم است نہ رسوم اگر علوم بودے بہ تعلم حاصل شدے۔ اگر رسوم بودے بمجاہدہ بدست آمدے بلکہ اخلاق است"

حضرت ابو محمد مرتعشؒ کا ارشاد ہے کہ "تصوف حسن خلق است"

حضرت مخدوم ابوالحسن علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ تصوف کوئی رسم نہیں بلکہ اخلاق ہی اخلاق ہے۔

حضرت احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی کا قول ہے کہ شریعت کے تین اجزا ہیں

علم، عمل اور اخلاص

جب تک یہ تین اجزا کامل نہ ہوں شریعت کبھی متحقق نہیں ہوتی۔ ان اجزا میں اخلاص تصوف کی بنیاد ہے"۔

ان ارشادات سے واضح ہو جاتا ہے کہ تصوف کیا ہے اور حضرات صوفیہ کون ہیں۔ فی الحقیقت غلط فہمیاں پیدا کرنے کا باعث نام نہاد جاہل صوفیوں کے اقوال و افعال ہیں ان پر تصوف اور صوفیہ کا ہرگز قیاس نہ

Marfat.com

کرنا چاہیئے۔

اس کتاب میں ایسے کچھ بزرگوں کے چیدہ چیدہ واقعاتِ زندگی اور ملفوظات پیش کئے گئے ہیں جو حقیقی معنوں میں صوفی تھے۔ ان حکایات کو مرتب کرنے وقت اخلاق کے پہلو کو خصوصیت سے مدنظر رکھا گیا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کا ذکر پڑھنے اور سننے سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور حسنِ عمل کی رغبت اور تڑپ پیدا ہوتی ہے اور یہی اس کتاب کے مرتب کرنے کا مقصد ہے ہماری دلی تمنا ہے کہ اللہ تعالٰی ان حکایات کے پڑھنے اور سننے والوں کے دلوں میں اپنی زندگی کو سنوارنے کا جذبہ پیدا کر دے اور وہ مرتب و ناشر کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ اس کے ساتھ ہی قارئین سے ہماری درخواست ہے کہ اس کتاب کے اسقام سے ناشر کو مطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں انہیں دور کیا جا سکے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

راجی غفران و شفاعت

ناچیز طالب ہاشمی

مرتب

محمد حلیم بشر قیبوری

(ناشر)

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	پیش لفظ	۳
۱	حضرت خواجہ اویس قرنیؓ اور حضرت ہرم بن حیانؒ کی ملاقات	۱۹
۲	مردانِ حق کی شان	۲۳
۳	گناہ گار کے آنسو	۲۴
۴	ظاہری حالت سے باطنی حالت کا اندازہ نہیں کرنا چاہئے۔	۲۴
۵	خواجہ حضرت بصری کی تین نصیحتیں۔	۲۵
۶	صبر و زہد کی تعریف	۲۶
۷	کتے کی دس پسندیدہ خصلتیں	۲۶
۸	فرض شناسی	۲۷
۹	حضرت ہرم بن حیان کی وصیّت	۲۸
۱۰	غایتِ احتیاط و دیانت	۲۹
۱۱	خواجہ حسن بصری کی حق گوئی	۳۱
۱۲	خشیتِ الٰہی	۳۲
۱۳	غیبت نیکیوں کو زائل کردیتی ہے	۳۳
۱۴	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو نصیحت	۳۳

Marfat.com

۱۵	شیخ داؤد طائی کا استغنا	۳۳
۱۶	عبادت کا اخفاء	۳۴
۱۷	لذات دنیا سے پرہیز	۳۴
۱۸	یتیموں کی سرپرستی	۳۵
۱۹	اللہ پر بھروسہ	۳۶
۲۰	مخلوق کی بے نیازی	۳۶
۲۱	شکایت کی پٹی	۳۷
۲۲	علم کی موت کا خدشہ	۳۷
۲۳	اہلِ حق کل کی فکر نہیں کرتے۔	۳۸
۲۴	نماز میں استغراق کی انتہاء	۳۹
۲۵	دولت مندوں کے مقابلہ کا عجیب طریقہ	۴۰
۲۶	اہلِ حق کی نماز	۴۰
۲۷	حاتم اصمؒ اور قاضی قزوین	۴۱
۲۸	حاتم اصمؒ مدینہ منورہ میں	۴۲
۲۹	حاتم اصمؒ بہرے کیوں بن گئے	۴۲
۳۰	حاتم اصمؒ اور قاضی القضاۃ محمد بن مقاتل	۴۲
۳۱	۳۳ برس میں آٹھ مسائل کی تحصیل	۴۶
۳۲	نماز باجماعت کی اہمیت	۵۰
۳۳	اہل حق اور دنیاداروں کے زہد میں فرق	۵۰

Marfat.com

۳۴	دربارِ شاہی میں اعلائے کلمۃ الحق	۵۱
۳۵	جذبۂ اصلاح	۵۲
۳۶	اللہ کی رحمت پر تکیہ	۵۳
۳۷	آخرت کا معاملہ	۵۴
۳۸	ہیبتِ حق اور عبرت پذیری	۵۴
۳۹	بے صبر نہیں بننا چاہیے۔	۵۵
۴۰	اللہ کا سہارا	۵۶
۴۱	ہمیشہ کام آنے والی وصیت	۵۸
۴۲	قبلہ کی تکریم	۵۹
۴۳	ہمسایہ سے حُسنِ سلوک	۵۹
۴۴	تجسس نہیں کرنا چاہیے	۶۰
۴۵	خواجہ بایزید بسطامیؒ کا انکسار	۶۰
۴۶	متواضع کون ہے	۶۱
۴۷	حضرت امام جعفر صادقؓ اور بایزید بسطامیؒ	۶۲
۴۸	کشف کو برداشت کرنا بہت مشکل ہے	۶۲
۴۹	ماں کی خدمت	۶۳
۵۰	احترام مسجد	۶۳
۵۱	حضرت بایزید بسطامیؒ اور ایک گویا	۶۴
۵۲	عیادت کا ادب	۶۵

Marfat.com

۵۳	تجارت کا اصول	۶۵
۵۴	اسبابِ دنیا سے نجات پانے پر شکر	۶۶
۵۵	مرد کون ہے ؟	۶۶
۵۶	چور کو خالی ہاتھ نہ جانے دیا	۶۷
۵۷	حق تعالیٰ اپنے بندوں سے غافل نہیں ہوتا	۶۸
۵۸	ہلکے اور بھاری بوجھ کا فرق	۶۹
۵۹	اللہ کی رحمت	۶۹
۶۰	حضرت مالک بن دینارؒ اور حاکمِ بصرہ	۷۰
۶۱	انتہائے زہد	۷۰
۶۲	بروں کے حق میں دعائے خیر	۷۱
۶۳	تواضع اور انکسار	۷۲
۶۴	عبداللہ بن مبارک اور ایک نیک خاتون	۷۳
۶۵	اصلی بادشاہت	۸۰
۶۶	احساس امانت	۸۱
۶۷	شہرت سے نفور	۸۱
۶۸	نیکی کا اخفاء	۸۱
۶۹	مخلوقِ خدا کی خیر خواہی	۸۳
۷۰	فیاضی	۸۴
۷۱	جماعت کی پابندی	۸۴

Marfat.com

۷۲	حضرت فضیل بن عیاضؒ اور خلیفہ ہارون الرشید	۸۵
۷۳	رضائے الٰہی	۹۲
۷۴	حق تعالیٰ سے بخشش کی دعا	۹۳
۷۵	جلوت سے خلوت بہتر	۹۳
۷۶	اللہ تعالیٰ پر توکل	۹۴
۷۷	چھ خصلتیں	۹۵
۷۸	حضرت ابراہیم ادہمؒ اور ایک غلام	۹۸
۷۹	دعا کیوں قبول نہیں ہوتی	۹۹
۸۰	بیمار ساتھی کی خدمت	۹۹
۸۱	ابراہیم ادہمؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ	۱۱۰
۸۲	حضرت ابراہیم ادہم جامع دمشق کا امام	۱۰۱
۸۳	حضرت معروف کرخیؒ اور ایک خطاکار بڑھیا	۱۰۱
۸۴	یتیم پر شفقت	۱۰۲
۸۵	حاجت مندوں کی بے غرضانہ دستگیری	۱۰۳
۸۶	اللہ تعالیٰ سے شرم	۱۰۵
۸۷	توحید کی تلقین	۱۰۶
۸۸	حضرت معروف کرخیؒ اور ایک سائل	۱۰۶
۸۹	رحمت خداوندی کی طلب	۱۰۷
۹۰	علم کی جڑ	۱۰۷

Marfat.com

۹۱	اہل حق کا وجود باعث رحمت ہے	۱۰۸
۹۲	حضرت معروف کرخیؒ اور ان کا دریدہ دہن مہمان	۱۰۸
۹۳	پابندی شریعت سب سے بڑی کرامت ہے	۱۰۹
۹۴	مجاہدین پر خرچ کرنا بہترین اجر رکھتا ہے	۱۱۰
۹۵	ابن ساباط کی توبہ	۱۱۱
۹۶	توبہ کے تین اجزا	۱۱۴
۹۷	مسائل تصوف نااہل نہیں سمجھ سکتے۔	۱۱۸
۹۸	اہل حق صرف رضائے الٰہی کے طالب ہیں۔	۱۱۹
۹۹	اخلاص عمل	۱۱۹
۱۰۰	حاجت مند کون ہے	۱۲۰
۱۰۱	خطاکار پر شفقت	۱۲۱
۱۰۲	غیر مسلم کی نیکی کا معاوضہ	۱۲۱
۱۰۳	کسب یمین	۱۲۴
۱۰۴	فقیر کی زینت	۱۲۵
۱۰۵	شیخ شبلیؒ اور ایک نصرانی طبیب	۱۲۵
۱۰۶	حق تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی نظر سے کبھی اوجھل نہیں ہوتا۔	۱۲۶
۱۰۷	شیخ شبلیؒ اور ایک کم ظرف امیر	۱۲۷
۱۰۸	خدا ہر ایک کے رزق کا کفیل ہے	۱۲۸
۱۰۹	کون لوگ مبتلائے بلا ہیں۔	۱۲۸

Marfat.com

۱۱۰	اہلِ حق ایک چیونٹی کو بھی دکھ نہیں دیتے	۱۲۸
۱۱۱	حضرت شفیق بلخیؒ اور خلیفہ ہارون الرشید	۱۲۹
۱۱۲	حضرت سہل تستریؒ اور ایک باخدا رئیس زادی	۱۳۱
۱۱۳	تم اللہ کے بندوں پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا۔	۱۳۵
۱۱۴	نفس کی تادیب	۱۳۷
۱۱۵	صوفیہ کے سات اصول	۱۳۸
۱۱۶	شیخ ابو الحسن خرقانیؒ اور سلطان محمود غزنویؒ	۱۳۸
۱۱۷	کمال راست گوئی	۱۴۴
۱۱۸	شیخ جیلانی کی دعا	۱۴۷
۱۱۹	بچوں پر شفقت	۱۴۷
۱۲۰	فرمانروائے وقت کو تنبیہ	۱۴۸
۱۲۱	حیا	۱۴۸
۱۲۲	ناداروں کی امداد	۱۴۹
۱۲۳	خادموں پر شفقت	۱۵۰
۱۲۴	حج اکبر	۱۵۱
۱۲۵	انکسار و بے نفسی	۱۵۲
۱۲۶	ہوائے نفس کی مخالفت	۱۵۴
۱۲۷	باکمال کون ہے	۱۵۴
۱۲۸	خدمتِ خلق	۱۵۵

Marfat.com

۱۲۹	درویشوں سے بدگمانی نہیں کرنی چاہئے۔	۱۵۵
۱۳۰	اہلِ حق دنیا سے یوں جاتے ہیں	۱۵۷
۱۳۱	خواجہ فریدالدین عطارؒ کا واقعۂ شہادت	۱۵۸
۱۳۲	مسلمان کبھی بزدل نہیں ہوتا	۱۵۹
۱۳۳	نماز اللہ کے لئے ہے نہ کہ بادشاہ کے لئے	۱۶۰
۱۳۴	غلاموں اور کنیزوں پر شفقت	۱۶۱
۱۳۵	بچوں کی دلداری	۱۶۱
۱۳۶	نماز میں استغراق	۱۶۲
۱۳۷	ہزار کے جواب میں ایک بھی نہیں	۱۶۲
۱۳۸	مردان خدا بیماروں سے کراہت نہیں کرتے	۱۶۳
۱۳۹	کتنے کا حق	۱۶۳
۱۴۰	تواضع	۱۶۳
۱۴۱	کس کو کس سے بھاگنا چاہئے۔	۱۶۴
۱۴۲	مومن کی فراست	۱۶۴
۱۴۳	علم بکاؤ چیز نہیں	۱۶۵
۱۴۴	حصولِ مقصد کا صحیح طریقہ	۱۶۶
۱۴۵	دیانت کا ثمرہ	۱۶۶
۱۴۶	درہم کے بدلے دینار	۱۶۹
۱۴۷	درویشوں کا شیوہ	۱۷۰

Marfat.com

۱۴۸	فقرِ غیور	۱۷۱
۱۴۹	سب سے اچھا درویش	۱۷۲
۱۵۰	اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی۔	۱۷۲
۱۵۱	اہلِ حق کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت نہیں۔	۱۷۴
۱۵۲	دریا دلی	۱۷۴
۱۵۳	انکسار و فروتنی	۱۷۵
۱۵۴	حاجت مند کی سفارش	۱۷۶
۱۵۵	اولیاء اللہ اپنے آپ کو مخفی رکھتے ہیں	۱۷۷
۱۵۶	ایک مردِ خدا کا خونِ ناحق	۱۸۱
۱۵۷	فرمودۂ قلندر	۱۸۶
۱۵۸	احترامِ شریعت	۱۸۷
۱۵۹	گلاب کی پنکھڑیاں	۱۸۸
۱۶۰	مصیبت زدوں سے ہمدردی	۱۸۹
۱۶۱	دشمن کے لئے دعائے مغفرت	۱۸۹
۱۶۲	اظہارِ حق	۱۹۰
۱۶۳	استاد کی اولاد کی تعظیم	۱۹۱
۱۶۴	کمالِ انسان	۱۹۱
۱۶۵	شیخ برہان الدین غریبؒ اور سلطان محمد تغلق	۱۹۲
۱۶۶	تارکِ صلوٰۃ ولی نہیں بن سکتا	۱۹۲

Marfat.com

۱۶۷	ایک گستاخ مدعی ولایت	۱۹۴
۱۶۸	سرکاری خرچ پر حج	۱۹۵
۱۶۹	احترامِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹۶
۱۷۰	اکرامِ مہمان	۱۹۶
۱۷۱	مظلوم کی سفارش	۱۹۷
۱۷۲	خطاکار کی دلجوئی	۱۹۸
۱۷۳	صبر و تحمل	۱۹۹
۱۷۴	شانِ حلم و عفو	۱۹۹
۱۷۵	دل کا کعبہ	۲۰۰
۱۷۶	نماز قضا ہو جانے کا افسوس	۲۰۱
۱۷۷	شانِ قناعت	۲۰۱
۱۷۸	اظہارِ قناعت	۲۰۲
۱۷۹	خدمت خلق اور تواضع	۲۰۳
۱۸۰	سنت کی پیروی ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔	۲۰۴
۱۸۱	بادشاہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار	۲۰۵
۱۸۲	تحصیل علم کی شان	۲۰۵
۱۸۳	حضرت بھاگلپوریؒ کا استغنا	۲۰۷
۱۸۴	حضرت میاں میرؒ کی ملاقات جہانگیر سے	۲۰۸
۱۸۵	خواجہ میر درد اور شاہ عالم بادشاہ	۲۱۰

Marfat.com

۱۸۶	شانِ استغنا	۲۱۰
۱۸۷	احترامِ مرشد	۲۱۱
۱۸۸	سرکارِ دو عالمؐ کی سنت پر عمل	۲۱۲
۱۸۹	شانِ عفو	۲۱۲
۱۹۰	مبتلائے مصیبت لوگوں سے ہمدردی	۲۱۳
۱۹۱	حلم عفو	۲۱۴
۱۹۲	شاہی نذر لینے سے انکار	۲۱۵
۱۹۳	حضرت شاہ دولہؒ کی غیرتِ فقر	۲۱۵
۱۹۴	علماء کا احترام	۲۱۶
۱۹۵	اہلِ حق کے نزدیک معتبر کون ہے	۲۱۷
۱۹۶	سید شاہ مدنؒ کی حق گوئی	۲۱۸
۱۹۷	ایک بیوہ اور یتیم بچے کے لئے ایثار	۲۲۰
۱۹۸	طلبِ صادق	۲۲۲
۱۹۹	مشائخِ متقدمین کا ادب	۲۲۳
۲۰۰	عبادت اور رقص و سرود میں فرق	۲۲۵
۲۰۱	مذہبی بحث و تکرار سے نفرت	۲۲۵
۲۰۲	ایسے فیض کو سلام	۲۲۷
۲۰۳	وظائف دنیا طلبی کے لئے نہیں ہوتے	۲۲۷
۲۰۴	حضرت غوث علی شاہ قلندرؒ اور ایک گمراہ آدمی	۲۲۸

Marfat.com

۲۰۵	شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ اور ایک سائل	۲۲۹
۲۰۶	ایثار و کرم	۲۳۱
۲۰۷	عطائے دستار	۲۳۱
۲۰۸	علم کی برکت	۲۳۲
۲۰۹	مجالس وعظ کی رونق	۲۳۲
۲۱۰	امام صاحب کا حق	۲۳۳
۲۱۱	فقیر کی دعا یا تحفہ	۲۳۴
۲۱۲	تسخیری وظائف سے اعراض	۲۳۵
۲۱۳	فہرست ماخذ	۲۳۷

Marfat.com

حضرت خواجہ اویس قرنیؒ اور حضرت ہرم بن حیانؒ کی ملاقات

مشہور تابعی حضرت ہرم بن حیانؒ عبدی خیر التابعین حضرت خواجہ اویس قرنیؒ سے اپنی پُر اثر ملاقات کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

خواجہ اویس قرنیؒ کوفہ میں مقیم تھے۔ میں نے آپ کی تعریف سنی۔ ملاقات کا شوق غالب ہوا اور میں ان کی زیارت کے لئے کوفہ پہنچا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ دریائے فرات پر ملیں گے فرات کے کنارہ پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک شخص تنہا بیٹھا دوپہر کے وقت وضو کر رہا تھا اور کپڑے دھو رہا تھا۔ میں اویسؒ کے اوصاف سن چکا تھا اس لئے فوراً پہچان گیا۔ ان کا جسم فربہ اور رنگ گندمی تھا۔ سر منڈا ہوا تھا اور داڑھی گھنی تھی۔ بدن پر بہت بال تھے۔ چہرہ بہت بڑا اور مہیب تھا صوف کا پاجامہ پہنے ہوئے تھے اور صوف ہی کی ایک چادر جسم پر تھی۔ میں نے قریب پہنچ کر سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور میری طرف دیکھ کر کہا "اللہ تمہیں سلامت رکھے" پھر میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن انہوں نے مصافحہ کرنے سے گریز کیا اور اپنے پہلے الفاظ دہرائے کہ "اللہ تمہیں سلامت رکھے۔" مجھے ان کی حالت

Marfat.com

پر بڑا ترس آیا اور میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ جب میں نے رقت بھرے لہجہ میں کہا کہ "اویسؒ خدا تم پر رحمت کرے اور تمہاری مغفرت فرمائے"۔ تو وہ بھی رونے لگے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا "ہرم بن حیان خدا تم پر رحم کرے میرے بھائی تمہارا کیا حال ہے۔ تمہیں میرا نام و پتہ کس نے بتایا۔ میں نے عرض کیا۔ خدا نے۔ مگر اے اویسؒ یہ تو بتاؤ تمہیں میرا اور میرے باپ کا نام کیسے معلوم ہوا اس سے پہلے نہ میں نے کبھی تمہیں دیکھا ہے اور نہ تم نے مجھے۔"

حضرت اویسؒ نے جواب دیا نبّانِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ تمہارا نام مجھے اس نے بتایا ہے جس کے علم و خبر سے کوئی چیز باہر نہیں۔ میری روح نے تمہاری روح کی طرف توجہ کی اور میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا۔ مومنین کی روحیں ایک دوسرے کو پہچان لیتی ہیں خواہ صاحب ارواح کا ایک دوسرے سے کوئی تعارف نہ ہوا اور نہ وہ کبھی ایک دوسرے سے ملے ہوں۔"

میں نے عرض کی "کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیثِ مبارک سنائیے تاکہ میں اسے یاد کرلوں۔"

حضرت اویسؒ نے فرمایا "میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے محروم رہا۔ البتہ حضورؐ کے صحابہ کرامؓ کو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور تم لوگوں کی طرح ان کی زبان سے میں نے بھی حضورؐ کی احادیث سنی ہیں لیکن میں اپنے اوپر یہ دروازہ کھول کر محدث، مفتی اور قاضی کہلانا پسند نہیں کرتا مجھے خود اپنے نفس کے بہت سے کام ہیں"۔ یہ کہہ کر وہ میرا ہاتھ پکڑ کر رونے لگے۔

Marfat.com

میں نے درخواست کی کہ پھر قرآن حکیم ہی کی کچھ آیات سنا دیجئے۔ میرے دل میں آپ کی زبان سے قرآن سننے کا بے حد اشتیاق ہے۔ میری آپ سے محبت اور عقیدت خدا کے لئے ہے۔ میرے لئے دعا فرمایئے اور کچھ وصیتیں کیجئے جن کو میں حرزِ جاں بنا کر رکھوں

میری درخواست سن کر اویسؓ نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھا اور چیخ مار کر رونے لگے۔ پھر فرمایا میرے رب کا ذکر بلند ہے۔ اس کا قول سب سے سچا ہے۔ اس کا کلام سب سے اچھا ہے یہ کہہ کر انہوں نے ان آیات کی تلاوت کی۔

حٰمٓ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ (حٰم یہ کتاب جو واضح ہے ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا کہ لوگوں کو ڈرانے والے تھے)

ھُوَالْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ تک پڑھ کر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آئے تو فرمایا۔ ہرم بن حیان تمہارا باپ مر گیا۔ عنقریب تم کو بھی مرنا ہے کیا خبر جنت میں جائے یا دوزخ میں۔ ابن حیان آدم فوت ہو گئے حوا فوت ہو گئیں۔ ابن حیان نوحؑ اور ابراہیم خلیل اللہ فوت ہو گئے۔ ابن حیان موسیٰ نجی الرحمٰن فوت ہو گئے۔ ابن حیان داؤد خلیفۃ الرحمٰن فوت ہو گئے۔ ابن حیان محمد رسول الرحمٰن فوت ہو گئے۔ ابن حیان ابو بکرؓ خلیفۃ المسلمین فوت ہو گئے۔ ابن حیان میرے بھائی عمرؓ بن خطاب فوت ہو گئے یہ کہہ کر واعمراہ کا نعرہ لگایا اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ حضرت عمرؓ فاروق

Marfat.com

اس وقت تک زندہ تھے اس لئے میں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے عمر بن خطاب تو ابھی فوت نہیں ہوئے فرمایا ہاں جو کچھ میں نے کہا ہے اگر تم اس کو سمجھو تو خود جان جاؤ گے ہیں اور تم بھی مردہ ہیں۔ ہونے والی بات ہو چکی ہے۔[1]

اس کے بعد حضرت اویسؓ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر کچھ اور دعائیں پڑھیں اور فرمایا ہرم بن حیان میری وصیت یہ ہے کہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ صلحائے امت کی صحبت اختیار کرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود وسلام بھیجتے رہو۔ میں نے اپنی اور تمہاری موت کی خبر دے دی۔ آئندہ کسی ساعت موت سے غافل نہ رہنا۔ واپس جاکر اپنی قوم کو بھی نصیحت کرنا اور ڈرانا۔ خبردار جماعت کا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا ورنہ بے دین ہو جاؤ گے اور قیامت میں آتشِ دوزخ کا ایندھن بننا پڑیگا۔

پھر انہوں نے دعا کی۔ الٰہی یہ شخص کہتا ہے کہ اس کو تیرے لئے مجھ سے محبت ہے اور اس نے تیرے لئے ہی مجھ سے ملاقات کی۔ اس لئے خدا مجھے توفیق دے کہ جنت میں اس کا چہرہ میں پہچان جاؤں اور دارالسلام میں میری اس کی ملاقات ہو۔ وہ دنیا میں جہاں کہیں بھی رہے اس کو اپنے حفظ وامان میں رکھنا۔ اس کو قناعت عطا کر۔ اس کو اپنی نعمتوں کا شکر گذار بنا اور اس کو جزائے خیر دے۔

---

[1] اسی زمانے میں حضرت عمر فاروقؓ نے شہادت پائی۔

Marfat.com

دعا کے بعد اویسؒ نے مجھ سے فرمایا کہ ہرم بن حیان اب میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ آج کے بعد میں تم کو نہ دیکھوں گا مجھے شہرت پسند نہیں ہے۔ گوشہ خلوت ہی میرا رفیق ہے۔ آئندہ مجھے تلاش کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ مجھے ڈھونڈنے میں تم کامیاب نہیں ہو سکو گے بیں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ اور تم مجھے یاد رکھنا اور میرے لئے دعا خیر کرتے رہنا۔ اچھا سلام علیکم و رحمۃ اللہ یہ کہہ کر وہ ایک سمت کو چلے گئے۔ اس کے بعد میں نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن کسی سے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا البتہ کوئی ہفتہ ایسا نہیں جاتا جس میں ان کو ایک دو بار میں خواب میں نہ دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اویسؒ پر رحمت نازل فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے۔

مردانِ حق کی شان

ایک دفعہ خواجہ حسن بصریؒ وعظ فرما رہے تھے یکایک حجاج بن یوسف مع اپنے خدم و حشم اور جاہ و جلال کے شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے آپ کی مجلس وعظ میں آگیا اور بیٹھ کر وعظ سننے لگا۔ حجاج کا رعب داب اور سفاکی مشہور ہے۔ لوگ اس کے نام سے تھراتے تھے۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص کے دل میں خیال آیا کہ دیکھیں خواجہ حسنؒ پر حجاج کا رعب غالب آتا ہے یا نہیں اور ان کے وعظ کا رنگ بدلتا ہے یا نہیں۔ لیکن حضرت خواجہ حسنؒ نے حجاج اور اس کے خدم و حشم کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہ دی اور اپنے وعظ کو پورے جوش و خروش کے ساتھ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ وعظ ختم ہو گیا۔ وہ شخص جس کے دل

Marfat.com

میں خیال گذرا تھا پکار اٹھا کہ واقعی حسن حسن ہے۔ وعظ کے خاتمہ پر حجاج بھی آپ کے پاس آیا اور آپ کے ہاتھوں پر بوسہ دیا پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا "اگر مردانِ حق میں سے کسی کو دیکھنا چاہتے ہو تو حسن کو دیکھو۔"

گناہ گار کے آنسو

خواجہ حسن بصریؒ ایک دن مسجد کی چھت پر بیٹھے ہوئے تھے اور فرطِ ذوق اور خوفِ خدا سے آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔ اتفاقاً آپ نے چھت سے نیچے گلی کی طرف جھانکا تو آپ کے آنسو ایک راہ گیر پر جا پڑے۔ اس نے اوپر دیکھ کر کہا۔ بھئی پانی کے یہ قطرے پاک تھے یا ناپاک۔ آپ نے فرمایا میرے بھائی اپنے کپڑے دھو لو۔ یہ قطرات پاک نہیں ہیں۔ یہ مجھ گناہ گار کے آنسو ہیں۔ تم کو جو تکلیف پہنچی ہے اس کے لئے خدارا مجھے معاف کر دو۔

ظاہری حالت سے باطنی حالت کا اندازہ نہیں کرنا چاہیئے

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے ایک دن دریائے دجلہ کے کنارے ایک حبشی کو دیکھا جو ایک عورت کے ساتھ اس طرح بیٹھا تھا کہ سامنے شراب کی بوتل پڑی ہوئی تھی اور اس میں سے انڈیل انڈیل کر خود بھی پی رہا تھا اور اس عورت کو بھی پلا رہا تھا۔ خواجہ حسنؒ نے اس کے اس فعل کو ناپسند کیا اور اس کی طرف ملامت نظروں سے دیکھا۔ اتنے میں مسافروں اور سامان سے لدی ہوئی ایک

Marfat.com

کشتی وہاں سے گزری جو کچھ آگے جا کر منجدھار میں پھنس گئی اور الٹ گئی۔ اس کشتی کے چار مسافر پانی میں جا پڑے اور غوطے کھانے لگے۔ وہ حبشی فوراً دریا میں کود پڑا اور چھ آدمیوں کو پانی سے نکال لایا۔ پھر وہ آپ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا حضرت آپ مجھ پر ملامت آمیز نظر ڈالتے ہیں۔ لیکن میں نے جان جوکھوں میں ڈال کر چھ آدمیوں کو غرق ہونے سے بچا لیا ہے۔ آپ ایک ہی کو بچا لیتے۔ خواجہ حسنؒ اس کی باتیں سن کر بہت حیران ہوئے پھر اس نے کہا اے مسلمانوں کے امام بوتل میں شراب نہیں پانی ہے اور یہ عورت میری ماں ہے۔ تم کسی کے ظاہر سے اس کی باطنی حالت کا اندازہ کیسے کر سکتے ہو خواجہ حسن بصریؒ نے اس حبشی سے معافی مانگی اور اس دن کے بعد انہوں نے کبھی کسی کو نظر حقارت سے نہ دیکھا اور ہمیشہ اس شعر کا مصداق بنے رہے ؎

اے ذوق کس کو چشم حقارت سے دیکھئے
سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں

خواجہ حسن بصریؒ کی تین نصیحتیں

ایک دفعہ مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیرؒ نے خواجہ حسن بصریؒ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا تین چیزوں سے ہمیشہ بچتے رہو۔ اول یہ کہ بادشاہوں سے میل جول نہ رکھنا کیونکہ اس کا انجام بالعموم اچھا نہیں ہوتا۔ بادشاہ خواہ کتنا ہی شفیق اور مہربان کیوں نہ ہو اس کو آنکھ بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ دوسری یہ کہ کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھنا خواہ وہ رابعہ

Marfat.com

دوران ہی کیوں نہ ہو اور خواہ تو اسے قرآن پاک کی تعلیم ہی کیوں نہ دیتا ہو۔
تیسری یہ کہ مزامیر (آلاتِ موسیقی) سے پرہیز کرنا کیوں کہ مزامیر سے دل قابو میں نہیں رہتا اور انسان لغزش کھا جاتا ہے۔

صبر و زہد کی تعریف

ایک دفعہ ایک بدوی نے خواجہ حسن بصریؒ سے کہا کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو صابر و زاہد نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا اے بھائی میرا زہد بوجہ رغبت ہے اور میرا صبر بوجہ بے صبری ہے۔ بدوی نے کہا۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔ فرمایا میرا زہد محض اس لئے ہے کہ آخرت میں عیش میسر ہو گویا یہ عیش کی رغبت کے سبب سے ہے اور میرا صبر دوزخ کی آگ کے ڈر سے ہے اور یہ عین بے صبری ہے حقیقی صبر و زہد وہ ہے جو صرف اللہ تعالٰے کی رضا کے حصول کے لئے ہو اور جس میں اپنے نفع و نقصان کا کوئی خیال نہ ہو۔

کتے کی دس پسندیدہ خصلتیں

ایک دفعہ خواجہ حسن بصریؒ نے وعظ میں فرمایا کہ کتے میں دس خصلتیں ایسی ہیں جو بہت کم انسانوں میں پائی جاتی ہیں۔ ایسا انسان جو ان خصلتوں سے یکسر عاری ہے اس سے کتا ہزار درجہ بہتر ہے کتے کی پہلی خصلت یہ ہے کہ وہ بھوکا رہتا ہے۔ یہ آداب المصالحین کی علامت ہے۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ اس کا ذاتی مکان کوئی نہیں ہوتا یہ متوکلین کی علامت ہے تیسری خصلت

Marfat.com

یہ ہے کہ وہ رات کو بہت کم سوتا ہے۔ یہ علامت شب زندہ دار لوگوں اور مجتین کی ہے چوتھی خصلت یہ ہے کہ کتے کی کوئی جائیداد نہیں ہوتی اور وہ کوئی میراث نہیں چھوڑتا۔ یہ صفت زاہدین کی ہے۔ پانچویں خصلت یہ ہے کہ وہ اپنے مالک سے کبھی بے وفائی نہیں کرتا خواہ وہ کتنا ہی رنجیدہ کیوں نہ ہو اور مالک اس کو کتنا ہی کیوں نہ مارے۔ یہ علامت صادقین کی ہے۔ چھٹی خصلت یہ ہے کہ وہ سب سے ادنیٰ جگہ پر بیٹھتا ہے یہ علامت متواضعین کی ہے۔ ساتویں خصلت یہ ہے کہ جب اس کی سونے کی جگہ چھن جاتی ہے تو وہ چپکے سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ یہ علامت راضیین کی ہے۔ آٹھویں خصلت یہ ہے کہ اس کو مارنے یا جھڑکنے کے بعد پیار کریں یا اس کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈال دیں تو سب کچھ بھلا کر دم ہلاتا چلا جاتا ہے۔ یہ نشانی خاشعین کی ہے۔ نویں خصلت یہ ہے کہ جب اس کا مالک کھانا کھا رہا ہوتا ہے تو وہ دور بیٹھ کر دیکھتا رہتا ہے۔ یہ علامت سالکین کی ہے۔ دسویں خصلت یہ ہے کہ جب کسی جگہ کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر کبھی اس جگہ کا خیال بھی نہیں کرتا یہ نشانی مجردین کی ہے۔

فرض شناسی

حضرت ہرم بن حیان عبدیؒ کو حضرت عمر فاروقؓ نے کوئی عہدہ سپرد کیا تھا۔ سرکاری عہدہ داروں کی سب سے بڑی آزمائش ان کے اعزہ و احباب ہوتے ہیں جو ان سے مختلف قسم کے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا

Marfat.com

دوسرے لوگوں کی جائز و ناجائز سفارشیں لاتے ہیں۔ حضرت ہرم بن حیانؓ نے اس خطرہ کا تدارک یوں کیا کہ انہوں نے اپنے مکان کے سامنے اس طرح آگ جلوادی کہ وہ ان کے اور باہر سے آنے والوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ ان کے اعزہ و احباب حسب توقع آئے لیکن مکان کے اندر نہ جا سکے کیونکہ سامنے آگ جل رہی تھی۔ دور سے سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ہرمؓ نے کہا آیئے آیئے تشریف لایئے۔ انھوں نے کہا کہ آئیں کس طرح ہمارے اور آپ کے درمیان تو آگ حائل ہے۔ فرمایا تم لوگ اس معمولی آگ سے نہیں گذر سکتے لیکن مجھے جہنم کی دہشتناک آگ میں جھونکنا چاہتے ہو۔ وہ لوگ آپ کی بات کو پا گئے اور چپکے سے واپس چلے گئے

حضرت ہرم بن حیانؓ کی وصیت

حضرت ہرم بن حیانؒ عبدی ایک دفعہ ذرہ پہن کر گھوڑے پر سوار جہاد فی سبیل اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ساتھ ایک غلام بھی تھا۔ راستے میں سخت بیمار ہو گئے۔ جب حالت نازک ہو گئی تو کسی نے عرض کیا کہ کچھ وصیت فرمایئے۔ فرمایا بس میری وصیت یہی ہے کہ جب میں مر جاؤں تو میری ذرہ بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا۔ اگر ذرہ کافی نہ ہو تو گھوڑا بھی بیچ دینا۔ اگر یہ بھی کافی نہ ہو تو غلام بھی فروخت کر دینا اور اللہ تعالےٰ کے اس حکم کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا۔

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة

Marfat.com

خدا کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت اور موعظتِ حسنہ کے ساتھ بلاؤ
یہ فرما کر آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا

غایتِ احتیاط و دیانت

حضرت محمد بن سیرینؒ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ اپنے کاروبار میں وہ اس قدر احتیاط کرتے تھے کہ کئی دفعہ فائدے کے بجائے نقصان ہو جاتا تھا لیکن ان کی پیشانی پر بل تک نہیں آتا تھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے بیع کے طور پر غلہ خریدا۔ اس میں انہیں اسی ہزار کا فائدہ ہوا لیکن ان کے دل میں شک پیدا ہو گیا کہ منافع میں سود کا شائبہ ہے چنانچہ انہوں نے محض احتیاط اور تقویٰ کی بنا پر یہ پوری رقم چھوڑ دی حالانکہ فی الحقیقت اس میں مطلق ربوٰ نہ تھا۔

ایک مرتبہ حضرت ابن سیرینؒ نے چالیس ہزار کا روغن زیتون خریدا۔ اس میں اتفاق سے ایک مرا ہوا چوہا نکل آیا۔ حضرت ابن سیرین نے اس خیال سے کہ ممکن ہے یہ چوہا کولھو میں پڑ گیا ہو۔ سارا تیل پھینکوا دیا۔ لیکن چونکہ تیل خرید چکے تھے۔ تیل والے نے قیمت کا مطالبہ کیا۔ وہ اتنی بڑی رقم فوراً ادا نہ کر سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں اس کی سزا میں قید کر دیا گیا۔ قید کے زمانہ میں اتفاق سے جیل کا محافظ ان کا ارادت مند تھا۔ اس نے ابن سیرین کو پیشکش کی کہ آپ رات کو اپنے اہل وعیال کے پاس چلے جایا کیجئے اور صبح ہونے سے پہلے پہلے قید خانے میں واپس چلے آیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں سلطانی خیانت میں تمہاری اعانت نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ ایک شخص نے ابن سیرینؒ پر دو درہم کا دعویٰ کیا۔ آپ نے اس کے دعویٰ کو غلط قرار دیا۔ مدعی نے کہا قسم کھاؤ۔ ابن سیرینؒ تیار ہو گئے۔ لوگوں نے کہا آپ دو درہم کے لئے قسم کھاتے ہیں۔ فرمایا میں جان بوجھ کر اس شخص کو حرام نہیں کھلا سکتا۔

ایک دفعہ حضرت ابن سیرینؒ نے جوجرایہ کے علاقہ میں ایک قطعۂ زمین خریدا۔ جب اس کی مالگزاری وصول کی تو اس میں انگوروں کی ایک بڑی مقدار تھی۔ کچھ لوگوں نے ان انگوروں سے افشردہ نکالنے کا ارادہ کیا۔ چونکہ اس افشردہ کو شراب کے طور پر استعمال کئے جانے کا احتمال تھا۔ ابن سیرینؒ نے منع کیا کہ انہیں یوں ہی رہنے دو۔ لوگوں نے کہا تو پھر ان کی نکاسی نہیں ہو سکے گی۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں خشک کر کے منقے بنا لو۔ لوگوں نے کہا ان انگوروں سے منقے نہیں بن سکتے۔ آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو پھر ان انگوروں کو ضائع کر دو۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق سب انگور پانی میں پھینک دیئے گئے۔

حضرت ابن سیرینؒ کے پاس تجارت کے سلسلے میں کئی بار کھوٹے سکے آجاتے تھے۔ آپ ان سب کو الگ پھینک دیتے اور ان سے کبھی کوئی چیز نہ خریدتے۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد ان کے مال میں اس قسم کے پانچ سو کھوٹے سکے نکلے۔

ابن سیرینؒ کے زمانے میں وزن کے پیمانوں کی مقدار میں حکومت کی طرف سے اکثر کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ اس کو مدنظر رکھ کر ابن سیرینؒ جب کسی

Marfat.com

سے کوئی مال قرض لیتے تھے۔ نو رائج الوقت پیمانوں اور اوزان کے بجائے کسی اور چیز سے تول کر مال لیتے تھے اور جس چیز سے تولتے تھے اس کو سر بمہر کرکے محفوظ کر دیتے تھے۔ پھر جب مال واپس کرنے لگتے تو اسی مہر شدہ چیز سے تول کر واپس کرتے اور فرماتے کہ وزن گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

خواجہ حسن بصریؒ کی حق گوئی

اموی خلیفہ یزید بن عبد الملک نے عمر بن ہبیرہ کو خراسان و عراق کی گورنری پر مامور کیا تو اس نے خواجہ حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ اور امام شعبیؒ کو بلا کر ان سے سوال کیا کہ یزید خدا کا خلیفہ ہے۔ خدا نے اس کو اپنے بندوں پر اپنا نائب بنایا ہے۔ اور ان سے اس کی اطاعت اور ہم احکام سے اس کے احکام کی تعمیل کا وعدہ لیا ہے۔ آپ لوگوں کو علم ہے کہ اس نے ہم کو عراق و خراسان کا حاکم بنایا ہے اور ہمارے پاس اپنے احکام بھیجتا ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں اس کے احکام کی تعمیل کروں۔ آپ کی اس بارہ میں کیا رائے ہے۔ ابن سیرینؒ اور امام شعبیؒ نے ذومعنی جواب دیا۔ جب خواجہ حسن بصریؒ کی باری آئی تو انہوں نے صاف صاف فرمایا۔

ابن ہبیرہ تو یزید کے معاملہ میں اللہ سے خوف کر اور اللہ کے معاملہ میں یزید سے مت ڈر۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو یزید سے بچا سکتا ہے لیکن یزید تجھ کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکتا۔ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے پاس ایک فرشتہ بھیجے گا۔ وہ تجھ کو تیرے تخت سے اتار کر اور تیرے وسیع محل سے

Marfat.com

نکال کر ایک تنگ قبر میں ڈال دے گا۔ اس وقت تیرے عمل کے سوا کوئی شئے تیرے کام نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ اور حکومت کو اپنے دین اور اپنے بندوں کی امداد کے لئے بنایا ہے۔ تم خدا کی دی ہوئی حکومت کے ذریعہ اس کے دین اور بندوں پر سوار نہ ہو جاؤ۔ خدا نہیں چاہتا کہ اس کے بندے اس کی مخلوق کے سامنے اظہارِ عبودیت کریں۔

خشیتِ الٰہی

خواجہ حسن بصریؒ پر خوفِ خدا کا اس قدر غلبہ تھا کہ ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے تھے۔ ان کے ایک ہم عصر تابعی حضرت یونس بن عبیدؒ کا بیان ہے کہ جب حسنؒ آتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اپنے کسی قریبی عزیز کو دفن کر کے آ رہے ہوں اور جب بیٹھتے تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک ایسے قیدی ہیں جس کے قتل کا حکم صادر ہو چکا ہے اور جب ان کے سامنے دوزخ کا ذکر کیا جاتا تھا تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دوزخ صرف انہی کے لئے بنائی گئی ہے۔

یہی یونس بن عبیدؒ کہتے ہیں کہ خواجہ حسن بصریؒ کو کبھی کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مومن کی ہنسی قلب کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ زیادہ ہنسنے سے دل مر جاتا ہے۔ خواجہ حسنؒ جب قرآن پاک پڑھتے تو ترسے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

غیبت نیکیوں کو زائل کر دیتی ہے

خواجہ حسن بصریؒ کو ایک دفعہ خبر پہنچی کہ فلاں آدمی نے آپ کی غیبت کی ہے آپ نے کھجوروں کا ایک طبق اس کے پاس بطور ہدیہ بھیجا اور ساتھ ہی یہ پیغام دیا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے اپنی نیکیاں میرے نامۂ اعمال میں منتقل کر دی ہیں اس احسان کا بدلہ دینے کی مجھ میں استطاعت نہیں ہے۔ اس لئے صرف یہ کھجوریں نذر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو نصیحت

ایک دفعہ خواجہ حسن بصریؒ کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمایئے کہ میں اسے حرز جان بنا لوں۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو پھر کسی سے نہ ڈر اور اگر خدا تیرے ساتھ نہیں ہے تو پھر کسی سے امید نہ رکھ۔ دوبارہ لکھا۔ اس دن کو ہمیشہ یاد رکھ جب موت سر پہ کھڑی ہوگی۔

شیخ داؤد طائیؒ کا استغنا

ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید کوفہ میں آیا اور سب مشائخ و فقراء کی ایک فہرست تیار کرائی پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو دو دو ہزار درہم دیئے جائیں۔ شیخ داؤد طائیؒ کا نام بھی فہرست میں تھا جب نام پکارے گئے تو وہ غیر حاضر

Marfat.com

پاس نے گئے۔ کہا گیا کہ ان کو خبر نہیں ہوئی۔ ہارون الرشید نے کہا کہ ان کے گھر پہنچا دو۔ حماد بن ابی حنیفہ اور ابن سماک بولے کہ ہم لے جاتے ہیں۔ راستہ میں ابن سماکؒ نے کہا مناسب یہ ہے کہ ہم داؤدؒ کے پاس جا کر ان کے سامنے اس رقم کا ڈھیر لگا دیں۔ کیونکہ جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ اتنا ڈھیر سارا روپیہ دیکھ کر اس کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ جب دونوں ان کے پاس پہنچے اور روپیہ کا ڈھیر لگا دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کھیل تو بچوں کے ۔۔۔۔۔۔ ساتھ کیا جاتا ہے۔ میں نہ بچہ ہوں اور نہ مجھے اس مال کی ضرورت ہے۔ اس کو فوراً یہاں سے لے جاؤ۔ باوجود اصرار کے انہوں نے یہ رقم قبول نہ کی۔

عبادت کا اخفا

حضرت داؤد طائیؒ چالیس برس تک مسلسل روزے رکھتے رہے لیکن ان کے گھر والوں کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی۔ وہ عبادت گاہ کو جاتے وقت دوپہر کا کھانا ساتھ لے جاتے تھے اور راہ میں کسی کو دے دیتے تھے۔ شام کو گھر آ کر روٹی کھا لیتے تھے اور گھر والوں کو خبر تک نہ ہوتی تھی کہ آپ روزہ سے تھے۔

لذّات دنیا سے پرہیز

ابو ربیع اعرجؒ کہتے ہیں کہ ایک دن میں شیخ داؤد طائیؒ سے ملنے گیا۔ وہاں مجھے سخت پیاس لگی۔ شیخ کے گھر میں پانی کا ایک پرانا مٹکا پڑا تھا اور سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ میں مٹکے سے پانی لینے لگا تو دیکھا کہ گرم تھا اور پینے سے وحشت ہوتی

Marfat.com

تھی. میں نے کہا کاش آپ پانی کے لیئے ایک کورا مٹکا رکھ چھوڑتے. آپ نے فرمایا کہ جب یہ عادت ہو جائے کہ پانی ٹھنڈا ہی پینا ہے اور کھانا عمدہ ہی کھانا ہے اور لباس نرم ہی پہننا ہے. تب آخرت کے لئے تم نے کیا باقی چھوڑا میں نے عرض کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔

فرمایا. دنیا سے ایسا روزہ رکھ لے جسے موت ہی کھولے اور دنیا داروں سے اس طرح بھاگ جس طرح درندوں سے بھاگا جاتا ہے اور اہلِ تقویٰ کی صحبت اختیار کر پھر تو دیکھ لے گا کہ وہ کتنے کم خرچ ہوتے ہیں اور بھائی کی کیسی اچھی مدد کرتے ہیں. نیز جماعت کو کبھی ترک نہ کر. بس عمل کے لئے. یہی کافی ہے

یتیموں کی سرپرستی

حضرت داؤد طائیؒ کے پاس ایک لونڈی تھی جو آپ کی خدمت کیا کرتی تھی. ایک دن اس نے حضرتؒ سے عرض کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو آج تھوڑا سا گوشت پکا لوں. آپ نے فرمایا "ہاں پکا لے میرا دل بھی چاہتا ہے" اس نے خوب سنوار کر گوشت پکایا. جب آپ کے سامنے لاکر رکھا تو پوچھا فلاں یتیموں کا کیا حال ہے. لونڈی نے کہا بے چارے پہلے کی طرح خستہ حال ہیں" آپ نے فرمایا "یہ گوشت لے جاؤ اور انہیں کھلا دو" لونڈی نے عرض کی اتنا عرصہ ہو گیا ہے آپ نے گوشت نہیں کھایا. آپ کھا لیں. فرمایا یتیم کا کھایا ہوا عرش پر پہنچے گا اور میرا کھایا ہوا خاک میں مل جائے گا"

Marfat.com

اللہ پر بھروسہ

حضرت حبیب عجمیؒ کا حجرہ بصرہ کے بازار میں چوراہے پر تھا اور آپ کے پاس ایک پوستین تھی جس کو سردی گرمی میں برابر استعمال کرتے تھے۔ ایک دن وضو کرنے کے لئے گئے اور پوستین وہیں چھوڑ گئے۔ اتنے میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ ادھر آ نکلے۔ دیکھا کہ پوستین پڑی ہے پہچان لی اور فرمایا حبیب اپنی پوستین یہیں چھوڑ گیا ہے اسے یہ خیال ہی نہیں آیا کہ اس کو کوئی اٹھا کر بھی لے جا سکتا ہے پھر آپ وہیں ٹھہر گئے حتیٰ کہ حبیب واپس آ گئے۔ آپ کو سلام کیا اور پوچھا اے امام المسلمین آپ یہاں کیسے کھڑے ہیں۔ خواجہ حسن بصریؒ نے جواب دیا کہ تمہاری پوستین کی حفاظت کر رہا ہوں۔ تم اسے کس کے بھروسے پر چھوڑ گئے تھے۔ حضرت حبیب عجمیؒ نے فرمایا اس ذات کے بھروسے پر جس نے آپ کو میری پوستین کی حفاظت کے لئے یہاں بھیج دیا۔

مخلوق سے بے نیازی

حضرت عتبہ بن الغلامؒ حضرت خواجہ حسن بصری کے شاگرد تھے۔ کسی نے حضرت عبدالواحد بن زیدؒ سے پوچھا کیا کوئی ایسا آدمی آپ کی نظر میں ہے جو خلقت سے واقعی بے نیاز ہو؟ انہوں نے فرمایا "ذرا ٹھہرو ایسا آدمی تھوڑی دیر میں میرے پاس آنے والا ہے"۔ اتنے میں حضرت عتبہؒ تشریف لائے۔ حضرت عبدالواحد بن زید نے عتبہ سے پوچھا کہئے راستے میں کس کس سے ملاقات

Marfat.com

ہوئی جواب دیا میں نے نگاہ ہی اوپر نہیں کی ملاقات کا کیا سوال ہے۔"

شکایت کی پٹی

ایک مرتبہ ایک شخص ماتھے پر پٹی باندھے حضرت رابعہ بصریؒ کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کیوں بھئی کیا بات ہے سر پہ پٹی باندھ رکھی ہے۔ اس نے جواب دیا میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔ حضرت رابعہؒ نے پوچھا۔ تمہاری عمر کیا ہے۔ اس نے کہا۔ تیس برس۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم اس مدت میں بیمار رہے یا تندرست۔ اس نے جواب دیا۔ میں ہمیشہ تندرست رہا ہوں۔ کبھی بیمار نہیں ہوا۔ حضرت رابعہؓ نے فرمایا کہ تیس برس صحت کی دولت سے مالا مال رہنے کے باوجود تو نے کبھی اپنے سر پر شکر کی پٹی نہیں باندھی۔ آج تیرے سر میں درد ہو گیا تو مخلوقِ خدا کے سامنے شکایت کی پٹی سر پر باندھے پھرتا ہے۔

علم کی موت کا خدشہ

ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوریؒ عسقلان تشریف لے گئے۔ تین دن گذر گئے لیکن کوئی شخص آپ سے کوئی مسئلہ یا دین کی بات پوچھنے نہ آیا۔ آپ نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ بھئی اس شہر میں میرا قیام ہو چکا۔ بس اب یہاں سے چلنے کی تیاری کرو۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر میں علم مر جائے گا۔

Marfat.com

اہلِ حق کل کی فکر نہیں کرتے

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن محمد بن واسعؒ نے مجھ سے کہا کہ کیا تم آج میرے ساتھ ایک مردِ خدا کی زیارت کو چلو گے۔ میں نے کہا "ہاں" یہ سن کر محمد بن واسعؒ گھر کے اندر گئے اور روٹی کے چند ٹکڑے ہاتھ میں لے کر آئے۔ پھر ہم بصرہ سے باہر نکلے اور ان بزرگ کی قیام گاہ پر پہنچے جو آبادی سے دور واقع تھی۔ ہم مکان کے دروازہ پر کھڑے تھے کہ ہم کو اندر سے چند لڑکیوں کی آواز سنائی دی جو اپنی بدحالی اور فقر و فاقہ کا شکوہ کر رہی تھیں اور وہ بزرگ ان سے فرما رہے تھے بچیو جس ذات پاک نے تم کو پیدا کیا ہے۔ تمہارے منہ کو کھولا۔ تمہارے دانت بنائے ہیں اور تمہارے پیٹ بنائے ہیں اس کو تمہاری روزی کا خیال بھی ہے۔ ہم نے باہر سے آواز دی۔ شیخ نے پوچھا کون ہے ہم نے اپنے نام بتائے تو شیخ فوراً باہر تشریف لائے اور علیک سلیک کے بعد پوچھا کیسے تشریف آوری ہوئی۔ محمد بن واسعؒ نے کہا۔ روٹی کے چند ٹکڑے آپ کی بچیوں کے لیے لائے ہیں۔ شیخ نے فرمایا۔ "لاؤ بڑے اچھے موقع پر آئے ہو۔" اس کے بعد ہم مکان کے اندر داخل ہوئے اور بیٹھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ دروازہ پر پھر کسی نے دستک دی۔ شیخ نے پوچھا کون ہے جواب ملا "مالک بن دینار" شیخ اٹھ کر باہر گئے اور پوچھا۔ آپ نے کیسے تکلیف فرمائی۔ مالک بن دینارؒ نے کہا "آپ کی بچیوں کے لئے دو درہم لایا ہوں۔" شیخ نے فرمایا۔ محمد بن واسعؒ آپ سے پہلے پہنچ گئے اور بچیوں کے لئے

Marfat.com

اس قدر روٹی لے آئے جو آج دن بھر کے لیئے ان کو کافی ہو گی۔

مالک بن دینار نے کہا یہ درہم بھی رکھ لیجئے کل آپ کے کام آئیں گے"

شیخ نے فرمایا "مالک بن دینار کیا آپ مجھے کل کی فکر میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم مجھ کو کل کا مطلق خوف و اندیشہ نہیں ہے۔ میں یہ درہم ہرگز نہیں لوں گا۔"

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ شیخ کا جواب سن کر میں نے محمد بن واسع سے کہا کہ ذرا ان بزرگ کے گھر کی بدحالی کو دیکھو اور ان کی استقامت کو دیکھو۔ محمد بن واسعؒ نے کہا بے شک یہ بزرگ فضلاء زمانہ میں سے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا یہ زاہدوں میں نہیں۔ کہا ہاں زاہدوں میں بھی ہیں۔ میں نے پوچھا اور عبادت گزاروں میں سے؟ کہا عبادت گزاروں میں سے بھی۔ مختصر یہ کہ میں طریقت کے مختلف درجوں کا نام لیتا رہا اور ابن واسعؒ ان کی تصدیق کرتے رہے۔ اور آخر میں فرمایا یہ بزرگ فقرائے سابقین میں سے بھی ہیں۔

نماز میں استغراق کی انتہاء

حضرت شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ایک ایسا موذی پھوڑا نکل آیا کہ ہاتھ کاٹ دینے کے سوا اس کا کوئی علاج نہ تھا۔ جراحوں نے کہا ہاتھ کٹوا دیجئے۔ آپ اس پر رضامند نہ ہوئے۔ آپ کے مریدوں نے جراح سے کہا کہ شیخ جب نماز میں مشغول ہوں تو تم ہاتھ کاٹ لینا۔ چنانچہ جراح نے نماز کی حالت میں ہاتھ کاٹ لیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔

Marfat.com

دولتمندوں سے مقابلہ کا عجیب طریقہ

حضرت سمنونؒ روزانہ پانچ سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بغداد میں ایک دولت مند آدمی نے چالیس ہزار درہم مسکینوں اور محتاجوں کو تقسیم کیے۔ حضرت سمنونؒ نے یہ بات سنی تو فرمایا "درہم تو ہمارے ہاں نہیں ہم یہی کریں کہ ہر درہم کے بدلے ایک رکعت نماز ہی پڑھ ڈالیں۔ یہ کہہ کر وہ مدائن تشریف لے گئے اور وہاں چالیس ہزار رکعت نماز پڑھی۔

اہلِ حق کی نماز

حضرت حاتم اصمؒ سے ایک بزرگ عصامؒ نے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں۔ حضرت حاتم اصمؒ نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو پہلے نہایت اطمینان سے اچھی طرح وضو کرتا ہوں، پھر مسجد چلا جاتا ہوں اور نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا بیت اللہ میرے منہ کے سامنے ہے اور مقام ابراہیم میری دونوں ابروؤں کے درمیان ہے۔ میرا پاؤں پل صراط پر ہے۔ بہشت میری دائیں جانب ہے اور دوزخ بائیں جانب۔ موت میرے پیچھے کھڑی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے، پھر شائد کوئی نماز میسر نہ ہو۔ دل کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں پھر پوری ہیبت کے ساتھ قرآن پاک پڑھتا ہوں۔ نہایت عجز کے ساتھ رکوع کرتا ہوں۔ نہایت تضرع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ نہایت حلم کے ساتھ تعوذ

Marfat.com

کرتا ہوں اور شکر کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اپنی نماز کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال کے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں۔

حضرت عصامؒ نے پوچھا کہ کتنی مدت سے آپ ایسی نماز پڑھتے ہیں۔ فرمایا تیس برس سے۔ یہ سن کر عصامؒ رونے لگے کہ مجھے آج تک ایک بھی ایسی نماز نصیب نہیں ہوئی۔

حاتم اصمؒ اور قاضی قزوین

ایک دفعہ حضرت حاتم اصمؒ کی ملاقات قزوین کے قاضی طنافسی سے ہوئی آپ نے دیکھا کہ ان کا طرزِ بود و باش اور لباس بڑا امیرانہ ہے اور ان کا مکان قسم قسم کے قیمتی سامان سے بھرا پڑا ہے۔ حاتمؒ نے ان سے کہا کہ حضرت آپ عالمِ دین ہیں مجھے وضو کا صحیح طریقہ بتا دیجئے۔ قاضی نے بتا دیا۔ آپ نے کہا میں آپ کے سامنے وضو کر کے دکھاتا ہوں اگر کوئی غلطی ہو جائے تو درست کر دیجئے گا۔

قاضی نے کہا۔ بہتر۔ حضرت حاتم اصمؒ نے ابتدا میں تین تین بار ہر عضو کو دھویا جب پاؤں دھونے لگے تو تین کے بجائے چار دفعہ دھویا۔ قاضی نے فوراً ٹوکا کہ تم نے غلطی کی۔ پوچھا کیا غلطی ہوئی۔ قاضی نے کہا کسی عضو کو تین بار سے زیادہ دھونا پانی کو بے کار ضائع کرنا ہے۔ اور یہ اسراف کی تعریف میں آتا ہے۔

حضرت حاتمؒ نے سر اٹھایا اور فرمایا سبحان اللہ قاضی صاحب میں غریب تو ایک چلو پانی بہا کر اسراف کا مجرم ہو گیا اور جناب کا یہ ٹھاٹھ باٹھ اور سامان

Marfat.com

کس زمرے میں آتا ہے۔" قاضی صاحب نے شرمندہ ہو کر گردن جھکا لی۔

حاتم اصمؒ مدینہ منورہ میں

حضرت حاتم اصمؒ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ بعض لوگوں نے بڑے بڑے عالیشان مکان بلکہ محل بنا رکھے تھے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا یہ کس کا شہر ہے؟ انہوں نے کہا یہ رسول اللہ کا شہر ہے۔ حاتمؒ نے کہا میں اس محل میں دو رکعت نماز ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں رسول اللہ رہتے تھے۔

لوگوں نے کہا "رسول اللہ کا محل کہاں تھا حضور تو ایک کچے مکان میں رہتے تھے جس کی دیواریں کھجور کی شاخوں پر مٹی تھوپ کر بنائی گئی تھیں۔

حاتمؒ نے پوچھا "تو رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے محل کہاں ہیں؟" لوگوں نے کہا کہ حضورؐ کے صحابہؓ میں سے کسی نے محل نہیں بنایا۔ حاتم اصمؒ نے بگڑ کر فرمایا "تو پھر تم نے رسول اللہ کے شہر میں نمرود اور فرعون کی طرح یہ عالیشان محل کیوں کھڑے کر رکھے ہیں؟ لوگ شرمندہ ہو گئے اور ان سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔

حاتم اصمؒ بہرے کیوں بن گئے

حضرت حاتم اصمؒ فی الحقیقت بہرے نہیں تھے لیکن وہ اپنے کو بہرا ظاہر کرتے تھے اور لوگوں میں بھی بہرے ہی مشہور ہو گئے تھے اصم عربی میں بہرے

Marfat.com

کو کہتے ہیں۔) ان کے بہرا بننے کا سبب یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ کوئی عورت ان سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ مسئلہ پوچھتے پوچھتے اس سے بادِ مخالف کا صدور ہو گیا۔ عورت بے چاری شرما گئی۔ حاتمؒ کے اخلاق نے گوارا نہ کیا کہ وہ بے چاری اس طرح محجوب ہو۔ انہوں نے اسی وقت اپنی حالت ایسی بنالی گویا بہرے ہیں اور جب تک کوئی بلند آواز سے بات نہ کرے وہ کچھ نہیں سنتے۔ عورت یہ سمجھ کر کہ ان کو خبر نہیں ہوئی مطمئن ہو گئی اور پوری دلجمعی کے ساتھ مسئلہ دریافت کر کے واپس چلی گئی۔ اس کے بعد حاتم جب تک زندہ رہے اس حال کو قائم رکھا اور لوگ انہیں اصم کہنے لگے۔

حاتم اصمؒ اور قاضی القضاۃ محمد بن مقاتل

ایک مرتبہ رے کے قاضی القضاۃ محمد بن مقاتل بیمار ہو گئے۔ حضرت حاتم اصمؒ بھی اس زمانہ میں رے گئے ہوئے تھے۔ ان کو خبر ہوئی کہ وہ سنت نبوی کی پیروی میں قاضی صاحب کی عیادت کو گئے۔ ان کی قیام گاہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک عالیشان محل کے سامنے کھڑے ہیں جس کا دروازہ بہت بلند و بالا ہے اور اس کے پیچھے ایک فراخ ڈیوڑھی ہے۔ حاتم حیران ہو کر بولے۔ اللہ اکبر ایک عالم کے دروازے کا حال؟ اجازت ملنے پر مکان کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت باغ ہے جس میں جا بجا پانی کے فوارے چل رہے ہیں۔ نوکر چاکر ادھر ادھر دوڑتے پھرتے ہیں۔ مکان کے ہر کمرے کے سامنے قیمتی پردے لٹک رہے ہیں۔ حاتم کی حیرت میں لمحہ بہ لمحہ

Marfat.com

اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ جب وہ قاضی صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ ایک مکلف گدے پر آرام فرما ہیں۔ حاتم کو دیکھ کر مسند پر بیٹھ گئے اور حاتم سے کہا تشریف رکھئے"

لیکن حاتمؒ نے سنی ان سنی کر دی اور کھڑے رہے۔ قاضی صاحب نے بیٹھنے پر اصرار کیا۔ لیکن وہ انکار کرتے رہے۔ آخر قاضی صاحب نے پوچھا کیا آپ کسی ضرورت سے تشریف لائے ہیں۔ بولے "ہاں"۔

قاضی صاحب نے کہا "تو فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"؟

حاتمؒ نے کہا "ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں"۔

قاضی صاحب نے کہا "پوچھئے"۔

حاتمؒ: "آپ نے علم کن لوگوں سے حاصل کیا"؟

قاضی صاحب۔ بڑے بڑے معتبر اور فاضل اساتذہ سے۔

حاتمؒ: آپ کے اساتذہ نے کس سے علم حاصل کیا تھا؟

قاضی صاحب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ سے۔

حاتمؒ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم کیسے آیا تھا؟

قاضی صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ آپ کو دیا تھا۔

حاتمؒ: تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس جو ذخیرۂ علم ہے یہ وہی ہے نا جسے آپ کے اساتذہ نے صحابہ کرامؓ سے حاصل کیا اور صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا اور حضورؐ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا۔ کیا اس میں کہیں یہ خبر بھی دی گئی ہے کہ اللہ کے

Marfat.com

نزدیک اسی کا درجہ بلند ہوگا جس کا عالیشان مکان ہو اور اس میں ہر قسم کا سامان عیش و تنعم مہیا ہو۔

قاضی صاحب۔ نہیں نہیں میں نے تو ایسی بات نہ سنی ہے اور نہ پڑھی ہے

حاتمؒ۔ اچھا تو پھر اس کا علم بھی آپ کو ہے یا نہیں کہ جو لوگ دنیا کی لذات اور آسائش سے رخ پھیر کر آخرت کے لئے زادِ راہ اکٹھا کرنے میں مشغول رہیں گے اور جو غربا و مساکین سے زیادہ محبت کریں گے اور ہر وقت آئندہ زندگی کو پیش نظر رکھیں گے۔ خدا کے نزدیک انہی کا درجہ بلند ہوگا؟ اس کے ساتھ ہی حاتمؒ کو جلال آ گیا اور وہ پرجوش لہجہ میں بولے۔ آپ نے اپنے آپ کو کن لوگوں کی زندگی سے مطمئن کر رکھا ہے۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک سے حضورؐ کے صحابہ کرام کی زندگی سے علمائے امت کی زندگی سے یا فرعون و ہامان کے انداز کی زندگی سے آپ کے قلب نے اطمینان پایا ہے؟

قاضی صاحب حضرت حاتمؒ کی تقریر سن رہے تھے اور ان پر ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا اور فرط ندامت سے ان کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔ جب حاتمؒ نے تقریر کرتے کرتے فرمایا "اے علمائے سوء تم جیسے لوگوں کو جب ایک جاہل دنیادار مسلمان دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ جب علما اس حال میں ہیں تو میرا حال ان سے برا نہیں"

تو قاضی صاحب کے ہاتھ سے دامن صبر و ضبط چھوٹ گیا اور وہ زار زار رونے لگے۔ پہلے ہی بیمار تھے۔ اب بیماری میں اضافہ ہو گیا۔ ادھر حاتمؒ نے

Marfat.com

تقریر ختم کی اور ان کو اسی حال میں چھوڑ کر گھر سے باہر نکل آئے
قاضی محمد بن مقاتل صحتیاب ہوئے تو ان کی طبیعت میں انقلاب آچکا تھا کچھ عرصہ بعد وہ اپنے عہدہ سے استعفا دے کر مکہ معظمہ چلے گئے۔ اور نہایت سادگی سے زندگی گذارنے لگے یہاں تک کہ مکہ معظمہ ہی میں انہوں نے وفات پائی۔

۳۳ برس میں آٹھ مسائل کی تحصیل

حضرت حاتم اصمؒ کو جب اپنے مرشد حضرت شفیق بلخیؒ کی خدمت میں رہتے ہوئے ۳۳ برس گذر گئے تو ایک دن حضرت شفیق بلخیؒ نے ان سے پوچھا حاتم تمہیں میرے پاس رہتے ہوئے کتنا عرصہ ہوگیا۔ عرض کی ۳۳ برس۔

حضرت شفیق نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اتنی طویل مدت اور صرف آٹھ مسئلے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری عمر رائیگاں گئی۔

حضرت حاتمؒ نے عرض کی کہ اے استاذِ محترم۔ میں جھوٹ بولنے سے طبعاً نفرت کرتا ہوں۔ فی الواقع میں صرف آٹھ مسائل ہی حاصل کرسکا۔

حضرت شفیقؒ نے فرمایا۔ اچھا تو وہ کون سے آٹھ مسائل ہیں ذرا میں بھی سنوں۔

حضرت حاتمؒ نے عرض کی۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک شخص کسی خاص شے کو محبوب رکھتا ہے جو تا دمِ مرگ اس کے ساتھ رہتی ہے۔ جب اس کا رشتہ حیات منقطع ہوجاتا ہے تو وہ اپنی محبوب شے سے جدا

Marfat.com

ہوتا ہے. لیکن میں نے حسنات کو اپنا محبوب بنا لیا ہے جو مرنے کے بعد بھی میرے ساتھ رہیں گی۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اس آیت وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ہ پر غور کیا اور اپنے نفس کی خواہشات پر قابو پانے کی عادت ڈالی یہاں تک کہ وہ حق تعالیٰ کی اطاعت میں راسخ ہوگیا۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کی حالت دیکھ کر حسد کرتے ہیں چنانچہ میں نے اس بارے میں حق تعالیٰ سے رہنمائی چاہی تو اس کے کلام میں یہ پایا۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

(ہم نے تقسیم کیا ہے لوگوں میں ان کی ضروریات معاش کو)

اس حکم الٰہی کو میں نے ذہن نشین کر لیا اور حسد سے یکسر کنارہ کش ہوگیا. جب قسمت اللہ کے یہاں سے ہے تو پھر خلق سے عداوت کیسی؟

چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے ہر شخص کو دیکھا کہ وہ کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ کرتا ہے کوئی مال پر بھروسہ کرتا ہے کوئی زمین پر. کوئی تجارت پر. کوئی ہنر پر. کوئی صحت بدنی پر. لیکن جب میں نے اللہ کا کلام دیکھا تو اس میں یہ پایا۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

(جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے)

پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے حسب نسب

Marfat.com

مال و منال اور جاہ منصب پر نازاں ہیں. میں نے ان چیزوں پر غور کیا تو بے کار محض معلوم ہوئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

چنانچہ میں نے تقویٰ اختیار کیا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک بہتر قرار پاؤں۔

"چھٹا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہر شخص روٹی کے ایک ٹکڑے کے لئے اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے اور ایسے ایسے کام کر گزرتا ہے جو ناجائز ہیں. حالانکہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

(کوئی جاندار نہیں. جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔)

میں نے یہ یقین کر کے کہ میں بھی اس مخلوق میں شامل ہوں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے. حصولِ رزق کے لئے ادھر ادھر دوڑنا بھاگنا ترک کر دیا اور حق تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا

ساتواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ جس شخص کے پاس کوئی قیمتی چیز ہے وہ اس کو سنبھال کر رکھتا ہے اور مقدور بھر اس کی حفاظت کرتا ہے. لیکن جب میں نے کلام اللہ کو دیکھا تو اس میں یہ پایا۔

مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ

Marfat.com

تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ سب ختم ہو جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ
کے پاس ہے وہ باقی رہے گا)

پس اپنی دانست میں جس چیز کو میں نے قیمتی پایا اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیا تاکہ اس کے پاس موجود رہے۔

آٹھواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ زمین پر فساد برپا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا گلا کاٹتے ہیں۔ میں نے کلامِ الٰہی کی طرف رجوع کیا تو اس میں یہ پایا۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ط
اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ
السَّعِیْرِ ط

(شیطان تمہارا دشمن ہے اس کو دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ کو
اس کی طرف بلاتا ہے تاکہ دوزخی ہو جائے)

چنانچہ میں نے صرف شیطان کو اپنا دشمن سمجھ لیا اور باقی سب مخلوق کی عداوت ترک کر دی۔

حضرت شفیق بلخی نے یہ سن کر فرمایا۔ اے حاتمؒ اللہ تجھ پر فضل کرے میں نے تمام کتبِ سماوی پر غور کیا تو ان سب کی اصل یہی آٹھ مسئلے پائے ہیں۔ دوسرے سب مسائل انہی آٹھ مسئلوں کی شاخیں ہیں۔

Marfat.com

نماز باجماعت کی اہمیت

ایک دفعہ حضرت حاتم اصمؒ کی نماز جماعت فوت ہو گئی۔ آپ کو اس کا شدید صدمہ ہوا۔ ایک دو ملنے والوں نے اظہار افسوس کیا۔ اس پر آپ رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کے لئے آتا۔ لیکن میری نمازِ جماعت فوت ہو جانے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے۔

اہلِ حق اور دنیا داروں کے زہد میں فرق

ایک دفعہ حضرت حاتم اصمؒ بغداد تشریف لے گئے۔ خلیفہ نے آپ سے ملنے کی خواہش کی تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور جاتے ہی فرمایا السلام علیك یا زاھد۔ خلیفہ نے کہا کہ میں زاہد کہاں۔ زاہد تو آپ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے حق تعالیٰ کے اس ارشاد کا علم نہیں۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ

(دنیا کا ساز و سامان نہایت حقیر ہے۔)

زاہد وہی ہوتا ہے جو قلیل پر قناعت کرے۔ چونکہ تم دنیا کو سنبھال کر مطمئن بیٹھے ہو اور آخرت سے بے فکر ہو اس لئے زاہد تم ہی ہو، میں نہیں خلیفہ نادم ہو گیا اور اس نے آپ کی خدمت میں ایک خطیر رقم پیش کی۔

Marfat.com

لیکن آپ نے اسے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میرے لئے میرا خدا کافی ہے۔

دربارِ شاہی میں اعلائے کلمۃ الحق

ایک مرتبہ حضرت شیخ سفیان ثوریؒ خلیفہ مہدی عباسی کے دربار میں تشریف لے گئے۔ انھوں نے تعظیم کے درباری آداب و قواعد کو بالائے طاق رکھ کر عام مسلمانوں کی طرح اسے السلام علیکم کہا۔ خلیفہ کا وزیر ربیع مہدی کے پیچھے تلوار لئے کھڑا تھا۔ اس کو شیخ کا یہ انداز سخت ناگوار گزرا اور وہ انتظار کرنے لگا کہ کب خلیفہ حکم دے اور وہ شیخ کی گردن اڑا دے لیکن مہدی نے اس کا خیال نہ کیا۔ اور شیخ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "اے سفیان تم مجھ سے ادھر ادھر چھپتے پھرتے ہو بتاؤ اب تم مجھ سے کیسے بچ سکو گے۔ اب موقع ہے کہ میں تم سے تمہاری بدعنوانیوں کا انتقام لوں تم میرے دربار میں کیسے کھڑے ہو۔ تمہیں جلالِ شاہی کی کچھ پروا نہیں۔

شیخ سفیان ثوریؒ نے فرمایا۔ "یہ درست ہے کہ تجھ کو اختیار حاصل ہے کہ مجھے قتل کرنے یا زندہ چھوڑ دینے کا حکم دے مگر یاد رکھ کہ ایک دوسرا حاکم بھی ہے جو تجھ سے زبردست قدرت رکھنے والا عزیز و منتقم ہے اور حق و باطل میں بخوبی فیصلہ کر سکتا ہے۔ ربیع نے شیخؒ کے الفاظ سنے تو فرطِ غضب سے کانپنے لگا اور خلیفہ سے کہنے لگا کہ امیر المومنین ایسے گستاخ اور بے ادب کے لئے آپ قتل کا حکم کیوں صادر نہیں فرماتے۔

Marfat.com

میری شمشیر برہنہ اس کی گردن اتارنے کے لئے بے تاب ہے۔

خلیفہ نے ربیع پر ایک نظر ڈالی اور کہا ربیع تم خاموش رہو۔ میرے اور سفیان کے معاملہ میں مت دخل دو۔ اگر میں ایسے انسانوں سے بدسلوکی کروں گا تو شقی اور ظالم کہلاؤں گا۔ پھر اس نے ایک حکمنامہ لکھوایا جس میں حضرت سفیان ثوریؒ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا لوگوں کو تاکید کی کہ ان کے احکام کی بلاچون وچرا تعمیل کریں۔ اس حکمنامے پر اس نے اپنے دستخط کئے۔ اور مہر شاہی ثبت کر کے اسے حضرت سفیانؒ کے حوالے کیا۔ حضرت سفیانؒ جب یہ حکمنامہ لے کر دربار سے نکلے تو اس کو بغور دیکھا ان کی آنکھوں سے سیلِ اشک بہہ نکلا اور اس حکمنامہ کو پھاڑ کر دریائے دجلہ میں پھینک دیا اور حدیث شریف

من جعل قاضیاً بین الناس فقد ذبح بغیر سکین۔

(جو شخص لوگوں پر حاکم بنایا گیا وہ چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا)

پڑھتے ہوئے کہا خلیفہ مجھے قاضی بنا کر امت کا بوجھ میرے کندھوں پر ڈالنا چاہتا ہے اور مجھے عیوب و جرائم کے جال میں پھنسانا چاہتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ کہیں روپوش ہو گئے۔ جب ان کو روپوش ہوئے ایک مدت گزر گئی تو مہدی نے مجبور ہو کر ان کی جگہ کسی اور کو کوفہ کا قاضی مقرر کر دیا۔

Marfat.com

جذبۂ اصلاح

ایک دفعہ خلیفۂ وقت حضرت سفیان ثوریؒ کے سامنے نماز پڑھ رہا تھا اور حالتِ نماز میں بار بار اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا تھا۔ حضرت سفیانؒ نے اسے بلا خوف و ہراس ٹوکا اور صاف الفاظ میں کہا کہ یہ نماز نماز نہیں ایسی نمازیں قیامت کے دن اٹھا کر تمہارے منہ پر ماری جائینگی خلیفہ نے کہا ذرا آہستہ آہستہ کہیئے۔ آپ نے فرمایا اگر ایسی ضروری بات تمہارے خوف سے نہ کہوں یا دبی زبان سے کہوں تو میرا پیشاب اسی وقت خون ہو جائے۔

اللہ کی رحمت پر تکیہ

حضرت سفیان ثوریؒ ایک مرتبہ مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہوئے سا تنائے سفر میں آپ محمل میں سوار تھے اور زار زار روتے جاتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ گناہوں سے ڈر کر رو رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے ہاتھ بڑھا کر گھاس کا ایک تنکا توڑ لیا اور فرمایا گو میں بہت گناہ گار ہوں لیکن میرے گناہ حق تعالیٰ کی رحمت اور شانِ رحیمی کے سامنے اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے جو گھاس کے اس تنکے کی ہے۔ میں تو اس بات پر رو رہا ہوں کہ معلوم نہیں کہ میرا ایمان حقیقی بھی ہے یا نہیں۔

Marfat.com

آخرت کا معاملہ

ایک دفعہ حضرت مالک بن دینار کسی سفر سے دریا کے راستے واپس تشریف لا رہے تھے. جب ان کی کشتی کنارے سے جا لگی تو محصول لینے والا کشتی میں آیا اور کہا ہر مسافر کے سامان کی تلاشی لی جائے گی. کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلے." یہ سن کر حضرت مالک بن دینارؒ نے اپنے کپڑے جھاڑے اور چھلانگ لگا کر زمین پر آ گئے. محصول لینے والے نے پوچھا" یہ کیا آپ کشتی سے باہر کیوں کود گئے." فرمایا میرے ساتھ کوئی چیز ہی نہ تھی. وہ بولا" اچھا تو جائیے". حضرت مالک دینارؒ فرماتے ہیں. اس وقت میں نے دل میں کہا کہ بس آخرت کا معاملہ بھی اسی طرح ہو گا.

ہیبتِ حق اور عبرت پذیری

حضرت مالک بن دینارؒ پر ہیبتِ حق کا اس قدر غلبہ تھا کہ جب کوئی خوف اور حیرت دلانے والی آیت سنتے تو کانپنے لگتے اور ان کی حالت دگرگوں ہو جاتی. ایک دفعہ کسی قاری نے ان کے سامنے آیت اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا پڑھی اس کو سنتے ہی آپ کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور زار و قطار رونے لگے. آپ کی حالت دیکھ کر دوسرے حاضرینِ مجلس بھی بے قرار ہو گئے اور رونے لگے. جب قاری ــــ آخری آیت فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

Marfat.com

پر پہنچا تو حضرت مالک شدت تاثر سے غش کھا کر گر پڑے اور لوگ ان کو اٹھا کر گھر لے گئے۔

ایک دن آپ قبرستان میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک جنازہ دیکھا جب اس کو دفن کرنے لگے تو آپ قبر کے کنارے پر آکر کھڑے ہو گئے اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ اے مالک ایک دن تیرا بھی یہی حال ہوگا اور یہاں قبر میں ٹیک لگانے کے لئے تجھے کوئی تکیہ نہیں ملے گا۔" یہ الفاظ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ غش کھا کر قبر میں گر پڑے۔ لوگوں نے بڑی مشکل سے نکال کر گھر پہنچایا۔

بے صبر نہیں بننا چاہیے

بروایت ابن جوزیؒ یوسف بن الحسین نے بیان کیا ہے کہ میں نے لوگوں سے سنا کہ حضرت ذوالنون مصریؒ اللہ تعالےٰ کا اسم اعظم جانتے تھے۔ میں اسم اعظم جاننے کے شوق میں مصر پہنچا اور ایک سال تک شہر جیزہ میں حضرت ذوالنونؒ کی خدمت میں رہا اور ان کے احکام بجالاتا رہا پھر ان سے عرض کیا کہ اے شیخ میں نے آپ کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آپ نے میری استعداد و اہلیت کا اندازہ کر ہی لیا ہوگا۔ میری خواہش ہے کہ آپ سے اسم اعظم کی تعلیم حاصل کر دں۔ حضرت ذوالنونؒ نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ تاہم مجھے امید بندھ گئی کہ کسی دن بتا دیں گے۔ اسی طرح چھ ماہ اور گزر گئے۔ ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ذوالنونؒ

Marfat.com

ایک طباق اٹھائے ہوئے آ رہے ہیں۔ طباق پر ایک سرپوش تھا اور وہ ایک کپڑے میں بندھا ہوا تھا۔ حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا۔ تم میرے فلاں دوست کو جانتے ہو جو فسطاط میں رہتے ہیں۔ میں نے کہا" جی ہاں میں ان سے خوب واقف ہوں"۔ آپ نے فرمایا تو یہ چیزیں ان کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں۔ تم ان کو دے آؤ۔ میں نے کپڑے میں بندھا ہوا وہ طباق لے لیا اور فسطاط کے لیے روانہ ہو گیا۔ راستے میں خیال آیا کہ ذوالنون جیسا شخص اپنے دوست کو کیا چیز ہدیۃً بھیج رہا ہے اس کو دیکھنا تو چاہیے۔ پھر خیال آیا تجسس ٹھیک نہیں اگر ذوالنون مناسب سمجھتے تو خود ہی یہ چیز مجھے دکھا دیتے۔ لیکن آخر میں صبر نہ کر سکا اور کپڑا کھول کر اس طباق کا سرپوش اٹھایا دیکھا تو اس میں ایک چوہا تھا جو کود کر بھاگ گیا۔ مجھے سخت غصہ آیا کہ ذوالنونؒ نے میرے ساتھ عجیب مذاق کیا ہے کہ ایک چوہا دے کر اتنے طویل سفر پر بھیج دیا ہے۔ اسی غصہ کی حالت میں واپس آیا۔ ذوالنونؒ نے مجھے دیکھا تو سب کچھ سمجھ گیا اور فرمایا اے احمق ہم نے تیرا امتحان لیا تھا۔ ہم نے تیرے ہاتھ میں ایک چوہا امانت دیا تھا لیکن تو نے اس میں بھی ہمارے ساتھ خیانت کی۔ ایسی حالت میں تو کیسے توقع رکھتا ہے کہ میں اللہ کا اسم اعظم تیری امانت میں دے دوں۔

اللہ کا سہارا

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اپنی

Marfat.com

سیاحت کے دوران میں ایک پہاڑ کے دامن میں بہت سے لوگ دیکھے جو سب مختلف جسمانی عوارض میں مبتلا تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں جمع ہوئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس پہاڑ کے ایک غار میں ایک باخدا بزرگ رہتے ہیں۔ وہ سارا سال عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور صرف ایک دن غار سے باہر نکلتے ہیں۔ اس دن جو مریض یہاں جمع ہوتے ہیں وہ ان پر دم کرتے ہیں اور ان کے حق میں شفا کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب مریضوں کو شفا عطا کر دیتا ہے۔ میں یہ سن کر وہاں ہی ٹھہر گیا۔ ایک دن وہ بزرگ غار سے باہر تشریف لائے نہایت زرد رُو اور دبلے پتلے تھے۔ ان کی آنکھوں کے گرد حلقے پڑے ہوئے تھے لیکن چہرے پر جلال برس رہا تھا۔ انہوں نے سب مریضوں پر دم کیا اور ان کی شفایابی کے لئے دعا مانگی۔ اس کے بعد وہ غار میں جانے کے لیے مڑے اس وقت میں نے ان کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ آپ نے ظاہری بیماریوں کا علاج تو کیا ہے۔ خدا کے لئے میری باطنی بیماری کا بھی علاج کیجئے۔ انہوں نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا۔ اے ذوالنونؒ میرا دامن چھوڑ دے۔ کیونکہ حق تعالیٰ اپنی عظمت اور جلال سے دیکھے گا کہ تو اس کے سوا کسی دوسرے کا دامن پکڑتا ہے تو وہ تجھے غیروں ہی کے حوالے کر دے گا۔ میں یہ سن کر تھر۱۳ اٹھا اور ان کا دامن چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ جلدی سے غار کے اندر چلے گئے۔

Marfat.com

ہمیشہ کام آنے والی وصیت

ایک شخص نے حضرت ذالنون مصریؒ سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی وصیت کیجئے جو ہمیشہ میرے کام آتی رہے۔ فرمایا بس یہ خیال رکھنا کہ کہیں لوگوں کے عیوب کی چھان بین تم کو اپنے عیبوں پر نظر ڈالنے سے غافل نہ کر دے۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالٰے نے تم کو دوسروں پر نگران مقرر نہیں کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ حق تعالٰے کے نزدیک سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو سب سے عقلمند ہو اور عقلمندی یہ ہے کہ جب ان کو حق بات بتائی جائے تو وہ اس کو فوراً قبول کرے خواہ حق بات کہنے والا مرتبہ اور حیثیت میں اس سے کتنا ہی کمتر ہو۔ دوسرے اگر اس سے غلطی ہو جائے تو وہ اس کا اعتراف کرنے میں مطلق ہچکچائے نہیں۔ تیسرے یہ کہ اگر کوئی شخص اس سے کوئی بات کرے تو وہ اس کو پوری توجہ اور غور کے ساتھ سنے اگرچہ وہ اس کو پہلے سے جانتا ہو۔

ایک اور موقع پر حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا کہ انسان کے لئے چھ چیزیں فساد کا باعث بنتی ہیں۔

۱۔ آخرت کا عمل کرتے وقت نیت کا کمزور ہونا
۲۔ مخلوق کی رضامندی کو خدا کی رضامندی پر ترجیح دینا۔
۳۔ اپنے آپ کو شیطان کے حوالے کر دینا۔
۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کر دینا۔

Marfat.com

۵۔ موت کو فراموش کر کے حرص و ہوس میں مبتلا ہونا۔

۶۔ بزرگوں کے اوصاف حسنہ کو نظر انداز کر دینا اور ان کی لغزشوں کو اپنے لیے حجت بنانا۔

قبلہ کی تکریم

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ کو خبر پہنچی کہ فلاں جگہ ایک بہت بڑے بزرگ آئے ہوئے ہیں۔ حضرت بایزید بزرگوں کی زیارت اور صحبت کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے وہ اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ ان بزرگ کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں دیکھا کہ انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ اسی وقت بغیر ملاقات کے واپس لوٹ آئے اور فرمایا کہ اگر یہ شخص ولی اللہ ہوتا اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے آدابِ قبلہ کی خبر ہوتی تو قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ تھوکتا۔

امام شاطبیؒ کتاب الاعتصام میں لکھتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ تارک سنت کو درجہ ولایت حاصل نہیں ہوتا۔ اگرچہ ترک سنت کا سبب عدم واقفیت ہی کیوں نہ ہو۔

ہمسایہ سے حسنِ سلوک

حضرت بایزید بسطامیؒ کے پڑوس میں ایک آتش پرست

Marfat.com

کا مکان تھا ایک دفعہ وہ سفر پہ گیا۔ اس کا ایک شیرخوار بچہ تھا۔ رات ہوتی تھی تو یہ بچہ اندھیرے کی وجہ سے رونے لگتا تھا کیونکہ اس آتش پرست کے گھر میں چراغ نہیں تھا۔ شیخ نے اپنا معمول بنا لیا کہ جوں ہی رات ہوتی وہ اپنے گھر سے چراغ اٹھاتے اور ہمسائے کے گھر میں رکھ آتے تھے۔ اس طرح بچہ خوش ہو جاتا تھا۔ آتش پرست سفر سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے سارا حال اس کو سنایا وہ شیخ کے حسن اخلاق سے اس قدر متاثر ہوا کہ فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

تجسس نہیں کرنا چاہیئے

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو امام مسجد نے پوچھا کہ آپ نہ تو کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں اور نہ کچھ کام کرتے ہیں پھر آپ کی گذر کس طرح ہوتی ہے۔ شیخ نے فرمایا صبر کر پہلے میں نماز دوبارہ پڑھ لوں پھر جواب دوں گا۔ کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں جو رزق دینے والے کو نہیں جانتا۔

خواجہ بایزید بسطامیؒ کا انکسار

ایک دفعہ خواجہ بایزیدؒ عید کے دن حمام سے غسل کر کے نکلے۔ گلی میں جا رہے تھے کہ کسی نے گھر کی چھت سے بے خبری میں بہت سی راکھ نیچے پھینکی۔ یہ سب راکھ حضرت کے سر پر پڑی اور آپ کا لباس

Marfat.com

چہرہ، ریش مبارک اور سر کے بال راکھ سے آلودہ ہوگئے۔ لیکن آپ کے دل میں غبار تک نہ آیا۔ یہاں تک کہ نظر اٹھا کر اوپر بھی نہ دیکھا۔ آپ راکھ کو چہرے پر ملتے تھے بار بار خدا کا شکر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بایزید تو دوزخ کے قابل ہے وہ ذرا سی راکھ سے منہ کیوں بنائے۔

متواضع کون ہے؟

حضرت بایزید بسطامیؒ سے کسی شخص نے پوچھا کہ متواضع کی کیا پہچان ہے۔ آپ نے فرمایا متواضع وہ آدمی ہوتا ہے جو اپنے آپ کو حقیر محض سمجھے۔ اپنے سے زیادہ کسی کو برا نہ سمجھے اور نہ کسی دوسرے سے اپنے آپ کو برتر یا بہتر سمجھے۔ متواضع کی شناخت یہ ہے۔

۱ وہ اپنے ملازموں اور مساکین کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے۔
۲۔ چھوٹوں کو سلام کرتا ہے۔
۳۔ بھیڑ بکریوں وغیرہ کا دودھ دوہتا ہے۔
۴۔ لوگوں کے ساتھ جا رہا ہو تو سب سے آگے چلنے کی کوشش نہیں کرتا
۵ راستہ میں سے کانٹے پتھر وغیرہ ہٹاتا ہے۔
۶۔ فقراء کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔
۷۔ بازار سے ضروریات کی چیزیں خود خرید کر لاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت امام جعفر صادقؓ اور حضرت بایزید بسطامیؒ

حضرت بایزید بسطامیؒ ایک مدت تک حضرت امام جعفر صادقؓ کی خدمت میں رہے۔ آپ کو حضرت امام جعفرؓ سے اکتساب فیض کرنے میں اس قدر محویت تھی کہ کبھی ایک لمحے کے لئے کسی دوسری طرف توجہ نہ کی ایک دن حضرت امامؓ نے فرمایا بایزید ذرا طاق سے کتاب تو اٹھا لاؤ۔" آپ نے عرض کی حضور طاق کہاں ہے؟

حضرت امام جعفرؓ نے فرمایا "تمہیں یہاں رہتے اتنا عرصہ گزر گیا ابھی طاق کا پتہ بھی نہیں۔"

آپ نے عرض کی "مجھے تو حضور کی زیارت اور صحبتِ بابرکت ہی سے فرصت نہیں طاق کا خیال کیسے رکھوں!"

حضرت امام یہ سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا اور اگر تمہارا یہ حال ہے تو بسطام چلے جاؤ۔ تمہارا کام پورا ہو چکا

کشف برداشت کرنا بہت مشکل ہے

ایک شخص جو کشف کا منکر تھا حضرت بایزید بسطامیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ فلاں معاملہ میں اگر آپ کو کوئی کشف ہوا ہے تو مجھے بھی اس سے آگاہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا فلاں غار میں جاؤ وہاں ہمارا ایک دوست تمہارا اشکال رفع کر دے گا۔ وہ شخص اس غار میں گیا تو وہاں ایک

Marfat.com

خوفناک اژدہا نظر آیا۔ اسے دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے اور ہانپتا کانپتا آپ کی خدمت میں آیا۔ جب سارا ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا ایک مخلوق کی ہیبت سے تو تمہارا یہ حال ہو گیا خالق کے جمال کی تاب کیونکر لا سکو گے جو کشف کے آرزو مند ہو۔

ماں کی خدمت

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ماں کی خدمت سے بڑھ کر کسی شئے سے فیض نہیں پایا۔ ایک رات والدہ صاحبہ نے مجھ سے پانی مانگا میں نے کوزے میں دیکھا تو وہ خالی تھا۔ پھر گھڑا دیکھا تو اس میں بھی پانی نہ پایا۔ میں دوڑتا ہوا ندی پر گیا۔ اور وہاں سے پانی لایا۔ اس اثنا میں والدہ صاحبہ سو گئی تھیں۔ میں پانی کا کوزہ ہاتھ میں لئے ہوئے ساری رات اس انتظار میں کھڑا رہا کہ وہ بیدار ہوں تو پانی پیش کروں۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ میرا ہاتھ ٹھٹھر گیا لیکن والدہ صاحبہ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوئیں تو مجھے اس حالت میں کھڑا دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور پھر پانی پی کر مجھ کو بے شمار دعائیں دیں۔ اسی دن سے میں نے دیکھا کہ میرا قلب انوارِ الٰہی سے معمور ہو گیا۔

احترامِ مسجد

حضرت بایزید بسطامیؒ جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے وہ آپ کے گھر

Marfat.com

سے چالیس قدم کے فاصلے پر واقع تھی۔آپ اس مسجد کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ تمام عمر میں ایک دفعہ بھی راستے میں کبھی نہ تھوکا

حضرت بایزید بسطامیؒ اور ایک گویا

حضرت بایزید بسطامیؒ ایک دفعہ قبرستان سے آ رہے تھے۔سامنے بسطام کا ایک نوجوان گاتا بجاتا آ رہا تھا۔جب وہ حضرت کے نزدیک پہنچا تو انہوں نے فرمایا

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

جوان یہ سن کر غصے سے لال پیلا ہو گیا اور اس نے اپنا باجا حضرتؒ کے سر پر دے مارا۔باجا ٹوٹ گیا اور حضرتؒ کے سر سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے لیکن آپ نے کمال تحمل سے کام لیا اور خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔صبح ہوئی تو ایک خادم کے ہاتھ اس باجے کی قیمت اور کچھ حلوا اس نوجوان کے پاس بھیجا اور چلتے وقت اس کو ہدایت کی کہ میری طرف سے باجے کے ٹوٹنے پر عذر کرنا اور کہنا اس رقم سے دوسرا باجا خرید لے اور یہ حلوا کھا لے تاکہ کل کا غصہ دور ہو جائے اور دل کی تلخی جاتی رہے۔اس نوجوان نے حضرت بایزیدؒ کا یہ خلقِ عظیم دیکھا تو روتا ہوا آپ کی خدمت میں آیا۔پاؤں پر گر کر معافی مانگی اور آپ کا مرید ہو گیا۔اس کے ساتھ اس کے کئی اور دوست بھی شیخؒ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

Marfat.com

عیادت کا ادب

حضرت شیخ جنید بغدادیؒ سے روایت ہے کہ میرے شیخ حضرت سری سقطیؒ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ طوس میں اسہال کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ کچھ لوگ میرے پاس عیادت کے لئے آتے اور ایسے بیٹھ گئے کہ اٹھنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ مجھے ان لوگوں کے بیٹھنے سے تکلیف ہو رہی تھی کیونکہ بیماری کے سبب مجھے بار بار رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے۔ میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ اے اللہ ہمیں عیادت (بیمار پرسی) کا ادب سکھا دیجئے۔

تجارت کا اصول

حضرت سری سقطیؒ گذر اوقات کے لئے تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ نے یہ اصول بنا رکھا تھا کہ اپنا مال زیادہ سے زیادہ بیس فی صد منافع پر فروخت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ساٹھ دینار کے بادام خریدے یکایک باداموں کا نرخ چڑھ گیا۔ ایک دلال آیا اور کہا کہ یہ بادام بیچ دیجئے آپ نے فرمایا کس قیمت۔ اس نے کہا نوے دینار مل جائیں گے۔ آپ نے فرمایا میں نے عہد کر رکھا ہے کہ بیس فی صد سے زیادہ منافع نہ لوں گا۔ دلال نے کہا تو پھر میں آپ کے مال کو نقصان پر نہیں بیچتا۔ شیخ نے فرمایا تو تیری

Marfat.com

مرضی۔ میرا مقصد زر اندوزی نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنا اصول نہیں توڑ سکتا۔

اسبابِ دنیا سے نجات پانے پر شکر

حضرت سری سقطیؒ نے تجارت کے لئے بازار میں ایک دکان لے رکھی تھی۔ ایک مرتبہ بازار میں آگ لگ گئی اور بے شمار دکانیں جل گئیں۔ شیخ نے یہ سمجھ کر میری دکان بھی ضرور جل گئی ہو گی۔ فرمایا شکر ہے کہ اب مجھے دنیا کے جھنجھٹ سے نجات مل گئی۔ جا کر جو دیکھا تو صرف آپ ہی کی دکان کو آگ نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ آپ اس فضلِ الٰہی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ساری دکان راہِ خدا میں لٹا دی اور حضرت معروف کرخیؒ کی بیعت کر کے عبادت و طاعت میں مشغول ہو گئے۔

مرد کون ہے؟

ایک دفعہ ایک شخص حضرت سری سقطیؒ کی بزرگی اور کمالات کا شہرہ سن کر کسی دور دراز مقام سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے وطن کے فلاں بزرگ نے دنیا سے یکسر قطع تعلق کر لیا ہے اور ایک پہاڑ میں معتکف ہو کر مصروفِ عبادت ہو گئے ہیں۔ انھوں نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ حضرت سری سقطیؒ نے فرمایا۔

دنیا یکسر قطع تعلق کر کے کسی غار میں معتکف ہو جانا کوئی جوانمردی نہیں ہے۔ مرد وہ ہے جو دنیا میں رہ کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق قائم

Marfat.com

رکھے اور دنیا میں گم ہو کر نہ رہ جائے۔"

چور کو خالی ہاتھ نہ جانے دیا

ایک دفعہ حضرت شیخ احمد خضرویہؒ کے گھر میں رات کو ایک چور گھس آیا۔ ادھر ادھر بہتیرا ٹٹولتا پھرا لیکن ایک بوریہ نشین درویش کے گھر میں کیا رکھا تھا۔ مایوس ہو کر واپس جانے لگا۔ شیخ اس وقت جاگ رہے تھے اور ایک کونے میں مصروف عبادت تھے۔ انہوں نے چور کو اس طرح خالی ہاتھ اور مایوس جاتے دیکھا تو دل میں اس سے ہمدردی پیدا ہوئی۔ اُسے کو پکار کر کہا اے بھائی فقیر کے گھر سے اس طرح تہی دست نہ جا۔ میرا کہنا مان یہ ڈول لے کر اس کنوئیں سے پانی نکال اور وضو کر کے نماز میں مشغول ہو جا۔ شاید اللہ تعالیٰ تیرے لئے کوئی صورت پیدا کر دے۔ چور نے آپ کے ارشاد پر عمل کیا اور وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گیا۔ صبح ہوئی تو ایک شخص شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو سو اشرفیاں نذر کیں۔ آپ نے وہ اشرفیاں چور کے ہاتھ پر رکھ دیں اور فرمایا یہ تیری ایک رات کی نماز کا صلہ ہے۔ چور یہ دیکھ کر سکتے میں آ گیا اور اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا کہنے لگا۔ افسوس میں نے گذشتہ عمر برے کاموں میں صرف کر دی۔ اور محروم رہا۔ صرف آج کی رات میں نے اللہ کا کام کیا اور اس نے مجھ پر اتنا کرم فرمایا۔ اگر میری گذشتہ زندگی بھی اس کی یاد میں بسر ہوتی تو مجھے کیا کچھ نہ ملتا۔ یہ کہہ کر اس نے سچے دل سے توبہ کی اور شیخ احمد خضرویہؒ کے حلقۂ ارادت

Marfat.com

میں داخل ہو گیا۔

حق تعالیٰ اپنے بندوں سے غافل نہیں ہوتا

شیخ احمد خضرویہؒ بڑے سخی تھے۔ ان کے در سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہ جاتا تھا اگر اپنے پاس کچھ نہ ہوتا تو کسی سے قرض لے کر سائل کی ضرورت پوری کرتے۔ اس طرح انہوں نے ہزار ہا بندگانِ خدا کو فیض پہنچایا لیکن خود مقروض ہو گئے۔ وفات کا وقت قریب آیا اور حالت نزع طاری ہوئی تو ان کے جاننے والوں میں سے کسی کی آنکھ نہ تھی جو اشکبار نہ ہو لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کو اپنے روپوں کی فکر تھی جو شیخ کے ذمہ تھے۔ شیخ خود بھی اپنے قرض کے خیال سے بے چین تھے اور حیران تھے کہ یہ بوجھ سر پہ لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے حاضر ہوں گے۔ کچھ دیر بعد انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ اب تو ہی میرے قرضوں کو پورا کر میں تو ایک عاجز وحقیر بندہ ہوں۔ اس لئے کیا کر سکتا ہوں" اس وقت تمام قرض خواہ شیخ کے سرہانے کھڑے تھے۔ ابھی شیخؒ کی دعا کے الفاظ ختم بھی نہیں ہوئے تھے کہ باہر سے کسی نے آواز دی کہ احمدؒ کے قرض خواہ باہر آجائیں اور اپنا حساب چکا لیں۔ اس آواز کے سنتے ہی تمام قرض خواہ باہر کی طرف لپکے اور اس شخص نے شیخ کے سب قرضوں کو چکا دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ ادھر اس نے قرض ادا کیا ادھر شیخ احمد خضرویہؒ اس

Marfat.com

دار فانی سے کوچ کر گئے۔

ہلکے اور بھاری بوجھ کا فرق

ایک دفعہ رات کو شہر بصرہ میں آگ لگ گئی۔ حضرت مالک بن دینار بصریؒ کا گھر بھی اس کی لپیٹ میں آگیا۔ مالکؒ نے اپنا عصا، چادر اور جوتیاں اٹھائیں اور باہر نکل آئے لوگوں نے کہا حضرت گھر کی خبر تو لیجیے۔ فرمایا گھر میں اور رکھا ہی کیا ہے۔ ہلکے بوجھ والے رہائی پا گئے اور بھاری بوجھ والے ہلاک ہو گئے۔ قیامت میں ایسا ہی ہوگا

اللہ کی رحمت

ایک دفعہ آسمان پر ابر چھایا ہوا تھا اور لوگ بڑی بے تابی سے بارش کا انتظار کر رہے تھے لیکن بارش تھی کہ برسنے کا نام ہی نہ لیتی تھی۔ حضرت مالک

ؒ ابویحییٰ مالک بن دینار بصریؒ (متوفی ۱۲۷ھ) سرآمد روزگار عالم اور ولی اللہ تھے۔ علامہ ابن خلکان کا بیان ہے کہ وہ عالم، زاہد اور کثیر الورع والتقویٰ تھے۔ ابن العماد الحنبلی کا قول ہے کہ وہ بڑے سردار اور مشہور ولی تھے۔ امام نوویؒ نے ان کو الزاھد التابعی لکھا ہے۔ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ، احنفؒ، خواجہ حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ، عکرمہ، عطا بن ابی رباح اور شہر بن حوشبؒ سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

بن دینارؒ نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ تم سب بارش کا انتظار کر رہے ہو لیکن تمہارے اعمال دیکھ کر مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں۔ اگر پتھر نہ برسے تو سمجھو کہ اللہ نے خاص رحمت کی۔

حضرت مالک بن دینارؒ اور حاکم بصرہ

ایک دفعہ بصرہ کا حاکم بڑے غرور اور تمکنت کے ساتھ اکڑتا ہوا حضرت مالک بن دینار کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے فرمایا "یہ غرور کی چال بدل ڈالو۔"

حاکم بصرہ کے خدام حضرت مالک کی طرف دوڑے کہ ان کو اس گستاخی کی سزا دیں۔ لیکن حاکم نے ان کو روک دیا اور خود حضرت مالکؒ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔" آپ نے جواب دیا۔ میں تجھے خوب جانتا ہوں۔ آخر تو کیا شے ہے۔ تیرا آغاز پانی کا ایک بدبودار قطرہ ہے اور تیرا انجام بدبودار مردہ جسم ہے اور آغاز و انجام کا درمیانی وقفہ تیرے کام کرنے کا وقت ہے۔ اس دوران میں جیسا بوئے گا ویسا کاٹے گا۔

حاکم بصرہ نے یہ سن کر گردن جھکالی اور چپکے سے چلا گیا۔

انتہائے زہد ایک دفعہ کچھ لوگ رات کے وقت حضرت مالکؒ بن دینارؒ کی زیارت کے لئے گئے۔ دیکھا کہ گھر میں

Marfat.com

اندھیرا ہے اور مالک ایک روٹی کو ہاتھ میں لئے ہوئے مل رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ حضرت گھر میں نہ دیا ہے اور نہ روٹی کھانے کے لیئے سالن۔ یہ کیا؟ فرمایا۔ بھائی مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ خدا کی قسم میں تو ان چیزوں پر ہی نادم ہوں جو میرے پاس ہیں۔"

بُروں کے حق میں دعائے خیر

ایک دن حضرت معروف کرخیؒ دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ ارادت مند بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اتنے میں چند اوباش نوجوان ایک کشتی میں بیٹھے ہوئے گانے بجاتے اور شراب پیتے سامنے سے گذرے۔ ان کی ہلڑ بازی اور طوفان بدتمیزی کو دیکھ کر آپ کے ساتھیوں نے کہا۔ حضرت ملاحظہ فرمایئے۔ یہ لوگ خوفِ خدا سے کس قدر عاری ہیں کہ اس طرح کھلم کھلا خرمستیوں میں مشغول ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان سب کو غرق کر دے۔"

حضرت معروف نے فرمایا۔ اچھا آؤ سب مل کر دعا کریں۔"

جب سب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو حضرت معروف نے دعا کی۔

"اے الہ العالمین تو نے ان لوگوں کو جیسا عیش و سرور دنیا میں عطا کیا ہے۔ آخرت میں بھی ان کو ایسا ہی عیش و سرور عنایت فرما۔"

آپ کے ساتھیوں نے کہا۔ حضرت ہم نے تو آپ سے عرض کی تھی

Marfat.com

کہ ان بدبختوں کے لئے بددعا کیجئے لیکن آپ اس کے برعکس ان کے لئے دعائے خیر کر رہے ہیں۔"

آپ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ جب ان کو آخرت میں عیش و راحت عطا فرمائے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کو دنیا میں توبہ کی توفیق دے کر ان کے گناہ معاف کر دے گا۔ اس سے ان کا بھلا ہو جائے گا اور تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

تواضع اور انکسار

حضرت معروف کرخیؒ کمال درجہ کے عابد و زاہد تھے۔ لیکن اپنی عبادت کا اظہار کرنے سے حتیٰ الوسع گریز کرتے تھے۔ وہ قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ لیکن کیا مجال کبھی ان کی زبان پر اپنی نماز یا روزے کا ذکر آیا ہو۔ ان کے مرض وفات میں ایک شخص نے سوال کیا کہ اے شیخ زندگی میں روزوں کے معاملہ میں آپ کا کیا معمول رہا۔

فرمایا "حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا ایسا روزہ رکھتے تھے۔" اس شخص نے کہا "میں آپ کے روزوں کے بارے میں پوچھتا ہوں"۔ فرمایا "حضرت داؤد علیہ السلام اس طرح روزہ رکھتے تھے"۔ سائل نے پھر کہا کہ میرا سوال آپ کے روزوں سے متعلق ہے"۔ فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روزوں کے بارے میں یہ معمول تھا۔"

اس شخص نے اب زور دے کر اپنا سوال دہرایا تو مجبور ہو کر فرمایا

Marfat.com

بھائی میرا کیا پوچھتے ہو میں تو ہمیشہ روزہ سے رہتا تھا لیکن اگر کوئی شخص میری دعوت کرتا تھا تو میں قبول کر لیتا تھا (یعنی کھانا کھا لیتا تھا) اور یہ نہیں کہتا تھا کہ میں روزہ سے ہوں۔"

عبداللہ بن مبارکؒ اور ایک نیک خاتون

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ[1] ایک دفعہ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے سفر کر رہے تھے[2]۔ اثنائے راہ میں انھوں نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو ایک درخت کے تنے کے پاس بیٹھی تھی اور بڑی پریشان حال نظر آ رہی تھی[3]۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اس کے قریب گئے اور کہا۔

---

[1] عبداللہ بن مبارکؒ، امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مشہور اور خاص شاگردوں میں ہیں ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ علمائے ربانیین اور صوفیائے کرام میں ان کا خاص درجہ ہے۔ اسماعیل بن عیاشؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالٰے نے خیر کی خصلتوں میں ایسی کوئی خصلت نہیں پیدا کی جو عبداللہ بن مبارک کو نہ عطا کی۔" وہ امام فقہ، حافظ حدیث، زاہد، متقی اور سخی تھے اور اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے۔

[2] بعض روایتوں میں ہے کہ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو جا رہے تھے۔

[3] ایک روایت ہے کہ یہ بوڑھی خاتون حضرت رابعہ بصری تھیں لیکن اکثر روایتوں میں اس خاتون کا کوئی نام درج نہیں ہے اور محض "ایک بوڑھی عورت" کہنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ"

اس نے جواب میں کہا۔ سَلَامٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمٍ

یعنی سلام بڑے مہربان رب کا قول ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ۔ خدا تم پر رحمت کرے تم یہاں کیا کر رہی ہو۔

بڑھیا۔ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ

یعنی جس کو اللہ بھٹکا دے اس کو راہ پر لانے والا کوئی نہیں۔ (مطلب یہ کہ میں راستہ بھول گئی ہوں۔)

عبداللہؒ۔ کہاں جا رہی ہو۔

بڑھیا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

یعنی پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا (مطلب یہ کہ مکہ معظمہ سے بیت المقدس کو جا رہی ہوں۔)

عبداللہ تم یہاں کب سے پڑی ہو۔

بڑھیا۔ ثَلَاثَ لَیَالٍ سَوِیًّا یعنی متواتر تین رات سے

عبداللہ۔ تمہارے پاس کھانے پینے کی تو کوئی شے نہیں پھر تم نے یہ عرصہ کیسے گذارا

بڑھیا۔ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ (وہ خدا مجھے کھلاتا پلاتا ہے) یعنی کہیں نہ کہیں سے رزق مہیا ہو جاتا ہے۔

عبداللہ۔ تم وضو کس چیز سے کرتی ہو۔

Marfat.com

بڑھیا۔ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا (اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو) یعنی پانی یہاں دستیاب نہیں ہے اس لئے پاک مٹی سے تیمم کر لیتی ہوں۔

عبداللہ۔ یہ کھانا حاضر ہے کھالو۔

بڑھیا۔ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيۡلِ (پھر روزے رات کے آغاز تک پورے کرو) یعنی میں روزے سے ہوں۔

عبداللہ۔ یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے۔

بڑھیا۔ وَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيۡمٌ (اور جو نفل کے طور پر نیک کام کرے تو اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے (یعنی میرا نفلی روزہ ہے۔)

بڑھیا۔ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو)

عبداللہ۔ جس طرح میں تم سے باتیں کرتا ہوں اسی طرح تم مجھ سے باتیں کیوں نہیں کرتیں۔

بڑھیا۔ مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌ (وہ آدمی) کوئی بات نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ اس کے پاس ایک مستعد نگہبان ضرور ہوتا ہے۔

یعنی انسان کو اپنی ہر بات کے لئے خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑیگا اس لئے میں قرآن ہی سے بات کرتی ہوں۔

Marfat.com

عبداللہ۔ تم کس قبیلے کی عورت ہو۔

بڑھیا۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔

جو بات تمہیں معلوم نہ ہو اس کے درپے نہ ہو۔ بیشک، کان، آنکھ اور دل سب سے باز پرس ہوگی۔

عبداللہ۔ مجھ سے قصور ہوا معاف کر دو۔

بڑھیا۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ

آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تمہیں بخش دے۔

عبداللہ۔ میری اونٹنی حاضر ہے۔ اس پر بڑھیا پسند کرو تو جہاں چاہو پہنچا دوں گا۔

بڑھیا۔ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ (اور تم جو نیکی کرتے ہو۔ اللہ اسے جانتا ہے (یعنی وہ اس کا اجر دے گا۔)

عبداللہ۔ اچھا تو سوار ہو جاؤ!

(یہ کہہ کر انھوں نے اپنی اونٹنی بڑھیا کے قریب بٹھا دی۔)

بڑھیا۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَسُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

ایمانداروں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور پاک ہے وہ رب جس نے ہمارے لیے اس (سواری) کو مسخر کر دیا حالانکہ ہم اس کے لائق نہ تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹیں گے۔

Marfat.com

یہ سن کر حضرت ابن مبارکؒ نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور وہ بڑھیا اونٹنی پر بیٹھ گئی[1] اب عبداللہ نے اونٹنی کی نکیل پکڑلی اور بلند آواز کے ساتھ حدی خوانی کرتے ہوئے اونٹنی کو تیز تیز ہانکنے لگے۔ بڑھیا نے اونٹنی پر سے پکارا۔

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ (اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز پست کرو۔

یہ سن کر عبداللہؒ آہستہ آہستہ چلنے لگے اور اپنی آواز بھی پست کر لی اب بڑھیا نے یوں کہا۔

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (پھر قرآن میں سے جو آسان ہو پڑھو۔

(یعنی ان اشعار سے تو بہتر ہے کہ قرآن ہی پڑھتے چلو) تھوڑی دور آگے جاکر عبداللہ نے پوچھا اے خاتون کیا تمہارے شوہر ہیں؟

بڑھیا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

---

[1] ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب بڑی بی سوار ہونے لگیں تو اونٹنی بدک گئی اور بڑھی بی کے کپڑے کجاوے میں الجھ کر پھٹ گئے اس وقت اس نے یہ آیت پڑھی وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ یعنی تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے۔ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اس کے بعد ابن مبارکؒ نے اونٹنی کے پیر باندھ دیئے اور بڑھیا اس پر سوار ہوئی۔

Marfat.com

اے ایمان والو ایسی باتوں کے بارے میں نہ پوچھو جو اگر تم پر ظاہر ہو جائیں تو ناگوار معلوم ہوں) یعنی تم کو اس سوال کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیوں پوچھتے ہو؟

عبداللہ خاموش ہو گئے اور چلتے چلتے قافلہ میں جا پہنچے۔ اب انہوں نے خاتون سے پوچھا کہ قافلہ میں تمہارا کوئی عزیز یا رشتہ دار ہے؟

بڑھیا ۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں"۔

(یعنی میرے بیٹے قافلہ میں موجود ہیں)

عبداللہ۔ کچھ پتہ بتاؤ تو میں ان کو تلاش کروں۔

بڑھیا۔ وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ

"اور علامتیں ہیں اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں"۔

(یعنی وہ قافلہ کے راہبر ہیں)

عبداللہ۔ کیا تم ان کے نام بتا سکتی ہو۔

بڑھیا۔ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا، وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا، یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ۔

اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو دوست بنایا اور موسٰی سے کلام کیا۔ اے یحییٰ اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

(یعنی میرے بیٹوں کے نام ابراہیم، موسٰی اور یحییٰ ہیں)

عبداللہ نے قافلہ میں ان ناموں کو پکارنا شروع کیا تو نوجوان فوراً

Marfat.com

قافلے سے نکل کر حاضر ہو گئے۔ انہوں نے اپنی ماں کو اونٹنی سے اتارا اور عبداللہ سے باتیں کرنے لگے۔

بڑھیا۔ (اپنے لڑکوں سے) فَابْعَثُوٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ۔

اپنے لوگوں میں سے کسی کو اپنے اس ورق (سکہ) کو دے کر شہر میں بھیجو اور اسے چاہیے کہ وہ دیکھے کہ کونسا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے۔ پھر اس میں تمہارے پاس روزی لے آئے (یعنی شہر جاکر کھانا لاؤ اور عبداللہ کو کھلاؤ)

یہ سنتے ہوئے ایک نوجوان دوڑا ہوا شہر گیا اور جو کچھ ملا لاکر عبداللہؓ سامنے رکھ دیا۔ بڑھیا نے اب عبداللہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ۔

ہنسی خوشی کھاؤ پیو بہ سبب اس اچھے کام کے جو تم نے گذشتہ ایام میں کیا۔

عبداللہ حیران تھے کہ الٰہی اس ضعیفہ کو قرآن پر کس قدر مہارت ہے اس کے لڑکوں نے ان کو بتایا کہ ان کی والدہ گذشتہ چالیس برس سے آیات قرآن کے ذریعہ ہی گفتگو کر رہی ہیں۔ یہ اس لئے کہ مبادا کوئی ایسا لفظ زبان سے نکل جائے جس کی قیامت کے دن باز پرس ہو۔

(سبحان اللہ۔ ایسے تقویٰ اور حفظِ لسان کی مثال شاید ہی تاریخ میں مل سکے)

Marfat.com

اصلی بادشاہت

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرمایا کرتے تھے کہ زہد کی بادشاہت رعیت کی بادشاہت سے زیادہ باعظمت ہے کیونکہ رعیت کا بادشاہ لوگوں کو اپنے گرد لاٹھی کے زور سے جمع کرتا ہے اور ایک زاہد لوگوں سے کنارہ کشی کرتا ہے مگر لوگ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ابن مبارک اپنے اس قول کے مصداق خود بھی تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ رقہ (بغداد کا ایک نواحی مقام) تشریف لے گئے۔ اسی زمانے میں خلیفہ ہارون الرشید بھی وہاں آیا ہوا تھا۔ اور اپنے لکڑی کے محل میں مقیم تھا۔ لوگوں نے ابن مبارکؒ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو جوق در جوق ان کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ پیدل اور سواروں کی کثرت نے اس قدر گرد اڑی کہ آسمان پر غبار چھا گیا۔ خلیفہ کی ایک ام ولد (وہ کنیز جس کی اولاد ہو جائے) نے لکڑی کے محل کے برج پر چڑھ کر دیکھا کہ انسانوں کا ایک جم غفیر ہے۔ جس میں بلحظہ اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس نے بعض خدام سے پوچھا کہ یہ کیسا ازدحام ہے۔ انھوں نے کہا کہ خراسان سے ایک بزرگ عبداللہ بن مبارک تشریف لائے ہیں۔ یہ سب لوگ ان کی زیارت کے لئے جمع ہیں۔ یہ سن کر اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

واللہ بادشاہی یہ ہے۔ ہارون الرشید کی بادشاہی اس کے مقابلے میں کچھ نہیں کیونکہ اس کے پاس لوگ لاٹھی اور کوڑے اور سپاہیوں اور

Marfat.com

خدمت گاروں کے زور سے آتے ہیں۔"

احساسِ امانت

عبداللہ بن مبارکؒ ایک دفعہ شام تشریف لے گئے۔ وہاں کسی سے ایک قلم مستعار لیا۔ لیکن واپس دینا یاد نہ رہا۔ شام سے واپس جاتے ہوئے مرو کے مقام پر پہنچے تو معاً یاد آیا کہ قلم ساتھ ہی آگیا ہے۔ اسی وقت شام کو مراجعت کی اور سینکڑوں میل کا پُرصعوبت سفر دوبارہ طے کرکے وہ قلم اس کے مالک کو معذرت کے ساتھ واپس کیا۔

شہرت سے نفور

عبداللہ بن مبارکؒ کے ایک شاگرد نے اپنی کسی تصنیف میں ان کا قول نقل کرتے ہوئے قال عبداللہ بن المبارک لکھ دیا۔ حضرت کو معلوم ہوا تو اس کے پاس چاقو بھیجا کہ اس سے میرا نام اپنی تصنیف سے چھیل دو۔ میری کیا حقیقت ہے کہ کسی قول کو میری طرف منسوب کرکے لکھا جائے۔

نیکی کا اخفا

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جب کبھی طرطوس تشریف لے جاتے تھے تو راستہ میں رقہ کی ایک سرائے میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ وہاں

Marfat.com

ایک نوجوان آپ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ سے حدیث کا سماع کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ابن مبارکؒ نے حسب معمول رقہ کی سرائے میں قیام کیا تو آپ نے اس نوجوان کو نہیں دیکھا۔ لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قرض نہ ادا کرنے کی پاداش میں جیل خانہ میں بھیج دیا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا اس پر کتنا قرض ہے لوگوں نے بتایا کہ دس ہزار درہم۔ آپ نے باتوں باتوں میں لوگوں سے اس کے قرضخواہ کا پتہ پوچھ لیا۔ اور رات کو اسے بلا بھیجا۔ جب وہ آیا تو آپ نے اس کو علیٰحدہ لے جاکر دس ہزار درہم دیے اور درخواست کی کہ اس نوجوان کو رہا کرا دو۔ اس نے دوسرے دن نوجوان کو رہا کرا دیا۔ ادھر عبداللہ بن مبارکؒ علی الصبح ہی طرطوس کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب وہ نوجوان رہا ہو کر سرائے میں آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ حضرت ابن مبارکؒ رات کو سرائے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ نوجوان کو حضرت کی ملاقات سے محروم رہ جانے پر بہت افسوس ہوا اور وہ آپ کے پیچھے طرطوس کی طرف روانہ ہو گیا۔ دو تین منزل کی مسافت کے بعد اسے حضرت ابن مبارکؒ مل گئے۔ انہوں نے اس نوجوان سے اس کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں قید میں تھا۔ اللہ کا کوئی نیک بندہ سرائے میں مقیم ہوا۔ اس نے میرا قرض ادا کر دیا اور میں رہا ہو گیا۔ بخدا اس شخص کو میں جانتا تک نہیں۔ حضرت ابن مبارکؒ نے اس کی رہائی پر خوشی کا اظہار کیا اور یہ نہ بتایا کہ میں نے ہی تیرا قرض ادا کیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی وفات تک کسی کو اس راز کا پتہ نہ چلا۔

Marfat.com

مخلوقِ خدا کی خیر خواہی

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا ذریعۂ معاش تجارت تھا۔ اس میں ان کو کثیر منافع ہوتا تھا۔ جو سب کا سب فقراء علماء، طلبہ اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ مشہور محدث حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ کہا کرتے تھے "میں نے اس امت کا خیر خواہ ابن مبارکؒ سے بڑھ کر کوئی اور شخص نہیں دیکھا"۔ ایک دفعہ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے ان سے پوچھا کہ آپ ہم کو زہد و قناعت کی تلقین فرماتے ہیں لیکن آپ خود خراسان سے بیش قیمت سامان لاتے ہیں۔ اور بلدہ حرام میں اس کی تجارت کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا "اے ابو علی اس تجارت کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اپنی آبرو کی حفاظت کر سکوں اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت زیادہ سے زیادہ کر دوں۔ اور اس کے جو حقوق میرے ذمہ واجب ہیں ان کو ادا کر سکوں"۔ ایک دفعہ بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ ابن مبارک علماء اور طلباء پر بہت زیادہ مال خرچ کرتے ہیں۔ آپ کو اس اعتراض کی خبر ہوئی تو فرمایا کہ علماء اور طلباء بھی انسان ہیں اور ان کی ضرورتیں بھی وہی ہیں جو عام لوگوں کی ہوتی ہیں اگر ہم ان کو معاش ڈھونڈنے سے بے نیاز نہ کریں تو وہ اس کی تلاش میں لگ جائیں گے اور علم ضائع ہو جائے گا۔ اور اگر ہم نے ان کو غنی کر دیا تو وہ امتِ محمدیؐ میں علم کی اشاعت کریں گے اور نبوت کے بعد اشاعت علم سے افضل کوئی چیز نہیں ہے۔

Marfat.com

فیاضی

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں سات سو درہم کا مقروض ہوں آپ میری طرف سے قرض ادا کر دیں۔ آپ نے فوراً اپنے وکیل کو لکھ دیا کہ اس شخص کا قرض ادا کر دیا جائے۔ یہ شخص خط لے کر وکیل کے پاس آیا تو اس نے پوچھا تم کتنی رقم کے مقروض ہو۔ اس نے کہا سات سو درہم کا۔ وکیل نے ابن مبارک کو لکھا کہ آپ نے اپنے خط میں اس شخص کو قرض ادا کرنے کے لئے سات ہزار درہم دینے کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ اس کا قرض صرف سات سو درہم ہے۔ حضرت ابن مبارکؒ نے جواب میں لکھا جو کچھ میرے قلم سے نکل گیا ہے اس میں کوئی کمی نہ کرو۔ اور اس شخص کو سات ہزار درہم ہی دے دو۔

جماعت کی پابندی

حضرت عمرو بن دینارؒ نماز جماعت کے اس قدر پابند تھے کہ بڑھاپے میں جبکہ انتہائی ضعف و نقاہت کی وجہ سے چلنے پھرنے سے عاری ہو گئے تھے۔ گدھے پر سوار ہو کر مسجد میں جاتے تھے جو ان کے مکان سے کافی فاصلہ پر تھی۔ پھر گدھے پر بھی خود سوار نہیں ہو سکتے تھے۔ بلکہ ان کا کوئی خادم یا شاگرد سوار کراتا تھا۔ ان کے شاگرد سفیان بن عیینہؒ کا بیان

Marfat.com

ہے کہ عمرو بن دینار کسی حالت میں بھی مسجد میں جانا ترک نہیں کرتے تھے۔
جب میں کمسن تھا تو ہم ان کو گدھے پر سوار کرکے مسجد میں لے جاتے تھے
جب میں بڑا ہو گیا تو ان کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر مسجد میں لے جاتا تھا

حضرت فضیل بن عیاض اور خلیفہ ہارون الرشید

ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید حج کے لئے مکہ معظمہ گیا۔ منیٰ میں قیام کی پہلی رات تھی۔ اس کا وزیر فضل بن ربیع رات گئے تک خیمہ میں اس کے ساتھ بیٹھا رہا پھر ہارون الرشید سے اجازت لے کر اپنے خیمے میں چلا گیا اور خوابِ راحت کے مزے لینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اچانک سنا کہ کوئی اس کے خیمے کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ اٹھ کر باہر آیا تو ہارون الرشید کو کھڑے پایا۔ فضل نے زمین ادب چوم کر کہا۔ امیرالمومنین نے اس وقت کیسے تکلیف فرمائی ہے۔ حضور حکم دیتے یہ غلام خود درِ دولت پر حاضر ہو جاتا۔

ہارون الرشید نے کہا۔ اس وقت میرا دل کسی مردِ کامل کی زیارت کا متمنی ہے۔ مجھے کسی ایسے بزرگ کے پاس لے چل۔

فضل نے عرض کی کہ یہاں قریب ہی سفیان بن عیینہؒ مقیم ہیں۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو ان کے چلیں۔

ہارون الرشید نے کہا "ہاں وہیں چلو"۔

دونوں سفیان بن عیینہؒ کی قیامگاہ پر پہنچے۔ فضل نے دروازہ پر دستک دی۔ سفیان نے پوچھا کون؟ فضل نے کہا امیرالمومنین تشریف لائے ہیں۔

Marfat.com

سفیان جلدی سے باہر نکلے اور بولے امیر المومنین مجھے پیغام بھیج دیتے میں خود حاضر ہو جاتا۔

ہارون کچھ دیر ان کے ساتھ گفتگو کرتا رہا۔ چلنے لگا تو پوچھا کسی چیز کی ضرورت ہو تو ارشاد فرمایئے۔

سفیان نے کہا میرے سر پر قرض ہے۔

ہارون الرشید نے فضل کو حکم دیا کہ ابو محمدؒ کا قرض فوراً ادا کرنے کا انتظام کرو۔ پھر دونوں وہاں سے چل پڑے۔

اثنائے راہ میں ہارون الرشید نے فضل سے کہا، میرے دل کو اطمینان حاصل نہیں ہوا۔ کسی دوسرے مرد خدا کے پاس چلو۔

فضل نے کہا۔ امیر المومنین ذرا پرے محدث عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الصنعانی قیام پذیر ہیں۔ ہارون نے کہا چلو انہی کے پاس چلتے ہیں۔

فضل نے عبدالرزاق بن ہمام کی رہائش گاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا تو

؎ ابو محمد سفیان بن عُیَینہ (ولادت ۱۰۷ھ وفات ۱۹۸ھ) کا شمار اپنے دور کے سربرآوردہ علماء و محدثین میں ہوتا ہے۔ نہایت عابد و زاہد تھے۔ ان سے سفیان ثوریؒ۔ اعمشؒ۔ شعبہؒ۔ شافعیؒ۔ احمدؒ جیسے بزرگوں نے احادیث لی ہیں۔ ان کا یہ قول مشہور ہے کہ تمہارے لئے ایسے علم سے زیادہ مضر کوئی چیز نہیں جس پر تم عمل نہیں کرتے۔

Marfat.com

نواندر سے عبدالرزاق نے آواز دی کون ہے؟ فضل نے جواب دیا، امیرالمومنین آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالرزاق مجلس سے باہر نکلے اور بولے امیرالمومنین مجھے طلب فرمالیتے میں خود حاضر ہو جاتا۔ ہارون ان سے بھی تھوڑی دیر تک گفتگو میں مصروف رہا اور چلنے کا ارادہ کیا۔ چلتے چلتے عبدالرزاق سے پوچھا آپ پر کوئی قرض تو نہیں؟ عبدالرزاق نے جواب دیا امیرالمومنین میں اتنی رقم کا مقروض ہوں ہارون نے فضل کو حکم دیا ابوالعباس ان کا قرض ادا کردو۔ وہاں سے تو ہارون نے فضل سے کہا اے ابوالعباس یہاں بھی میرے دل کی مراد پوری نہیں ہوئی چلو کسی اور کے پاس چلیں۔

فضل نے عرض کی امیرالمومنین اس طرف فضیل بن عیاضؒ[1] مقیم

---

[1] حضرت فضیل بن عیاضؒ (۱۸۷ھ) کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔ ان کے تلامذہ حدیث میں حضرت سفیان ثوریؒ، سفیان بن عیینہؒ، عبدالرزاق، امام شافعیؒ، عبداللہ بن مبارک، اصمعی، حمیدیؒ جیسے اکابر شامل ہیں۔

عبداللہ بن مبارکؒ کہا کرتے تھے کہ روئے زمین پر کوئی شخص فضیل بن عیاضؒ سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔

ہثیم بن جمیلؒ کہتے تھے فضیل بن عیاضؒ اپنے زمانے کے انسانوں کے لئے حجت ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم کا قول ہے۔ میں نے سب سے زیادہ خداترس فضیل کو پایا۔ صحیح الحدیث اور صدوق اللسان تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کا بیان ہے کہ فضیل بن عیاضؒ سے زیادہ پرہیزگار میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

Marfat.com

ہیں۔ ہارون نے کہا تو آؤ اب انہیں کے پاس چلتے ہیں۔

دونوں حضرت فضیل بن عیاض کے خیمہ پر پہنچے۔ اس وقت وہ نماز پڑھ رہے تھے (یا بروایت دیگر قرآن حکیم کی تلاوت کر رہے تھے) جب فارغ ہو گئے تو فضل نے دروازے پر دستک دی پوچھا کون ہے؟

فضل نے جواب دیا۔ امیر المومنین تشریف لائے ہیں"

فضیل نے اندر ہی سے فرمایا، یہاں امیر المومنین کا کیا کام؟ ان سے کہو تشریف لے جائیں اور میرے مشاغل میں مخل نہ ہوں"

فضل نے کہا، سبحان اللہ کیا صاحب امر (خلیفہ) کی اطاعت آپ پر واجب نہیں ہے؟

فضیل نے جواب میں فرمایا "میری اجازت تو نہیں۔ ہے ہاں حکومت کے زور پر اندر آنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی" یہ کہہ کر انہوں نے دروازہ کھول دیا اور ساتھ ہی چراغ گل کر دیا تاکہ ہارون کا چہرہ دکھائی نہ دے ہارون اور فضل دونوں خیمے کے اندر داخل ہو گئے اور گھپ اندھیرے میں فضیل کو ڈھونڈنے لگے۔ اچانک ہارون کا ہاتھ فضیل کے ہاتھ سے مس ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا، کیا ہی نرم ہاتھ ہے۔ یہ ہاتھ کتنا خوش نصیب ہو گا اگر قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے محفوظ رہا۔

ہارون نے کہا "اللہ آپ پر رحمت کرے ہمیں کوئی نصیحت فرمایئے فضیل بن عیاض۔ تیرے باپ عباس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ حضور سے درخواست کی کہ

Marfat.com

یارسول اللہ مجھے کسی علاقہ کی حکومت عطا فرمائیے۔ حضور نے کہا
اے عباس میں نے تمہیں تمہارے نفس پر امیر بنایا۔ ایسا نفس جو
طاعتِ حق میں مشغول رہے۔ اس حکومت سے بہتر ہے جس کی
ذمہ داریوں کا کوئی شمار نہیں۔ حکومت قیامت کے دن شرمندگی کا
باعث ہوگی۔

ہارون الرشید۔ کچھ اور ارشاد فرمائیے۔

فضیل بن عیاضؒ۔ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ جب مسندِ خلافت پر بیٹھے
تو انہوں نے رجاء بن حیوۃؒ، سالم بن عبداللہ اور محمد بن کعب القرظی
کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ میں آزمائش میں ڈال دیا گیا ہوں، مجھے
کوئی مشورہ دو۔

اے ہارون الرشید۔ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو عمر بن
عبدالعزیزؒ نے تو خلافت کو آزمائش خیال کیا۔ لیکن تم اور تمہارے ساتھی
اسے نعمت سمجھ کر اس پر لوٹے پڑتے ہیں۔ اب سنو کہ عمر بن عبدالعزیزؒ
کو سالم بن عبداللہ نے کیا جواب دیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اگر آپ چاہتے
ہیں کہ قیامت کے دن عذابِ الٰہی سے محفوظ رہیں تو مسلمانوں میں جو
بڑی عمر کا ہے اس کو اپنے باپ کی طرح، جو آپ کی عمر کا ہے۔ اس
کو اپنے بھائی کی طرح اور جو لڑکا ہے۔ اس کو اپنے فرزند کی طرح سمجھئے
اسی طرح عورتوں کو اپنی ماؤں اور بہنوں کی طرح سمجھئے۔

رجاء بن حیوۃؒ نے کہا۔ اگر آپ قیامت کے دن حق تعالیٰ کے سامنے

Marfat.com

شرمسار نہیں ہونا چاہتے تو مسلمانوں کے لئے وہی پسند کیجئے جو آپ اپنے لئے کرتے ہیں اور جس چیز کو آپ اپنے لئے برا سمجھتے ہیں۔ اسے مسلمانوں کے لئے بھی برا سمجھئے۔ پھر جب چاہے بے خوف وخطر اپنی جان خالقِ حقیقی کے سپرد کر دیجئے۔

اے ہارون الرشید، اے خلیفۃ المسلمین میں بھی تمہیں اس دن کا خوف دلاتا ہوں جب بڑے بڑے مضبوط قدم ڈگمگا جائیں گے۔ اللہ تم پر رحم کرے کیا تمہارے ساتھی عمر بن عبدالعزیزؒ کے ساتھیوں کی طرح ہیں جو تم کو ان جیسا مشورہ دیتے ہیں۔

حضرت فضیلؒ کے ارشاد سن کر ہارون الرشید پر رقت طاری ہو گئی۔ اور وہ اس قدر رویا کہ غشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو کہا "کچھ مزید فرمایئے۔"

فضیل بن عیاض۔ اے ہارون الرشید میں تیرے اس حسین وجمیل چہرے سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دوزخ کی آگ میں جھلس نہ جائے۔ یاد رکھ کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ تجھ سے ایک ایک مسلمان کی نسبت سوال کرے گا تو نے اس سے انصاف کیا یا نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی بڑھیا کسی رات بھوکی سوئی ہو گی تو قیامت کے روز وہ بھی تیرا دامن پکڑے گی۔ اور تجھ سے جھگڑا کرے گی۔ پس اس چہرہ کو آگ سے بچا سکتا ہے تو بچا۔ اور زندگی کے لیل و نہار اس طرح گذار کہ تیرے دل میں اپنی رعیت کے بارے میں کوئی کھوٹ اور کینہ نہ ہو کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس حاکم نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کے دل میں اپنی رعایا کے خلاف کینہ بھرا ہوا ہے وہ جنت کی بُو بھی نہ سونگھنے پائے گا۔ ہارون الرشید یہ سن کر زار زار رونے لگا یہاں تک کہ اسے اپنی سدھ بدھ نہ رہی۔

فضل ربیع نے حضرت عیاضؒ سے کہا۔ "امیرالمومنین سے کچھ نرمی برتئے آپ نے تو انہیں مار ہی ڈالا ہے۔"

عیاضؒ نے فرمایا "اے ربیع کے بیٹے ہارون الرشید کو تم اور تمہارے ساتھیوں نے ہلاک کیا ہے۔ میں نے نہیں ہلاک نہیں کیا۔" ہارون کو ہوش آیا تو اس نے حضرت فضیل سے پوچھا۔ "آپ پر کوئی قرض ہے؟"

فرمایا۔ "ہاں خدا کا قرض ہے جس کا وہ مجھ سے محاسبہ کرے گا۔ پس ہلاکت ہے میرے لئے کہ جب مجھ سے باز پرس ہو گی اور میری کوئی دلیل کام نہ آئے گی"

ہارون نے کہا "میں لوگوں کا قرض پوچھتا ہوں۔"

فرمایا۔ میرے رب نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا ہے۔ بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ میں اس کے وعدہ کو سچا جانوں اور اس کی اطاعت کا حق ادا کروں۔ حق تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے سوا اور کسی غرض کے لئے پیدا نہیں کیا مجھے ان سے نہ تو رزق حاصل کرنے کی خواہش ہے اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں

Marfat.com

بے شک اللہ ہی رزاق اور زبردست قوت والا ہے۔

ہارون الرشید۔ یہ ایک ہزار دینار کی تھیلی ہے میری والدہ کی میراث ہے اور خالص طیب ہے اس کو قبول فرمائیے۔

فضیلؒ۔ افسوس میری تمام نصیحتیں رائیگاں گئیں۔ اور تم نے ان کو دل میں جگہ نہ دی۔ یہ مال اس کو دو جس کو اس کی ضرورت ہے لیکن تم اس کو دیتے ہو جس کو اس کی ضرورت نہیں یہ مجھ پر ظلم نہیں تو کیا ہے۔ میں تجھے نجات دلانا چاہتا ہوں اور تو مجھے ہلاکت میں ڈالنا چاہتا ہے"۔

فضیل بن ربیع کہتا ہے کہ پھر حضرت فضیلؒ خاموش ہو گئے۔ اور ہم دونوں سلام کر کے ان کی قیام گاہ سے باہر آ گئے۔ راستے میں امیر المومنین نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ دیکھا مردانِ حق ایسے ہوتے ہیں۔ آئندہ جب میں تم سے کہوں کہ کسی مردِ خدا کے پاس لے چلو تو تم اس قسم کے (فضیل بن عیاض جیسے) مرد کے پاس لے جایا کرو۔

رضائے الٰہی

شیخ فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ کے لبوں پہ تیس سال تک تبسم نہ آیا لیکن جب ان کا بیٹا فوت ہو گیا تو لوگوں نے ان کو خلافِ معمول متبسم دیکھا۔ پوچھا کہ اے شیخ یہ تبسم کرنے کا کون سا موقع ہے۔

فرمایا "مجھے یقین ہے کہ حق تعالیٰ میرے فرزند کی موت پر راضی تھا

Marfat.com

اس لئے میں نے بھی رضائے الٰہی کی خاطر تبسم کیا ہے جو اس کی خوشی وہی میری خوشی۔"

حق تعالیٰ سے بخشش کی دُعا

ایک روز حضرت فضیل بن عیاضؒ میدانِ عرفات میں کھڑے تھے۔ اور حجاج کو دیکھ رہے تھے کہ وہ نہایت خشوع و خضوع سے بارگاہِ الٰہی میں دعائیں مانگ رہے ہیں۔ فرمانے لگے سبحان اللہ اگر اتنے آدمی کسی بخیل کے پاس جاکر سوال کریں تو وہ بھی ان کو کچھ نہ کچھ دے دے۔ اور تو جو سب کرم کرنے والوں سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہے۔ بھلا ان لوگوں کو کیسے نا امید کرے گا۔ تیرے لئے ان کی مغفرت کوئی مشکل نہیں۔ الٰہی ان سب کو اپنے دامنِ رحمت میں ڈھانپ لے۔

جلوت سے خلوت بہتر

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں فضیل بن عیاضؒ کے پاس گیا اور ان کو آیات قرآن۔ احادیثِ رسولؐ اور آثار صحابہؓ سناتا رہا جب اٹھنے لگا تو کہا کہ آج کی رات بڑی مبارک رات ہے۔ پہلے آپ تنہا بیٹھے رہتے تھے لیکن آج ہم دونوں پسندیدہ باتوں میں مشغول رہے۔ حضرت فضیلؒ نے فرمایا میرے نزدیک تو یہ رات اچھی نہیں تھی۔ میں نے کہا وہ کیسے۔ فرمایا اس لئے کہ تم ساری رات اس خیال میں رہے کہ کوئی ایسی بات کہو جو

Marfat.com

میرے پسند خاطر ہو اور میں ساری رات اس فکر میں رہا کہ ایسا اچھا جواب دوں جو تمہیں پسند آتے۔ گویا ہم ایک دوسرے کی خوشنودی کی فکر میں رہے اور حق تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو گئے ایسی جلوت سے خلوت ہی بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ پر توکّل

حضرت فضیل بن عیاضؒ کا آخری وقت آیا تو انہوں نے اپنی اہلیہ کو وصیّت کی کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو دونوں لڑکیوں کو ساتھ لے کر کوہ بوقبیس پر جا کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہنا کہ الٰہی فضیل نے مجھ کو وصیت کی ہے کہ جب تک میں جیتا تھا۔ ان دونوں لڑکیوں کی پرورش اور نگہداشت اپنی بساط کے مطابق کرتا رہا۔ اب تو نے مجھے قبر کی قید خانہ میں مقید کر دیا ہے تو یہ یتیم لڑکیاں تیرے سپرد ہیں۔

حضرت فضیلؒ کی تدفین کے بعد ان کی اہلیہ دونوں بچیوں کو ساتھ لے کر کوہ بوقبیس پر گئیں اور وصیت کے مطابق بارگاہِ الٰہی میں دیر تک دعا کرتی رہیں اور پھر زار زار رونے لگیں۔

اتفاقاً اسی وقت امیر یمن کا ادھر سے گذر ہوا۔ اس نے اس خاتون کی گریہ وزاری سنی تو ان کے پاس آکر گریہ وزاری کا سبب پوچھا۔ انہوں نے حضرت فضیلؒ کی وفات اور وصیّت کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا۔ امیر نے کہا بی بی تم فکر نہ کرو اور یہ دونوں بچیاں مجھے بخش دو میں ان کا عقد اپنے لڑکوں سے کر دوں گا۔ حضرت فضیلؒ کی اہلیہ نے کہا۔ میں راضی ہوں۔ امیر نے کہا تو ابھی

Marfat.com

میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ وہ بچیوں اور ان کی والدہ کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اونٹوں پر بٹھا کر مین سے گیا اور بزرگوں کو جمع کر کے اپنے بیٹوں کا نکاح حضرت فضیل کی صاحب زادیوں کے ساتھ کر دیا۔ اور دونوں کا ایک ایک ہزار مہر باندھا۔

چھ خصلتیں

ایک دفعہ ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہم[1] رح کی خدمت میں حاضر

---

[1] تہذیب التہذیب میں آپ کا نام ابراہیم بن ادہم العجلی درج ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ فقر اختیار کرنے سے پہلے آپ بلخ کے بادشاہ تھے۔ لیکن کچھ لوگوں کے نزدیک یہ بات متحقق نہیں ہے۔ انھوں نے یحیٰی بن سعید الانصاری سعید بن المرزبان۔ مقاتل بن حبان النبطی رح اور سفیان ثوری رح سے حدیثیں سنیں اور روایت کی۔ جن لوگوں نے آپ سے حدیث سنی اور روایت کی ان میں امام بخاری رح، ترمذی رح، امام اوزاعی رح، شقیق بلخی رح اور ابراہیم بن بشار کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

امام نسائی رح ان کو ثقہ و مامون اور احد الزہاد کہا ہے اور یحیٰی بن معین نے اوک عابد ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے کہ وہ جہد و تورع اور سخاوت پر اپنے آخر وقت تک قائم رہے۔ ابراہیم رح نے ۱۶۲ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

ہوا اور عرض کی کہ اے شیخ میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے۔ مجھ کو کوئی نصیحت کیجئے تاکہ اس پر عمل کردں۔

ابراہیم نے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے چھ خصلتوں کو قبول کرے تو اس کے بعد تو جو کچھ کرے گا وہ تجھے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ پہلی یہ ہے کہ جب تو معصیت (گناہ) کرے تو خدا کی روزی نہ کھا اس نے کہا جب رازق وہی ہے تو اور کہاں سے کھاؤں؟

"فرمایا" یہ بات اچھی نہیں کہ آقا کی نافرمانی کرے اور پھر اسی کی روزی کھائے۔

دوسری یہ کہ اگر معصیت کرنا چاہتا ہے تو اس کے ملک سے باہر نکل جا"۔

اس نے کہا مشرق و مغرب اور شمال و جنوب سب کا مالک اللہ ہے آخر میں کہا جا سکتا ہوں"

فرمایا "یہ بات اچھی نہیں کہ تو اسی کے ملک میں رہے اور اسی کی نافرمانی کرے۔

تیسری یہ کہ جب تو گناہ کرنا چاہے تو ایسی جگہ کہ جہاں وہ تجھ کو نہ دیکھے

اس نے کہا۔ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور دل کی پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔ ایسی جگہ کونسی ہے جہاں وہ موجود نہ ہو۔

فرمایا۔ یہ بات اچھی نہیں کہ تو اس کو حاضر و ناظر بھی جانے اور پھر

Marfat.com

بے دھڑک ہو کر گناہ کرے۔"

چوتھی یہ کہ جب ملک الموت تیری روح قبض کرنے آئے تو اس سے کہہ دے کہ مجھے توبہ کرنے کی مہلت دے۔

اس نے کہا بھلا وہ میری بات کیوں قبول کرے گا موت کا وقت تو مقرر ہے۔

فرمایا" اگر تم کو یہ اختیار نہیں تو توبہ کے لئے مہلت، حاصل کر لو تو اس وقت کو غنیمت کیوں نہیں سمجھتے اور ملک الموت کے آنے سے پہلے توبہ کیوں نہیں کر لیتے۔

پانچویں یہ کہ جب تیرے پاس منکر نکیر آئیں تو ان کو اپنے پاس سے دور کر دے۔

اس نے کہا۔ بھلا مجھ میں اتنی طاقت کہاں ہے"

فرمایا۔ اگر یہ طاقت نہیں تو ان کے سوالوں کا جواب دینے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کر۔

چھٹی یہ کہ قیامت کے دن جب حکم ہو گا کہ گناہ گاروں کو دوزخ میں لے جاؤ اس وقت کہنا کہ میں نہیں جاتا۔

اس نے کہا" میرے کہنے کا کیا ہے وہ مجھے زبردستی گھسیٹ کر لے جائیں گے"

فرمایا اگر یہ حال ہے تو پھر گناہ سے کیوں باز نہیں آتے۔؟

اس شخص پر حضرت کی ان عارفانہ باتوں کا اس قدر اثر ہوا کہ زار زار

Marfat.com

رونے لگا یہاں تک کہ دل سے معصیت کی سیاہی دور ہو گئی۔ اسی وقت سچے دل سے توبہ کی اور مرتے دم تک اس پر قائم رہا۔

حضرت ابراہیمؒ ادہم اور ایک غلام

ایک روایت میں ہے کہ فقر اختیار کرنے سے پہلے حضرت ابراہیم ادہمؒ نے ایک مرتبہ ایک غلام خریدا۔ اس کو لے کر گھر پہنچے تو پوچھا کیا کھاؤ گے۔

غلام۔ آپ جو کھلائیں گے کھا لوں گا۔

ابراہیم ادہمؒ۔ کیا پہنو گے ؟

غلام۔ آپ جو پہنائیں گے پہن لوں گا۔

ابراہیم ادہم۔ تمہارا نام کیا ہے۔

غلام۔ آپ جس نام سے پکاریں گے وہی میرا نام ہوگا۔

ابراہیم ادہمؒ۔ کیا کام کرو گے۔

غلام۔ آپ جس کام کے لئے حکم دیں گے۔

ابراہیم ادہمؒ۔ تمہاری کوئی درخواست ؟

غلام۔ غلام کو درخواست سے کیا کام

حضرت ابراہیم ادھمؒ غلام کی گفتگو سن کر عالم تحیر میں کھو گئے اور اپنا گریبان پکڑ کر کہنے لگے۔ "اے بندہ مسکین تو بھی اپنے آقا سے اسی طرح سے پیش آ جس طرح یہ غلام کہتا ہے"۔ بہت دیر تک حضرتؒ پر نیم بے ہوشی کا سا عالم رہا۔ وہ بار بار یہی الفاظ دہراتے رہے اور سر دھنتے رہے۔ جب

Marfat.com

ہوش میں آئے تو اس غلام کو آزاد کر دیا۔

دعا کیوں قبول نہیں ہوتی

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت ابراہیم ادہمؒ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ ہم خدا کو پکارتے ہیں اور وہ ہماری دعا کو قبول نہیں کرتا۔

ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا۔ اس لئے کہ خدا تعالٰے کو جانتے ہو مگر اس کی عبادت نہیں کرتے اور اس کے رسول برحق کو پہچانتے ہو مگر اس کی سنت کی پیروی نہیں کرتے۔ اور قرآن پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے اور حق تعالٰے کی نعمت کھاتے ہو مگر اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور جانتے ہو کہ بہشت مطیع اور فرمانبردار لوگوں کے لئے آراستہ ہے اور باوجود اس کے اس کی طلب نہیں کرتے اور جانتے ہو کہ دوزخ گناہ گاروں کے لئے آہنی زنجیروں سے آراستہ کیا گیا ہے اور پھر اس سے نہیں بھاگتے اور جانتے ہو کہ شیطان ہمارا دشمن ہے مگر اس کے ساتھ عداوت کے بجائے موافقت رکھتے ہو اور جانتے ہو کہ موت ضرور آئے گی لیکن موت کا سامان نہیں کرتے اور ماں باپ اور فرزندوں کو خاک میں دفن کرتے ہو مگر عبرت حاصل نہیں کرتے اور اپنے عیبوں سے تو باز نہیں رہتے اور دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول رہتے ہو۔ پس جس آدمی کا یہ حال ہو اس کی دعا کیوں کر قبول ہو سکتی ہے۔

بیمار ساتھی کی خدمت

سہیل بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کے ساتھ سفر

Marfat.com

کر رہا تھا۔ راستے میں سخت بیمار ہو گیا۔ ابراہیم نے تمام زادِ راہ میری نگہداشت اور خدمت پر صرف کر دیا اور سواری کے گدھے کے سوا ان کے پاس کچھ نہ رہا۔ ایک دن بیماری کی حالت میں میں نے کسی چیز کی خواہش کی۔ انہوں نے گدھے کو بیچ ڈالا اور جو کچھ وصول ہوا اس کو بھی مجھ پر خرچ کر دیا۔ جب میں اچھا ہوا تو ان سے پوچھا کہ گدھا کہاں ہے۔ انہوں نے جواب دیا "اس کو بیچ ڈالا ہے"

میں نے کہا۔ اب ہم سفر کیسے کریں گے۔ انہوں نے فرمایا۔ آ میری گردن پر بیٹھ جا۔ چنانچہ میں ان کے کندھوں پر سوار ہو گیا اور وہ مجھے تین منزل تک اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے لے گئے۔

ابراہیم ادھمؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ

حضرت ابراہیم ادھمؒ وقتاً فوقتاً امام اعظم ابوحنیفہؒ کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ ایک دن وہ بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس وہاں گئے تو اہلِ مجلس نے ان کو حقارت سے دیکھا لیکن امام اعظمؒ نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور "سیدنا ابراہیمؒ" کہہ کر مخاطب کیا۔ اہلِ مجلس یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور پوچھا یہ سعادت انہیں کہاں سے نصیب ہوئی۔ امام اعظمؒ نے فرمایا کہ ہم تو اور کام بھی کرتے ہیں لیکن یہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی طاعت و عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم ادھمؒ اور جامع دمشق کا امام

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے فضل و کمال اور زہد و ورع کا چرچا آپ کی زندگی ہی میں ضرب المثل ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ وہ مسافرت کی حالت میں رات کے وقت جامع دمشق میں پہنچے۔ نماز عشاء کے بعد مسجد کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ ابراہیمؒ نے امام مسجد سے درخواست کی کہ مجھے شب کو مسجد ہی میں رہنے دیا جائے۔ کیوں کہ میں نے کچھ ذکر اذکار کرنا ہے۔ امام صاحب کو غصہ آ گیا اور انہوں نے طنزاً کہا کہ تو ابراہیم ادھم ہی تو ہے چل یہاں سے۔ یہ کہہ کر انہیں مسجد سے باہر کر دیا۔ حضرت ساری رات سخت سردی میں مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھے عبادت میں مشغول رہے۔ نماز فجر کے وقت مسجد کا دروازہ کھلا تو اندر چلے گئے۔ نماز کے بعد کچھ لوگوں نے آپ کو پہچان لیا اور شور مچ گیا کہ ابراہیم ادھمؒ تشریف لائے ہیں۔ ہر طرف سے لوگ ان کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ امام صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔ بار بار حضرتؒ سے معذرت کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ معذرت کس بات کی۔ آپ نے اپنا فرض ادا کیا۔

حضرت معروف کرخیؒ اور ایک خطاکار بڑھیا

حضرت معروف کرخیؒ ایک دن طہارت کے لئے دریائے دجلہ پر تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنا مصلیٰ اور قرآن ایک کنارہ پر رکھا اور خود

Marfat.com

طہارت میں مشغول ہوئے۔ اتنے میں ایک بڑھیا آئی اور مصلّیٰ اور قرآن بغل میں داب کر چلتی بنی۔ حضرت نے اسے دیکھ لیا۔ اور پیچھا کیا۔ جب اس کے قریب پہنچے تو سر جھکا کر نہایت نرمی سے پوچھا "مائی کیا قرآن پڑھنے والا تیرا کوئی لڑکا ہے؟" اس نے کہا "نہیں" آپ نے فرمایا "تو پھر یہ قرآن مجید مجھے دے دے۔ اور مصلّیٰ تو رکھ لے یہ میں اپنی خوشی سے تجھے بخشتا ہوں" وہ بڑھیا مارے شرم کے پانی پانی ہو گئی اور دونوں چیزیں آپ کو واپس دے دیں۔ آپ نے پھر زور دے کر کہا کہ مصلّیٰ تو اپنے پاس ہی رکھ اور صرف قرآن مجید مجھے دے دے۔ لیکن بڑھیا اپنی نازیبا حرکت کے مقابلہ میں آپ کا حلم دیکھ کر اس قدر شرمندہ تھی کہ دونوں چیزیں آپ کے پاس چھوڑ کر روتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

یتیم پر شفقت

حضرت سری سقطیؒ سے روایت ہے کہ عید کے دن میں نے حضرت معروف کرخیؒ کو دیکھا کہ آپ کھجوریں چن رہے ہیں اور ایک کمسن لڑکا ان کے پاس کھڑا ہے۔ میں نے پوچھا حضرت آپ ان کھجوروں کو کیا کریں گے؟ فرمایا یہ لڑکا جو میرے پاس کھڑا ہے رو رہا تھا۔ میں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا "میں یتیم ہوں آج عید کے دن دوسرے لڑکوں نے نئے کپڑے پہنے ہیں لیکن ہمارے گھر میں کچھ نہیں" چنانچہ میں یہ کھجوریں اس لئے چن رہا ہوں کہ انہیں فروخت کر

Marfat.com

کے اس بچے کے لئے اخروٹ خرید دں۔ یہ اخروٹوں سے کھیلے گا اور اس کا دل بہل جائے گا۔ میں (سری سقطیؒ) نے کہا کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں اس بچے کی دلدہی میں کر دں گا۔" یہ کہہ کر اس بچے کو میں اپنے ساتھ لے آیا۔ پہلے اس کو نئے کپڑے پہنائے اور پھر اس کو اخروٹ لے دیئے۔ وہ بچہ اب خوش ہوگیا۔ اس وقت میرے دل میں ایسا نور و سرور پیدا ہوا کہ میری حالت ہی کچھ اور ہوگئی۔

حاجتمندوں کی بے غرضانہ دستگیری

حضرت معروف کرخیؒ کے زمانے میں ایک شریف زادے پر پیغمبری وقت آپڑا اور وہ دانے دانے کا محتاج ہوگیا۔ اسی عسرت کی حالت میں اس کے گھر میں ایک بچہ کی ولادت ہوئی۔ بیوی پہلے ہی فاقوں سے لاغر ہو رہی تھی۔ زچگی نے اور بھی مصیبت ڈھائی۔ جب تک کچھ کھائے نہیں بچنا محال تھا۔ وہ بے چارہ روزی کی تلاش کے لئے اسی وقت گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ ایک دو بقالوں سے جان پہچان تھی ان کو اپنی بپتا سنائی اور کچھ چیزیں بطور قرض طلب کیں۔ غریب پر کون اعتبار کرتا ہے۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب تو اس کی مایوسی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں دریائے دجلہ کے کنارے پہنچا۔ وہاں ایک ملاح اپنی کشتی لئے بغداد کے مختلف محلوں کے نام پکار رہا تھا کہ کسی کو ان محلوں میں سے کسی میں جانا ہو تو کشتی میں آجائے۔ شریف زادے نے خودی کے عالم میں ملاح کو آواز دی۔

Marfat.com

اس نے اپنی کشتی کنارے کے ساتھ لگا دی اور اس سے پوچھا کہ کس محلہ میں جانے کا ارادہ ہے۔ وہ بے چارہ کیا جواب دیتا ٹک ٹک ملاح کا منہ دیکھنے لگا۔ ملاح نے جھلّا کر کہا عجیب آدمی ہو۔ مجھے بلایا ہے تو میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ ملاح کی بات سن کر بے چارے کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور اس نے اپنی داستان مصیبت بلا کم و کاست کہہ ڈالی۔ ملاح کو رحم آگیا۔ اس نے شریف زادے کو کشتی پر بٹھایا اور کہا کہ میں تم کو محلہ اصحاب الساج میں پہنچائے دیتا ہوں۔ وہاں کی ایک مسجد میں شیخ معروف کرخیؒ عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونا امید ہے تمہاری مشکل کا کوئی حل نکل آئے گا۔ شریف زادہ ملاح کی بتائی ہوئی مسجد میں پہنچا اور وضو کر کے مسجد میں داخل ہو گیا۔ حسب توقع شیخ معروف کرخیؒ وہاں تھے اور نماز پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس مصیبت زدہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے اپنے حالات بتائے۔ آپ نہایت توجہ سے سنتے رہے۔ جب وہ خاموش ہوا تو آپ پھر نماز میں مشغول ہو گئے۔

اسی اثنا میں آسمان پر سیاہ گھٹا چھا گئی اور اس قدر بارش ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ وہ غریب بڑا پریشان ہوا کہ بیوی کو ایڑیاں رگڑتے چھوڑ آیا ہوں۔ یہاں آکر بھی مقصد حاصل نہیں ہوا۔ اب اس تاریک رات اور موسلا دھار بارش میں خالی ہاتھ گھر کیسے جاؤں۔ وہ انہی خیالات میں غلطاں و پیچاں تھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک سواری آکر رکی اور ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے شیخ معروف کی خدمت میں عرض کی

Marfat.com

کہ مجھے فلاں شخص نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ مجھے آج اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم نعمت سے نوازا ہے اس کے شکرانہ میں پانچ سو دینار بھیج رہا ہوں قبول فرمائیں تو زہے قسمت۔ حضرت معروف الکرخیؒ نے اس شخص سے کہا کہ دیناروں کی تھیلی میرے مسجد کے ساتھی کو دے دو۔ اس نے یہ تھیلی شریف زادے کے ہاتھ میں دے دی۔ حضرت معروفؒ نے اس سے فرمایا کہ بھائی اس تھیلی کو اپنے کام میں لا۔ اس نے خوش ہو کر تھیلی کمر سے باندھی اور شیخ معروفؒ کو دعائیں دیتا ہوا وہاں سے رخصت ہوا۔ راستے سے ضرورت کی تمام چیزیں خریدیں اور سیدھا گھر پہنچا۔ یہاں بیوی انتظار کرتے کرتے مری جا رہی تھی۔ خاوند کو دیکھ کر کوسنے لگی۔ لیکن جب اس نے پورا واقعہ بیان کیا تو سجدۂ شکر بجا لائی۔ شریف زادے نے ان دیناروں سے ایک جائیداد خرید لی اور نہایت فارغ البالی سے بسر اوقات کرنے لگا۔ دونوں میاں بیوی کو جب بھی یہ واقعہ یاد آتا تو دونوں بے اختیار حضرت معروف کرخیؒ کو دعائیں دینے لگتے۔

اللہ تعالیٰ سے شرم

حضرت معروف کرخیؒ کا خالو شہر کا حاکم تھا۔ ایک دن اس کا گزر شہر کے ایک ویران اور خستہ حال محلے سے ہوا۔ وہاں ایک جگہ دیکھا کہ معروفؒ بیٹھے ہوئے روٹی کھا رہے ہیں اور ایک کتا بھی آپ کے پاس کھڑا ہے آپ روٹی کا ایک لقمہ اپنے منہ میں ڈالتے ہیں اور دوسرا کتے کے منہ میں

Marfat.com

دے دیتے ہیں. خالو نے کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ کتے کے ساتھ بیٹھ کر روٹی کھا رہا ہے. آپ نے جواب دیا "شرم کے سبب سے ہی تو میں اس کو کھلا رہا ہوں"

توحید کی تلقین

ایک شخص حضرت معروف کرخیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔

آپ نے فرمایا. اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ اور توکل کرنا کہ وہ تیرا کفیل ہو جائے اور تیرے ساتھ رہے۔ اپنی تمام شکایات اور حاجات اسی کے سامنے پیش کر کیونکہ کوئی دوسرا اس کے منشا اور مرضی کے بغیر نہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر تجھے کچھ کہنا اور عرض کرنا ہے تو اسی سے کہہ اور عرض کر کیونکہ اسی کے پاس تیری تمام تکالیف اور جملہ مصائب کا علاج ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھ کہ تجھ پر مصیبت یا مشکل آپڑے تو اس کا علاج اس کے چھپانے اور پوشیدہ رکھنے ہی میں مضمر ہے۔ ایک اور شخص نے آپ سے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا۔ اس بات سے ہمیشہ ڈرتا رہ کہ اللہ تعالیٰ تیری طرف دیکھ رہا ہو اور تو غرور اور تکبر کے مظاہرہ میں مصروف ہو۔

حضرت معروف کرخیؒ اور ایک سائل

ایک دن حضرت معروف کرخیؒ کے پاس ایک سائل آیا آپ کے

Marfat.com

پاس اس وقت کوئی چیز دینے کو موجود نہ تھی۔ آپ نے اپنی جوتیاں اٹھا کر دے دیں۔ سائل نے ان جوتیوں کو بازار میں فروخت کر کے کوئی پھل خرید لیا۔ اگلے روز جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا الحمد اللہ شاید اس شخص کا دل پھل کھانے کو چاہتا ہوگا۔ چلو ہم نے اس کی قیمت ادا کر دی۔

رحمت خداوندی کی طلب

حضرت معروف کرخیؒ ایک دن روزے سے تھے۔ اسی حالت میں ایک سقہ کے پاس سے گزرے وہ کہہ رہا تھا۔ اللہ اس پر رحمت کرے۔ جو اس پانی کو پی کر جائے"۔ آپ یہ سن کر آگے بڑھے اور اس سے پانی لے کر فوراً پی لیا۔ پھر فرمایا کیا عجب ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سقہ کی دعا کو ہی قبول فرما لے۔"

علم کی جڑ

ایک دفعہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے صاحب زادے نے ان سے پوچھا۔ اباجان کیا معروف کرخیؒ عالم بھی تھے۔ آپ نے فرمایا جانِ پدر کان معہ راس العلم۔ خشیۃ اللہ۔ ان کے پاس تو علم کی جڑ تھی یعنی خدا کا خوف۔"

ایک اور موقع پر حضرت امام کی مجلس میں کسی شخص حضرت معروف کرخیؒ کو کم علم کہا۔ آپ نے اس شخص کو جھڑک کر فرمایا خدا تجھ کو معاف کرے

Marfat.com

حضرت معروف جن حقیقتوں سے آشنا ہیں کیا علم کا مقصد ان کے علاوہ کچھ اور بھی ہے ؟"

اہل حق کا وجود باعث رحمت ہے

ایک دفعہ بغداد سے کچھ لوگ مکہ معظمہ گئے۔ اور حضرت سفیان بن عیینہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے پوچھا آپ لوگ کہاں سے آ رہے ہیں۔ جواب ملا بغداد سے۔ حضرت سفیان نے پوچھا آپ لوگوں کے عالم اجل کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ؟ فرمایا ابو محفوظ معروف کرخیؒ۔۔۔ بغدادیوں نے کہا الحمد للہ وہ بخیریت ہیں۔ حضرت سفیانؒ نے فرمایا جب تک وہ بغداد میں رہیں گے اہل بغداد بخیریت رہیں گے۔

حضرت معروف کرخیؒ اور ان کا دریدہ دہن مہمان

ایک مرتبہ ایک بوڑھا آدمی حضرت معروف کرخیؒ کے ہاں مہمان تھا۔ طرح طرح کی بیماریوں نے اس کو سخت چڑچڑا اور بدمزاج بنا دیا تھا۔ رات بھر کراہتا رہتا اور واہی تباہی بکتا رہتا تھا۔ اہل محلہ اس کی آہ و زاری اور بیہودہ گوئی سے تنگ آ گئے تھے لیکن حضرت معروف کرخیؒ دن رات اس کی خدمت گذاری اور دلجوئی میں مصروف رہتے تھے۔ جس دن سے یہ بوڑھا حضرت کے ہاں آیا تھا۔ آپ نے کسی رات کو پل بھر کے لئے بھی آنکھ نہ جھپکائی تھی بتقاضائے بشری ایک رات ان کو تھوڑی دیر کے لئے

Marfat.com

اونگھ آگئی. بوڑھے نے آپ کو آواز دی اور آپ نہ بولے تو اس نے آسمان سر پہ اٹھالیا اور آپ کو بے شمار گالیاں دے ڈالیں. آپ نہایت صبر و تحمل سے اس کی مغلظات سنتے رہے لیکن آپ کی اہلیہ برداشت نہ کر سکیں اور کہا اس کمینے اور احسان فراموش بوڑھے کو آپ یہاں سے دفع کیوں نہیں کرتے. بروں کے ساتھ نیکی کرنا کون سا اچھا کام ہے. حضرت معروف ہنس پڑے اور فرمایا یہ بوڑھا اگر کبر سنی اور بیماری کی وجہ سے بے چین ہے تو ہم کو تو اللہ تعالے نے تندرستی اور خوشحالی عطا کر رکھی ہے. اس کے شکرانہ میں ہمیں چاہیئے کہ ضعیفوں کا بوجھ خوشدلی سے اٹھائیں. اور ان کی تلخ ترش باتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں.

پابندیٔ شریعت سب سے بڑی کرامت ہے

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر واسطی جو بڑے عالم تھے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سال بھر تک خاموشی سے ان کی مجلس کا رنگ ڈھنگ دیکھتے رہے. سال کے بعد دل برداشتہ ہو کر حضرت جنیدؒ سے رخصت کی اجازت چاہی. حضرت نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا میرے بھائی تم سال بھر تک یہاں رہے نہ اپنی کہی نہ ہماری سنی. اور اب یکایک چلنے کے لئے تیار ہو گئے. آخر بات کیا ہے. حضرت ابوبکر واسطیؒ نے عرض کی کہ سچ پوچھیں تو میں بیعت کے ارادہ سے حاضر ہوا تھا. سال بھر رہ کر دیکھتا رہا کہ آپ سے کوئی کشف یا کرامت ظاہر نہیں ہوئی.

Marfat.com

وہی علما کا سا طور طریق ہے. نماز، روزہ تہجد، اشراق، چاشت، درس و تدریس جب آپ میں اور دوسرے علماء کے طریقوں میں کوئی فرق نہیں دیکھا تو رخصت کی اجازت چاہی۔

حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ اس مدت میں تو نے کوئی کام خلاف شریعت اور خلاف سنت مجھ سے ہوتے دیکھا۔

حضرت ابوبکرؒ نے عرض کی کہ خلاف شریعت تو مطلق کوئی بات نہیں دیکھی. حضرت جنیدؒ نے ان کا ہاتھ جھٹک کر فرمایا کہ جا جنید کی یہی کرامت سمجھ لے جو اس کو اللہ نے اپنے خاص لطف و عنایت سے عطا فرمائی ہے. حضرت ابوبکر واسطیؒ بے اختیار آپ کے قدموں پر گر پڑے آپ کی بیعت کی اور خاصانِ خدا میں شمار ہوئے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہونے والے کا نام درج نہیں ہے اور اس کی مدت قیام دس برس بیان کی گئی ہے

مجاہدین پر خرچ کرنا بہترین اجر رکھتا ہے

حضرت جنیدؒ بغدادی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کسی جنگ میں شریک ہوا اور میرے پاس لشکر کے افسر نے کچھ مال بھیجا۔ میں نے اس وقت وہ مال لے لیا لیکن بعد میں طبیعت میں کچھ انقباض محسوس ہوا. اور میں نے اس مال کو مجاہدین کی ضروریات پر خرچ کر دیا۔ اس کے بعد ایک دن میں ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھا ہوا غور و فکر میں تھا کہ یکایک مجھے نیند آگئی خواب

Marfat.com

میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مقام پر شاندار محل تیار کیے جا رہے ہیں اور ان کو نہایت اعلیٰ سامان سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ محل کن لوگوں کے لئے تعمیر کئے جا رہے ہیں۔" جواب ملا۔ ان دولت مندوں کے لئے جنہوں نے اپنا مال مجاہدین پر خرچ کیا ہے۔ میں نے پوچھا "کیا ان میں سے مجھ کو بھی کوئی محل ملے گا؟" جواب ملا وہ سامنے والا عالی شان قصر تمہارا ہی تو ہے۔" میں نے اس پر نگاہ ڈالی تو یہ قصر دوسرے تمام محلوں سے بڑا اور زیادہ آراستہ معلوم ہوا۔ میں نے پوچھا۔ یہ فضیلت مجھے کیونکر نصیب ہوئی کہ اتنا بڑا اور بہترین محل میرے لئے تیار ہوا ہے" جواب ملا کہ دوسرے سب محل ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنی دولت ثواب کی توقع پر خرچ کی ہے۔ لیکن تم نے اپنا مال اس توقع پر خرچ نہیں کیا بلکہ خدا کے خوف اور شرمساری سے خرچ کیا ہے اور پھر اس کے ساتھ یہ ندامت بھی شامل ہو گئی کہ تم نے یہ مال کیوں لیا تھا۔ اس لئے حق تعالےٰ نے تمہارا اجر دوگنا کر دیا اور یہ بہترین محل عطا فرمایا۔

ابن ساباط کی توبہ

ابنِ ساباط بغداد کا نامی چور تھا۔ کوئی شریف آدمی اس کا نام سن کر انتہائی نفرت کا اظہار کیے بغیر نہ رہتا تھا۔ وہ اپنے پیشہ میں ایسا ماہر تھا کہ بیسیوں چوریاں کرنے کے باوجود قانون کی گرفت میں نہیں آیا تھا۔ لیکن آخر تابکے۔ ایک دن حکام نے اسے گرفتار کر ہی لیا۔ قانون وقت کے مطابق اس کا

Marfat.com

ایک ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ اور پھر اس کو ایک ناقابلِ اصلاح مجرم قرار دے کر مدت العمر کے لیئے قید خانے میں بھیج دیا گیا۔ اہلِ بغداد اب اس کا ذکر "ہتھ کٹے شیطان" یا ایک ہاتھ کے شیطان" کے نام سے کرتے تھے۔ دس برس کی طویل زندگی قید خانہ میں بسر کر کے ایک دن ابن ساباط کسی طرح بھاگ نکلا اور قید خانے سے باہر آتے ہی اپنے قدیم پیشہ کو از سرِ نو شروع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ایک ہاتھ کے نقصان اور قید و بند کی طویل پر صعوبت زندگی نے اس کے مزاج اور کردار پر ذرہ برابر اثر نہیں ڈالا تھا۔ آزادی کی فضا میں سانس لیتے ہی چوری کی خواہش نے اسے بے تاب کر دیا اور رات کا اندھیرا پھیلتے ہی وہ اپنی مہم پر چل کھڑا ہوا ادھر ادھر پھرتے تین پہر رات گذر گئی لیکن اس کو کسی مکان میں داخل ہونے کا موقع نہ مل سکا۔ آخر اسے ایک وسیع حویلی نظر آئی جس کے چاروں طرف دور دور تک سناٹا تھا۔ اس حویلی کے وسط میں ایک بہت بڑا پھاٹک تھا۔ ابن ساباط پھاٹک کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ اور سوچنے لگا کہ اندر جانے کے لیئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اسی سوچ بچار میں اس کا ہاتھ پھاٹک پر جا پڑا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔ اس نے آہستگی سے دروازہ پیچھے کی طرف دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک وسیع احاطہ تھا جس کے اندر چاروں طرف کمرے بنے ہوئے تھے اور وسط میں ایک بڑا کمرہ تھا۔ ابن ساباط اس بڑے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا اسے یقین تھا کہ یہ کسی بڑے امیر یا سوداگر کا مکان ہے۔ جونہی

Marfat.com

اس نے دروازے کو ہاتھ لگایا وہ بھی پھاٹک کی طرح فوراً کھل گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر اس نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تو اس کو قیمتی ساز و سامان سے بالکل خالی پایا۔ ایک طرف کھجور کے پتوں کی ایک پرانی چٹائی بچھی تھی۔ اس کے قریب چمڑے کا ایک تکیہ اور بھیڑ کی کھال کی چند ٹوپیاں پڑی تھیں۔ ایک گوشے میں پشمینہ کے موٹے کپڑے کے چند تھان بکھرے پڑے تھے ابنِ ساباط ایسے معمولی سامان کو دیکھ کر جھلا اٹھا اور مکان کے مالک کو بے تحاشا گالیاں دینے لگا کہ اس احمق نے اتنے بڑے مکان میں کیسا گھٹیا کپڑا اور سامان رکھا ہوا ہے۔ بہرحال مکان سے خالی ہاتھ جانا اسے منظور نہ تھا اس نے پشمینہ کے تھانوں کی ایک گٹھڑی بنائی اور اس کو باندھنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن ہزار جتن کے باوجود ایک ہاتھ سے صوف کے موٹے کپڑے کو گرہ نہ لگا سکا اور ہانپتا ہوا بیٹھ گیا۔ عین اس وقت دروازہ کھلا اور ایک شخص ہاتھ میں چراغ لیے کمرے میں داخل ہوا۔ خوف اور دہشت سے ابن ساباط کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس نے داخل ہونے والے آدمی کو دیکھا۔ اس کا قد دراز، کمر خمیدہ اور جسم انتہائی نحیف تھا جس پر ملگجے رنگ کی ایک لمبی قبا تھی اور سر پر بھیڑ کی کھال کی ایک کشادہ سیاہ ٹوپی تھی۔ اس قدر نحیف و نزار ہونے کے باوجود اس شخص کے چہرے پر عجیب طرح کا اطمینان اور نور تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جس سے کوئی دوسرا شخص اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے کمرے میں داخل ہو کر چراغ ایک طرف رکھ دیا اور انتہائی شیریں آواز میں ابن ساباط

Marfat.com

سے مخاطب ہو کر کہا۔

میرے بھائی خدا تم پر رحمت کرے یہ کام روشنی اور کسی ساتھی کی مدد کے بغیر انجام نہیں پا سکتا۔ دیکھو یہ چراغ روشن ہے اور تمہاری مدد کے لئے میں حاضر ہوں اب ہم دونوں یہ کام اطمینان کے ساتھ کریں گے۔"

ابن ساباط حیرت سے اجنبی کے منہ کی طرف تک رہا تھا۔ اور اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اتنے میں اجنبی نے تھالوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور پھر ان کی الگ الگ دو گٹھڑیاں باندھ لیں پھر اچانک اسے خیال آیا اور اس نے ابنِ ساباط سے مخاطب ہو کر کہا۔ "میرے بھائی معاف کرنا مجھے خیال ہی نہیں کہ ایسا تھکا دینے والا کام کر کے تمہیں بھوک لگ رہی ہوگی۔ میں ابھی تمہارے لئے گرم گرم دودھ لاتا ہوں اسے پی کر تم تازہ دم ہو جاؤ گے۔" یہ کہہ کر اجنبی کمرے سے باہر نکل گیا اور ابن ساباط عالم تحیر میں کھو گیا۔ یکایک اسے کوئی خیال آیا اور اس نے ماتھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ میں بھی کیسا احمق ہوں اتنا بھی نہیں سمجھ سکا کہ یہ کوئی میرا ہی ہم پیشہ ہے۔ اتفاق سے آج ہم دونوں اس مکان میں جمع ہو گئے ہیں یہ گھر کا بھیدی معلوم ہوتا ہے اسے معلوم تھا کہ آج یہ مکان رہنے والوں سے خالی ہے۔ اسی لئے وہ روشنی کا سامان لے کر آیا۔ جب اس نے دیکھا کہ میں پہلے سے پہنچا ہوا ہوں تو اس سامان میں سے آدھے کا حق دار بننے کے لئے میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گیا۔" وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اجنبی ہاتھ میں دودھ کا پیالہ لئے پھر کمرے میں داخل ہوا اور یہ کہہ کر پیالہ ابن ساباط کے ہاتھ میں پکڑا دیا کہ اسے پی لو یہ تمہاری بھوک اور

Marfat.com

تکان کو دور کر دے گا۔

ابن ساباط کو فی الواقع سخت بھوک لگ رہی تھی۔ اس نے اناً فاناً دودھ کا پیالہ خالی کر دیا اور پھر کڑک کر اجنبی سے کہا۔

"دیکھو میں تم سے پہلے پہنچ گیا تھا اس لیے ہمارے پیشہ کے اصول کے مطابق تمہارا اس مال پر مطلق کوئی حق نہیں۔ تاہم تم نے مال سمیٹنے میں جس مستعدی کا ثبوت دیا ہے اس کے پیشِ نظر میں تمہیں تھوڑا بہت مال دے دوں گا۔ چلو اب گٹھڑیاں اٹھائیں اور چلیں۔

ابن ساباط کے جواب میں اجنبی مسکرایا اور پھر شفقت آمیز لہجے میں کہا "میرے بھائی تم میرے حصے کا خیال کر کے کیوں اپنا دل میلا کرتے ہو۔ میں تم سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ تمہارا ایک ہاتھ ہے یہ چھوٹی گٹھڑی تم اٹھا لو اور بڑی گٹھڑی میں اٹھا لیتا ہوں۔ جہاں تم کہہ دو میں پہنچا دوں گا"۔ ابنِ ساباط نے کہا بس ٹھیک ہے تمہیں مجھ سے بہتر سردار سارے ملک میں نہیں مل سکتا۔ میں یہ چھوٹی گٹھڑی اٹھا لیتا ہوں اور تم بڑی گٹھڑی اٹھا کر میرے آگے آگے چلو۔" نحیف الجثہ اجنبی نے پورا زور لگا کر بڑی گٹھڑی کمر پر لادی۔ اس کی خمیدہ کمر اس کے بوجھ سے اور بھی خمیدہ ہو گئی اور وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ابن ساباط کے آگے آگے چل پڑا۔ لیکن ابن ساباط کو بہت عجلت تھی کیونکہ رات تیزی سے ختم ہو رہی تھی۔ وہ بار بار اجنبی کو ٹھوکے دیتا کہ تیز چلو۔ اجنبی کئی بار ٹھوکر کھا کر گرا لیکن پھر اٹھ کھڑا ہوتا اور ہانپتا کانپتا پھر تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔ ایک جگہ چڑھائی تھی۔ اجنبی کو بھاری بوجھ کی وجہ سے

Marfat.com

سخت مشکل پیش آئی اور وہ ایک جگہ بے اختیار گر پڑا۔ ابن ساباط نے اس پہ گالیوں کی بوچھاڑ کر دی اور پھر اس کی کمر پر زور سے ایک لات رسید کی اجنبی جوں توں کر کے اٹھ کھڑا ہوا اور ابن ساباط سے معذرت کرنے لگا ابن ساباط نے گٹھڑی پھر اس کی پیٹھ پر رکھ دی اور دونوں چلتے چلتے شہر سے دور ایک پرانے کھنڈر میں پہنچے۔ یہاں ان کی پناہ گاہ تھی۔ وہ اپنی گٹھڑی باہر رکھ کر کھنڈر کی دیوار پر سے اندر کود گیا اور اجنبی نے دونوں گٹھڑیاں باہر سے اندر پھینک دیں۔ اس وقت چاند کی روشنی میں ابن ساباط نے اطمینان سے اجنبی کے چہرے پہ نظر ڈالی جو اس کے سامنے کھڑا ہانپ رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اجنبی کے چہرے سے نور کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں۔ یکایک وہ ملکوتی تبسم کے ساتھ یوں گویا ہوا "میرے بھائی یہ مال تمہیں مبارک ہو۔ اس مکان کا مالک میں ہی ہوں۔ اور یہ مال تجھے خوشی سے بخشتا ہوں۔ افسوس کہ میں تمہاری خاطر خواہ خدمت نہیں کرسکا بلکہ راستے میں اپنی کمزوری اور سستی کی وجہ سے تمہارے لئے پریشانی کا باعث بنا خدا کے لئے مجھے معاف کر دو۔ اچھا اب میں تم سے رخصت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ"۔

اجنبی یہ کہہ کر تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ لیکن اس کے الفاظ خنجر بن کر ابن ساباط کے سینے میں پیوست ہو گئے۔ سیاہ کاری کے اس پتلے کے دل و دماغ کو اجنبی کے محیر العقول حسن سلوک نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا وہ سوچ رہا تھا کہ کیا دنیا میں ایسے انسان بھی ہوتے ہیں۔ میں نے اسے کیا سمجھا اور اس کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اس نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ یہ سوچتے

Marfat.com

سوچتے اس کا دماغ ماؤف ہوگیا۔ ضمیر کی خلش نے اسے بے چین کر دیا اور سپیدۂ سحر نمودار ہوتے ہی اجنبی کی تلاش کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اب اس کے دل میں کسی کا خوف نہیں تھا بس یہی آرزو تھی کہ اس اجنبی کے قدموں پر سر رکھ دے۔ رات والا مکان ڈھونڈنے میں اسے کوئی دقت نہ ہوئی۔ اس کے باہر کھڑے ہو کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کس تاجر کا مکان ہے؟ اس شخص نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور کہا میاں تم مسافر معلوم ہوتے ہو۔ یہاں کسی تاجر کا کیا کام یہ تو شیخ جنید بغدادیؒ کی قیام گاہ ہے۔

ابن ساباط نے یہ نام سن رکھا تھا لیکن شیخؒ کا صورت آشنا نہ تھا۔ پھاٹک سے اندر داخل ہوا اور دیکھا کہ سامنے والے بڑے کمرے کا دروازہ کھلا ہے اور چٹائی پر تکیہ سے سہارا لگائے وہی رات والا اجنبی بیٹھا ہے اور اس کے سامنے تیس چالیس آدمی مؤدبانہ انداز میں بیٹھے ہیں۔ ابنِ ساباط ٹھٹک کر وہیں کھڑا ہوگیا۔ اتنے میں مسجد سے آذان کی آواز آئی۔ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب وہ سب چلے گئے تو شیخؒ بھی اٹھے جونہی انہوں نے دروازہ کے باہر قدم رکھا ابن ساباط روتا ہوا ان کے قدموں پر گر گیا۔ انفعال کے آنسوؤں نے اس کے دل کی ساری سیاہی دھو ڈالی تھی۔ شیخؒ نے نہایت محبت اور شفقت سے اس کو زمین سے اٹھایا اور گلے لگا لیا۔ ابن ساباط کے دل کی دنیا اب بدل چکی تھی۔ دوسروں نے جو راہ برسوں میں نہیں طے کی تھی۔ ابن ساباط نے وہ چند لمحوں میں طے کر لی۔ وہ شیخؒ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگیا اور ان کے فیضِ صحبت سے "ہتھ کٹے شیطان" کے بجائے "شیخ احمد ابن ساباطؒ"

Marfat.com

بن گیا۔ اور اہل اللہ میں شمار ہوا جس شخص کو چالیس سال تک دنیا کی ہولناک سزائیں نہ بدل سکیں اس کو ایک مردِ خدا کے حسنِ اخلاق اور قربانی نے چند ساعتوں میں خاصانِ خدا کی صف میں شامل کر دیا۔

توبہ کے تین اجزا

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت جنید بغدادیؒ سے توبہ کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ توبہ میں تین باتیں ہونی چاہئیں۔

اول ندامت

دوسرے اس بات کا مصمم ارادہ کہ آئندہ خدا کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں گے۔

تیسرے ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کے کفارے کا خیال۔

مسائل تصوف نااہل نہیں سمجھ سکتے

حضرت شیخ جنید بغدادیؒ نے اپنے ہم عصر اور دوست شیخ ابوبکر کسائیؒ کو ایک ہزار مسائل تصوف لکھوائے تھے۔ جب ابوبکر کسائیؒ نے وفات پائی تو آپ کو بہت تشویش ہوئی کہ کہیں وہ مسائل کسی نااہل کے ہاتھ نہ پڑ جائیں مگر جب معلوم ہوا کہ ابوبکر کسائیؒ نے خود انہیں وفات سے پہلے دھلوا دیا تھا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مسائل تصوف کے سمجھنے کے لئے استعداد کی ضرورت ہے۔ ہر کس و ناکس ان کو نہیں سمجھ سکتا۔

Marfat.com

اہلِ حق صرف رضائے الٰہی کے طالب ہیں

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلیؒ نے اپنے مرشد شیخ جنیدؒ کے سامنے کہا کہ اگر حق تعالیٰ قیامت کے دن مجھے دوزخ اور بہشت میں ایک چیز قبول کرنے کا اختیار دے گا تو میں دوزخ قبول کروں گا کیونکہ بہشت میں داخل ہونا تو میرے نفس کی خواہش ہے اور دوزخ میں بھیجنا حق تعالیٰ کا اختیار ہے اس لیے میں اسی کے اختیار کو اپنے نفس کی خواہش کو ترجیح دوں گا۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا اگر حق تعالےٰ نے مجھے ایسا اختیار دیا تو میں نہ دوزخ قبول کروں گا نہ بہشت بلکہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کروں گا کہ بندہ کو اختیار اور رد و قبول سے کیا غرض۔ تو جس جگہ بھیجے گا میں اسی جگہ چلا جاؤں گا اور جس جگہ رکھے گا میں رہوں گا۔ میرا اختیار وہی ہے جو تیری رضا ہے۔

اخلاصِ عمل

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ اخلاص میں نے ایک حجام سے سیکھا وہ یوں کہ ایک مرتبہ میں مکہ معظمہ گیا ہوا تھا۔ میرے بال بہت بڑھ گئے تھے۔ لیکن حجامت کے لئے پیسے نہیں تھے۔ ایک دن میں نے ایک حجام کو دیکھا جو ایک شخص کے بال درست کر رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ بھائی اس وقت میں بالکل تہی دست ہوں۔ تم خدا کے نام پر میرے بال درست کر دو۔ حجام نے اس آدمی کو جس کی وہ حجامت بنا رہا تھا کہا کہ تم ذرا علیحدہ ہو جاؤ۔

Marfat.com

جب خدا کا نام آگیا تو پھر سب سے پہلے خدا کا کام کرنا چاہیئے۔ پھر مجھے بٹھا کر پہلے میرے سر کو بوسہ دیا اور اس کے بعد نہایت محبت اور توجہ سے میرے بال درست کر دیئے۔ حجامت سے فارغ ہونے کے بعد اس نے مجھے کاغذ کی ایک پڑیہ دی جس میں چاندی کے کچھ سکے تھے اور کہا کہ ان کو اپنی ضروریات پر صرف کرو۔ میں اس کے حسنِ اخلاق سے بڑا متاثر ہوا اور عہد کیا کہ اب جو پہلی فتوح ہوگی وہ اسی حجام کو دوں گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد بصرہ سے اشرفیوں کی ایک تھیلی میرے پاس آئی۔ وہ تھیلی لے کر میں حجام کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے اپنی نیت اور عہد کا ذکر کیا۔ یہ سن کر اس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور اس نے کہا۔ مردِ خدا شرم نہیں آتی۔ خدا کے نام پر کام کرنے کے عوض مجھ کو معاوضہ دیتے ہو؟

حاجتمند کون ہے

ایک دفعہ ایک شخص حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں پانچ سو دینار لایا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ ان دیناروں کے علاوہ بھی تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا۔ جی ہاں خدا کے فضل سے بہت کچھ ہے۔" آپ نے فرمایا تیری کچھ حاجتیں بھی ہیں؟ اس نے کہا۔ جی ہاں کتنی ہی حاجتیں ہیں جو ابھی تک پوری نہیں ہوئیں۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ پھر ان دیناروں کا مجھ سے زیادہ تو حقدار ہے کہ نہ میرے پاس کچھ ہے۔ نہ مجھے کوئی حاجت ہے۔

Marfat.com

خطا کار پر شفقت

ایک رات حضرت جنیدؒ کے مکان میں ایک چور گھس آیا اور آپ کا پیراہن مبارک چرا کرلے گیا۔ دوسرے دن حضرت جنیدؒ بازار سے گذر رہے تھے کہ دیکھا وہ چور آپ کے پیراہن کو فروخت کر رہا ہے اور خریدار کہہ رہا ہے کہ کوئی شناخت کرے کہ یہ پیراہن تیرا ہی ہے تو میں خرید لوں گا۔ اگر بعد میں یہ چوری کا مال نکل آیا تو میں مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔ یہ سن کر حضرت جنیدؒ آگے بڑھے اور فرمایا کہ میں واقف ہوں۔ اس پر خریدار نے پیراہن لے لیا۔

غیر مسلم کی نیکی کا معاوضہ

حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ کے مرید آپ کی خانقاہ میں حاضر رہتے۔ آپ ان سے مختلف طریقوں سے نفس کشی کراتے۔ ایک مرتبہ آپ کی خانقاہ میں چالیس مرید موجود تھے۔ آپ ان کے درمیان تشریف لائے اور فرمایا دوستو حق تعالےٰ اپنے بندوں کے رزق کا خود کفیل ہے اور فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔

(جو پرہیزگاری کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرے وہ اس

Marfat.com

کے لیئے گزر بسر کے ذریعے کھولتا اور وہاں سے رزق دیتا ہے
جہاں سے ملنے کا اسے خیال بھی نہ تھا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے
تو وہی اس کے لیئے کافی ہے ۔)

آپ کا ارشاد سن کر سب مریدوں نے توکل اختیار کر لیا اور نہایت تضرع کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اس طرح ان کو تین دن گذر گئے اور کھانے کو کچھ نہ ملا۔ تیسرے دن شیخ شبلیؒ پھر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا۔ دوستو حق تعالیٰ نے سبب کو بندوں کیلئے جائز قرار دیا ہے، اور فرمایا ہے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا
فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ

(وہی اللہ ہے جس نے زمین کو تمہارے سامنے عاجز و ذلیل بنا
دیا۔ پس اس کے راستوں میں چلو اور اس کے رزق کو کھاؤ)

اس لیئے اب مناسب ہے کہ تم میں سے ایک سب سے زیادہ نیک نیت شخص اس گوشہ عزلت سے نکلے اور رزق تلاش کرے تاکہ اسے کھا کر تم کچھ قوت حاصل کرو۔ آپ کی ہدایت سن کر سب نے ایک شخص کو منتخب کیا اور اسے تلاش معاش کیلئے روانہ کیا۔ وہ بغداد کے سارے محلوں میں گھوما مگر کچھ ہاتھ نہ آیا پہلے ہی تین دن کا بھوکا تھا۔ اس دوڑ دھوپ سے اور نڈھال ہو گیا اور ٹانگیں چلنے پھرنے سے جواب دے گئیں۔ قریب ہی ایک نصرانی طبیب کا مطب نظر آیا۔ مجبور ہو کر اس میں جا کر بیٹھ گیا۔

Marfat.com

وہاں بہت سے مریض جمع تھے اور حکیم صاحب باری باری ان کو دیکھ کر دوا تجویز کرتے جاتے تھے۔ جب بھیڑ کم ہوئی تو حکیم صاحب نظر اس خستہ حال درویش پر پڑی۔ اس کو اپنے پاس بلا کر نرمی سے پوچھا۔ تمہیں کیا شکایت ہے؟ درویش شیخ شبلی کی صحبت میں رہ کر مانگنے کی عادت ترک کر چکا تھا۔ یہ تو نہ کہہ سکا کہ روٹی کی تلاش میں ہوں۔ بے اختیاری میں اپنا ہاتھ طبیب کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے نبض دیکھی اور سمجھ گیا کہ یہ بے چارہ بھوک کا مریض ہے۔ اس سے کہا ذرا صبر کرو تمہاری بیماری کا علاج ابھی ہو جاتا ہے۔ پھر اس نے اپنے ملازم کو بلا کر ہدایت کی کہ بازار جا کر ایک رطل روٹی، ایک رطل حلوا اور ایک رطل بھنا ہوا گوشت لاؤ۔ جب ملازم ساری چیزیں لے آیا تو طبیب نے انہیں درویش کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ تمہارے مرض کا یہی علاج ہے۔ درویش نے کہا آپ کی تشخیص تو بالکل صحیح ہے لیکن میں تنہا اس مرض میں مبتلا نہیں ہوں۔ ہم ایسے چالیس مریض ہیں فراخ حوصلہ طبیب نے فوراً ملازم کو بھیج کر یہ تمام چیزیں چالیس چالیس رطل کی مقدار میں منگائیں اور ان سب کو ایک خوان میں لگا کر ایک مزدور کے سر پر لدوائیں اور کہا کہ یہ شخص جہاں لے جائے ان چیزوں کو ساتھ لے جا کر پہنچا دے چنانچہ وہ درویش اللہ تعالےٰ کی تحمید کرتا ہوا ان نعمتوں کو لئے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس خانقاہ میں پہنچا جہاں وہ سب شیخ شبلیؒ کے ہمراہ ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔ شیخ نے یہ خوانِ نعمت دیکھا تو فرمایا۔ اس کھانے کا عجیب بھید ہے۔ پھر اس مرید سے سارا واقعہ سنا اور فرمایا

Marfat.com

دوستو کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ ایک نصرانی کا کھانا کھاؤ اور اس کا کچھ معاوضہ ادا نہ کرو۔ سب نے عرض کی کہ اے شیخ اس کا معاوضہ کیا ہے ؟ فرمایا" اس کے حق میں دعائے خیر کرو"۔ اسی وقت سب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اس نصرانی طبیب کے لئے ہدایت اور خیر و برکت کی دعا کرنے لگے۔ حسن اتفاق دیکھیئے کہ وہ نصرانی طبیب بھی بھوک کے ان چالیس مریضوں کی حالت دیکھنے کے لئے اس درویش کے پیچھے چلا آیا تھا اور خانقاہ کے باہر کھڑے ہو کر ایک دریچے سے یہ کیفیت دیکھ رہا تھا۔ ان لوگوں کا توکل دیکھا تو بے حد متاثر ہوا اور جب انہوں نے اس کے حق میں سچے دل کے ساتھ دعائے خیر کرنا شروع کی تو وہ بیتاب ہو گیا اور فوراً خانقاہ کے دروازے پر جا کر دستک دینے لگا۔ جب دروازہ کھلا تو دوڑ کر شیخ شبلیؒ کے قدموں پر جا گرا اور مشرف باسلام ہو کر آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گیا۔ اس طرح اس کو اپنی نیکی کا معاوضہ ہدایت کی صورت میں مل گیا۔

کسبِ یمین

ایک مرتبہ کسی شخص نے شیخ شبلیؒ سے پوچھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے خَیْرُ عَمَلِ الْمَرْءِ کَسْبُ یَمِیْنِہٖ (انسان کا سب سے اچھا عمل وہ ہے جسے اپنے دہنے ہاتھ سے حاصل کرے) تو اس میں کسبِ یمین سے کیا مراد ہے ؟ فرمایا جب رات ہو تو پانی سے

Marfat.com

کر وضو کر دا در نماز کے لیئے تیار ہو جاؤ۔ پھر جتنی نماز چاہیے پڑھو۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ الٰہی میں نہایت عجز کے ساتھ دعا کرد۔ بس یہی تمہارا کسب یمین ہے۔"

فقیر کی زینت

ایک مرتبہ حضرت شیخ شبلیؒ کا لباس بہت بوسیدہ ہو گیا تھا یا بروایت دیگر انہوں نے عالم بے خودی میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے تھے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ عید سر پر آگئی لوگ تو اس دن زیب و زینت کے لیئے نئے نئے کپڑے پہن کر آئیں گے۔ اور آپ اس حالت میں وہاں جائیں گے۔ فرمایا فقر کی زینت اس کا فقر اور اس فقر پر صبر کرنا ہے۔

شیخ شبلیؒ اور ایک نصرانی طبیب

ایک دفعہ حضرت شبلیؒ سخت بیمار ہو گئے۔ لوگوں نے ان کو دارالشفا میں داخل کرا دیا خلیفۂ وقت المقتدر باللہ کو خبر ہوئی تو اس نے طبیب خاص کو جو ملتِ عیسوی کا پیرو تھا آپ کے علاج پر مامور کیا اس نے بڑی توجہ سے علاج کیا اور اللہ تعالےٰ نے حضرت شبلیؒ کو شفا عطا فرمائی۔ ان کی صحت یاب ہو جانے کے بعد ایک دن شاہی طبیب نے حضرتؒ سے کہا۔ خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کے علاج کے لیئے انسانی گوشت کی ضرورت ہے تو میں اپنے گوشت کا ٹکڑا دینے میں بھی دریغ نہ کرتا۔" یہ سن کر شیخ شبلی نے فرمایا

Marfat.com

"مگر میری خوشی تو کسی اور ہی بات میں ہے۔" طبیب نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا اپنی صلیب کو توڑ کر مسلمان ہو جاؤ۔ "طبیب آپ کے محاسن اخلاق کو دیکھ کر پہلے ہی اس قدر معتقد ہو چکا تھا کہ آپ کی اس خواہش کو پورا کرنے میں مطلق تامل نہ کیا اور اسی وقت مشرف باسلام ہو گیا۔ جب خلیفہ المقتدر باللہ نے یہ واقعہ سنا تو کہا "ہم نے مریض کے پاس طبیب کو بھیجا تھا لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ طبیب کے پاس مریض کو بھیج رہے ہیں۔

حق تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی نظر سے کبھی اوجھل نہیں ہوتا

شیخ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایک دیوانے کو دیکھا جس کو بازار کے لڑکے پتھر مار رہے تھے اور وہ لہولہان بھاگتا جا رہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں کو جھڑکا کہ اس غریب کو کیوں ستاتے ہو۔ لڑکوں نے کہا "جناب آپ اس معاملہ میں دخل نہ دیں ہم اسے مار کر ہی دم لیں گے۔ کیونکہ یہ بدبخت کافر ہے" میں نے کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ کافر ہے۔ انہوں نے کہا کہ جناب یہ کہتا ہے کہ میں خدا سے باتیں کرتا ہوں اور پھر حق تعالیٰ کو خطاب کر کے عجیب عجیب باتیں کرتا ہے۔

میں نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو کہ میں اس سے کچھ باتیں کر لوں چنانچہ میں دیوانے کے قریب گیا دیکھا تو وہ آپ ہی آپ باتیں کر رہا ہے اور ہنس ہنس کر کہہ رہا ہے "بس یہ تو نے خوب کیا کہ ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر دیا تاکہ ستائیں" میں نے کہا "تم نے سنا کہ یہ لڑکے کیا کہتے ہیں" اس نے میری طرف پلٹ کر

Marfat.com

دیکھا اور کہا "ابن شبلیؒ! پھر پوچھا "یہ لڑکے کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا "کہتے ہیں کہ تم اپنے گمان میں خدا کو دیکھتے ہو اور اس سے باتیں کرتے ہو" یہ الفاظ سنتے ہی اس نے جوش و خروش سے ایک نعرہ مارا اور کہا شبلیؒ "قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے اپنی محبت میں مبتلا کیا اور پھر اپنے قریب و بعد کے درمیان اٹکا رکھا ہے اگر وہ ایک چشم زدن کے لئے بھی میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاؤں۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

خیالک فی عینی و ذکرک فی فی

ومثواک فی قلبی فاین تغیب

"تیرا خیال میری آنکھوں میں ہے۔ تیرا ذکر میری زبان پر ہے اور تیرا مقام میرے دل میں ہے۔ پھر تو کہاں غائب ہو کے جائے گا

اور یہی شعر پڑھتا ہوا بھاگا چلا گیا۔

شیخ شبلیؒ اور ایک کم ظرف امیر

حضرت شبلیؒ نے ایک دفعہ ایک امیر کے پاس آدمی بھیج کر کوئی چیز طلب کی۔ اس نے طعنہ کے طور پر کہلا بھیجا۔ جس سے آخرت و عقبیٰ کے خواستگار ہوا کرتے ہو اس سے کیوں طلب نہیں کرتے۔ حضرت شبلی اس کا جواب سن کر جلال میں آ گئے اور اسے کہلا بھیجا۔ "تو ذلیل ہے اور دنیا بھی ذلیل ہے۔ اس کے مقابل حق تعالیٰ شریف ہے اور آخرت بھی شریف ہے۔ لہذا میں ذلیل کو ذلیل سے اور شریف کو شریف سے مانگتا ہوں۔

Marfat.com

خدا ہر ایک کے رزق کا کفیل ہے

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت شبلیؒ کے پاس کثرتِ عیال کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا" ایک کام کر اپنے گھر میں جاکر دیکھو۔ جس کسی کا رزق خدا کے ذمہ نہ ہو اس کو نکال دے" وہ شخص خاموش ہو گیا اور پھر کبھی ایسی شکایت زبان پر نہ لایا۔

کون لوگ مبتلائے بلا ہیں

لوگوں نے ایک مرتبہ شیخ شبلیؒ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے کیا معنی ہیں۔

اِذَا رَأَیْتُمْ اَهْلَ الْبَلَاءِ فَاسْئَلُوْا رَبَّکُمُ الْعَافِیَةَ

(جب تم مبتلائے بلا لوگوں کو دیکھو تو اپنے رب سے عافیت مانگو)

آپ نے فرمایا" مبتلائے بلا وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف سے غافل ہیں"۔

اہلِ حق ایک چیونٹی کو بھی دکھ نہیں دیتے

حضرت شیخ شبلیؒ ایک مرتبہ شہر سے گندم کی ایک بوری خرید کر لائے۔ گھر

Marfat.com

پہنچ کر بوری کا منہ کھولا تو ایک چیونٹی نظر پڑی جو بے تابی سے اِدھر اُدھر دوڑ رہی تھی۔ رات کو بستر پر لیٹے تو نیند نہ آئی بار بار یہی خیال آتا تھا کہ میں تو اپنی خواب گاہ میں ہوں اور غریب چیونٹی میرے سبب سے بے خانماں ہو گئی صبح ہوتے ہی اسے گندم میں سے ڈھونڈھ نکالا اور پکڑ کر وہیں چھوڑ آئے جہاں سے لائے تھے

حضرت شفیق بلخیؒ اور خلیفہ ہارون الرشید

حضرت شفیق بلخیؒ ایک مرتبہ حج کو جاتے ہوئے راستہ میں بغداد ٹھہر گئے۔ ہارون الرشید نے ان کی تشریف آوری کی خبر سنی تو بلا بھیجا۔ آپ اس کے پاس گئے تو اس نے پوچھا شفیق زاہد آپ ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا شفیق میں ہی ہوں۔ لیکن میں زاہد نہیں ہوں۔ ہارون الرشید نے عرض کی کہ اے شیخ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا۔ تجھ سے پہلے صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ عثمان ذوالنورینؓ اور علی مرتضیٰؓ جیسی ہستیاں مسند خلافت کو زینت بخش چکی ہیں۔ اللہ تعالےٰ تجھ سے صدیق اکبرؓ کا صدق۔ فاروقؓ کا امتیاز حق و باطل، ذوالنورینؓ کا کرم اور حیا اور مرتضیٰؓ کا علم و عدل چاہتا ہے۔

ہارون الرشید نے کہا کچھ اور فرمایئے۔

آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے تجھے دوزخ کا دربان مقرر کیا ہے اور تین چیزیں تجھے عطا کی ہیں۔ مال، تلوار اور تازیانہ ان تینوں سے کام لے کر لوگوں کو دوزخ سے بچانے کی سعی کر۔ اپنے مال سے حاجتمندوں کی

Marfat.com

حاجت روائی کرنے سے گریز نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کی تازیانہ سے اصلاح کر اور ناحق قتل کرنے والوں سے تلوار کے ذریعہ قصاص لے ورنہ یاد رکھ کہ تجھے دوزخیوں کا سردار اور پیشرو بنا دیا جائے گا۔

خلیفہ نے کہا "کچھ اور ارشاد فرمایئے"

آپ نے فرمایا۔ اگر تو کسی بے آب و گیاہ میدان میں شدت تشنگی سے جاں بلب ہو جائے تو ایک گھونٹ پانی کے عوض کیا دے گا۔؟

خلیفہ نے کہا "پانی کا مالک جو مانگے گا دوں گا۔"

شفیقؒ نے پوچھا۔ "اگر وہ قیمت میں نصف ملک طلب کرے پھر؟"

خلیفہ نے کہا، "بلا تامل دے دوں گا۔"

حضرت شفیق نے فرمایا "یہ پانی پی کر اگر تیرا پیشاب بند ہو جائے اور اس کی تکلیف سے جان لبوں پہ آجائے اس وقت وہی پانی پلانے والا کہے کہ باقی نصف ملک دے دے تو تمہارا علاج کرتا ہوں ایسی صورت میں تو کیا کرے گا۔"

خلیفہ نے جواب دیا ضرور دے دوں گا۔"

"فرمایا" اس ملک اور فرمانروائی پر کیا اعتبار جس کی قیمت صرف ایک گھونٹ پانی ہے۔"

ہارون الرشید یہ سن کر رو پڑا اور حضرت شفیقؒ کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

Marfat.com

حضرت سہل تستریؒ اور ایک باخدا رئیس زادی

شیخ سعدیؒ نے اپنی مشہور و معروف نثر مجلس پنجگانہ میں یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت سہلؒ طبابت کا پیشہ کرتے تھے۔ جب انہوں نے فقر اختیار کیا تو ایک عرصہ تک ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ ان کو کثرت سے رویائے صالح ہونے لگے اور ایک دو مرتبہ کسی معاملہ میں کشف بھی ہوا۔ حضرت سہل کے دل میں خیال گذرا کہ وہ مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے ہیں۔ ان کا یہ خیال آہستہ آہستہ تکبر کی حد تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالٰے کو اپنے خاص بندوں کا گمراہ ہونا پسند نہیں ہے چنانچہ حضرت سہل کے دل سے ولایت کا زعم دور کرنے کے لیے ان کو الہام کیا گیا کہ تم خراسان جاؤ وہاں کے ایک رئیس کی بیٹی جنون میں مبتلا ہے۔ اس کا علاج کرو۔ حضرت سہلؒ یہ الہام ہوتے ہی خراسان کے لئے چل پڑے خراسان پہنچ کر انہوں نے لوگوں سے اس رئیس کا پتہ دریافت کیا تو انہوں نے ایک عالیشان محل کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت سہلؒ محل کی طرف گئے تو دیکھا کہ وسیع و عریض قصر ہے جس کے سامنے ایک دلکشا باغ ہے اور اس میں کچھ آدمی گلگشت میں مصروف ہیں۔ حضرت سہل نے ان سے کہا کہ میں طبیب ہوں اور اس رئیس کی دیوانی بیٹی کا علاج کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم اس رئیس سے

لہ شیخ سعدیؒ کی نثر مجلس پنجگانہ آج کل قریب نایاب ہے۔

Marfat.com

میرا تعارف کرا دو تو تمہارا احسان ہوگا. ان میں سے ایک شخص نے غور سے حضرت سہل کی طرف دیکھا. اور کہا میاں معلوم ہوتا ہے تمہارا دماغ چل گیا ہے. آخر موت کو خود دعوت دینے میں کیا تک ہے. ذرا اس قصر کی دیوار سے اندر جھانک کر تو دیکھو. حضرت سہل نے اس دیوار کی بیرونی طرف نظر ڈالی تو بیسیوں کٹے ہوئے سر نظر آئے. واپس آکر ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے انہوں نے کہا کہ تجھ سے پہلے کئی طبیب آئے جنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس لڑکی کا علاج کریں گے. رئیس نے اس شرط پر ان کو اپنی بیٹی کا علاج کرنے کی اجازت دی کہ اگر علاج کامیاب نہ ہوا تو ان کا سر قلم کر دیا جائے گا چنانچہ یہ کٹے ہوئے سر انہیں طبیبوں کے ہیں جو اپنے تمام نسخے آزمانے کے باوجود علاج میں ناکام رہے. اگر تم بھی اپنا سر کٹوانا چاہتے ہو تو ہمیں تعارف کرانے میں کوئی عذر نہیں ہے. حضرت سہل رح نے کہا کہ مجھے سب کچھ منظور ہے. بس اس رئیس کے پاس مجھے لے چلو.

چنانچہ وہ لوگ حضرت سہل رح کو قصر کے اندر لے گئے اور رئیس سے ان کا تعارف کرایا. رئیس اس وقت چند آدمیوں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے حضرت سہل کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیں. جب وہ آدمی چلے گئے تو رئیس حضرت سہل رح سے یوں مخاطب ہوا۔

رئیس۔ یہاں آنے سے تمہاری کیا غرض ہے؟

حضرت سہل رح. میں نے سنا ہے کہ تمہاری ایک لڑکی ہے جو جنون کے عارضہ میں مبتلا ہے. میں اس کے علاج کے لئے آیا ہوں۔

Marfat.com

رئیس. پہلے میرے محل کی دیوار کے اندر تو نگاہ ڈالو۔
حضرت سہلؒ: میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔

رئیس ان کا جواب سن کر بہت حیران ہوا اور سمجھا کہ یہ کوئی بڑا بلند پایہ طبیب ہے جو پہلے طبیبوں کا حشر دیکھ کر بھی علاج پر تلا ہوا ہے چنانچہ اس نے زنانخانے میں پیغام بھیجا کہ شہزادی کو تیار کریں۔ ایک طبیب اسے دیکھنے آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد اندر سے اطلاع آئی کہ لڑکی طبیب سے ملنے کے لئے تیار ہے چنانچہ رئیس نے حضرت کو اپنے ساتھ لیا اور حرم سرا میں داخل ہوا جب دونوں لڑکی کے کمرے کے قریب پہنچے تو لڑکی نے کنیز کو آواز دی۔

"میرا نقاب لاؤ تا کہ میں پردہ کروں۔"

رئیس کو بڑی حیرت ہوئی کہ اس سے پہلے کتنے ہی طبیب آئے لیکن لڑکی نے کسی سے پردہ نہیں کیا۔ اس طبیب میں معلوم نہیں کیا بات ہے کہ لڑکی نقاب کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ وہ اپنے خیالات کو ضبط نہ کر سکا اور لڑکی کے سامنے ان کا اظہار کر ہی دیا۔ لڑکی نے جواب دیا۔

"آنہا مرد نہ بودند۔ مرد اینست کہ اکنوں در آمدہ"

(وہ مرد نہیں تھے۔ مرد یہ ہے جو اب آیا ہے)

رئیس لڑکی کا جواب سن کر سٹپٹا گیا۔ اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا۔
حضرت سہلؒ لڑکی کے قریب گئے اور سلام علیکم کہا
رئیس زادی: وعلیکم السلام اے پسر خاص۔

Marfat.com

حضرت سہل رحؒ"تم نے کیسے سمجھا کہ میں پسرِ خاص ہوں۔"
رئیس زادی۔ جس نے تم کو یہاں بھیجا اس نے مجھ کو بھی متنبہ کر دیا ہے
تمہیں اللہ نے ایسی نعمت سے نوازا ہے۔ جس سے روح کو تسکین
ملتی ہے۔ اسی وجہ سے میں خجالت محسوس کر رہی ہوں۔
رئیس یہ گفتگو سن کر عالم تحیر میں کھو گیا اور ساکت وصامت دیکھنے
لگا کہ اب کیا ہونا ہے۔ ادھر حضرت سہلؒ سمجھ گئے کہ لڑکی کو جنون نہیں
بلکہ کچھ اور شئے ہے۔ انہوں نے قرآن حکیم کی ایک آیت پڑھی کہ شاید
اس میں علاج ہو اور لڑکی کو سکون میسر ہو جائے۔ رئیس زادی نے جونہی یہ
آیت سنی غش کھا کر گر پڑی۔ تھوڑی دیر بعد جب ہوش میں آئی تو حضرت
سہلؒ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "آ کہ تجھے سرزمین اسلام میں لے جاؤں"۔
رئیس زادی۔ سرزمین اسلام میں کیا شئے ہے جو یہاں نہیں ہے؟
حضرت سہلؒ۔ ارض اسلام میں کعبہ معظم ہے۔
رئیس زادی۔ "نادان اگر تو کعبہ کو دیکھے تو اسے پہچان لے گا"؟
حضرت سہلؒ۔ ہاں
رئیس زادی۔ میرے سر کے اوپر نگاہ کرو۔
حضرت سہلؒ نے اوپر نظر اٹھائی تو ایک عجیب منظر دکھائی دیا۔
ان کی نظر کے سامنے کعبۃ اللہ موجود تھا جو لڑکی کے سر کے گرد طواف
کرتا معلوم ہوتا تھا۔ حضرت سہلؒ یہ نظارہ دیکھ کر ششدر رہ گئے
اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ تھوڑی کے بعد ہوش میں آئے تو رئیس زادی

Marfat.com

سے پوچھا۔
تو نے یہ مرتبہ کس طرح حاصل کیا۔
رئیس زادی۔ نادان تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص اپنے پاؤں کے ساتھ کعبہ جاتا ہے وہ کعبہ کا طواف کرتا اور جو اپنے دل کے ساتھ کعبہ جاتا ہے کعبہ اس کا طواف کرتا ہے۔ اور تجھے یہ بھی جان لینا چاہئے۔ تو ابھی خدا سے ایک قدم دور ہے اگر تمہاری خواہش ہو تو میں تمہارے لئے اس راز کو فاش کر دیتی ہوں۔ جلد بتاؤ جاننا چاہتے ہو یا نہیں؟
حضرت سہلؒ۔ میری جان تم پر قربان۔ جلد کہو ورنہ میں دیوانہ ہو جاؤں گا۔
رئیس زادی۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ
(جس نے اپنے نفس کو جان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا)
رئیس زادی کا جواب سن کر حضرت سہل تستریؒ کے سارے حجابات دور ہو گئے۔ اور انہیں معلوم ہو گیا کہ اس دنیا میں اللہ کے بہتر سے ایسے بندے ہیں جو ان سے کہیں بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔ چنانچہ ان کے دل سے اپنی ولایت اور بڑائی کا خیال یکسر جاتا رہا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کے ذریعہ ان کو تنبیہ کر کے گمراہ ہونے سے بچا لیا۔

تم اللہ کے بندوں پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا

ایک مرتبہ امیر عمرو بن لیث سخت بیمار ہو گیا تمام حاذق اطباء نے

Marfat.com

اس کے علاج پر پورا زور صرف کیا لیکن ؏

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

امراء و وزراء نے اس کی روز بروز بگڑتی ہوئی حالت کو دیکھ کر مشورہ کیا اور امیر سے عرض کی کہ دوائیں تو اب کارگر ہوتی نظر نہیں آتیں آپ اجازت دیں تو کسی درویش سے آپ کے لئے دعا کرائی جائے۔ امیر نے اجازت دے دی۔ اس زمانہ میں حضرت سہل بن تستریؒ کے مستجاب الدعوات ہونے کی شہرت تھی۔ چند سرکردہ امراء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بمنت امیر عمرو بن لیث کے پاس لے آئے۔ حضرت سہلؒ امیر کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا دعا اسی کے حق میں قبول ہوتی ہے جو توبہ کر کے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس وقت تیرے قید خانے میں بہت سے بے گناہ قید ہیں اگر تو چاہتا ہے کہ میری دعا تیرے حق میں قبول ہو تو پہلے انہیں رہا کر اور پھر خلوص نیت سے بارگاہ الٰہی میں توبہ کر۔ امیر نے اسی وقت تمام قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم دیا اور پھر صدق دل سے توبہ کی۔ حضرت سہل نے اب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا الٰہی جس طرح تو نے اسے گناہوں کی ذلت دکھائی اسی طرح اسے اپنی طاعت کی عزت دکھا اور اس کے ظاہر کو صحت و عافیت کا لبادہ پہنا۔ جوں جوں آپ دعا مانگتے جاتے تھے۔ امیر محسوس کرتا تھا کہ بیماری اس کو چھوڑتی جا رہی ہے۔ جوں ہی آپ نے دعا ختم کی امیر بالکل صحت یاب ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے حضرت کے قدموں پر بے شمار زر و جواہر ڈھیر کر دیئے لیکن آپ نے ان کو ٹھوکر مار کر فرمایا مجھے

Marfat.com

ان کی ضرورت نہیں ہے۔ جب اپنے گھر کو واپس جا رہے تھے۔ راستے میں ایک مرید نے عرض کیا کہ آپ اس میں سے تھوڑا سا مال قبول کر لیتے تو قرض ادا ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا تجھے زرد مال چاہیئے۔ ذرا سامنے دیکھ۔ اس نے نظر اٹھائی تو سامنے کے میدان میں زر و جواہر کے ڈھیر لگے دکھائی دیئے۔ وہ مرید ششدر رہ گیا۔ آپ نے فرمایا جسے اللہ تعالےٰ نے سب کچھ دے رکھا ہو وہ بھلا مخلوق سے کیوں کوئی چیز لے گا۔

نفس کی تادیب

حضرت سہل بن تستریؒ نے جب پہلے پہل حج بیت اللہ کا ارادہ کیا تو اپنا سب مال و متاع راہِ حق میں خیرات کر دیا۔ اور پھر دامن جھاڑ کر سفر حجاز پر روانہ ہو گئے۔ راستے میں اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا دیکھ اب میں تہی دامن ہو گیا ہوں۔ مجھ سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کرنا لیکن نفس بھلا کب قابو میں آتا ہے۔ کوفہ پہنچے تو نفس نے روٹی اور مچھلی کھانے کی شدید خواہش کی اور کہا کہ گھر سے یہاں تک تو میں نے کچھ نہیں مانگا۔ آج روٹی اور مچھلی کھا لوں تو پھر مکہ معظمہ پہنچنے تک کچھ نہ مانگوں گا۔ حضرت سہلؒ نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو آٹے کی ایک چکی نظر آئی جس کو ایک اونٹ چلا رہا تھا۔ آپ نے چکی کے مالک سے کہا کہ اگر کوئی شخص تیرا اونٹ ایک ایک دن کے لئے کرایہ پر لینا چاہے تو کیا لوگے۔ چکی والے نے کہا۔ دو درہم آپ نے فرمایا۔ اس اونٹ کو کل کرایہ پر دے دینا۔ تمہاری چکی صبح سے شام

Marfat.com

تک میں چلا جاؤں گا۔ اور صرف درہم لوں گا چکی کا مالک راضی ہو گیا. کیوں کہ اس طرح اس کو ایک درہم کی بچت ہوتی تھی. دوسرے دن حضرت سہل سارا دن چکی چلاتے رہے. شام ہوئی تو چکی کے مالک سے ایک درہم لے کر روٹی اور مچھلی خرید کر کھائی اور نفس سے کہا۔ اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب میں تیری کوئی بات نہیں مانوں گا. روٹی اور مچھلی کے چند لقموں کے لیے مجھے دن بھر اونٹ کا کام کرنا پڑا۔ اس کے بعد آپ مکہ معظمہ پہنچے اور حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر تستر واپس تشریف لے گئے. اس دوران میں ان کے نفس نے پھر کوئی سوال کرنے کی جراٴت نہ کی.

صوفیہ کے سات اصول

کسی شخص نے حضرت سہل تستریؒ سے پوچھا کہ صوفیائے کرام کے وہ کون سے اصول ہیں جن کی پابندی کرنا ان کے نزدیک فرض ہے. فرمایا کہ صوفیہ کے سات اصول ہیں جن کو وہ فرض کا درجہ دیتے ہیں... پہلا کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنا. دوسرا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع. تیسرا کسب حلال، چوتھا لوگوں کو تکلیف سے بچانا. پانچواں گناہوں سے بچنا، چھٹا توبہ و استغفار، ساتواں حقوق کا ادا کرنا۔

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ اور سلطان محمود غزنوی

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سلطان محمود غزنویؒ کے ہمعصر تھے۔ ان کی

Marfat.com

شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی تو سلطان محمود غزنویؒ کو ان کی زیارت کا شوق پیدا ہوا چنانچہ وہ خدم و حشم کے ساتھ غزنی سے خرقان پہنچا اور ایک قاصد کے ہاتھ شیخ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کی زیارت کے لئے غزنی سے یہاں آیا ہوں۔ آپ خانقاہ سے میرے خیمہ تک قدم رنجہ فرمائیں۔ اس کے ساتھ ہی سلطان نے قاصد کو ہدایت کی اگر شیخ یہاں آنے سے انکار کریں تو ان کو قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھ کر سنا دینا۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ
(یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور حاکم کی جو تم میں سے ہو)

قاصد نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلطان کا پیغام دیا تو آپ نے فرمایا مجھے معذور رکھو۔ اس نے آیت مذکور پڑھی تو فرمایا۔ "در اطیعوا اللہ چناں مستغرق آم کہ اطیعوا الرسول خجالت ہا دارم تا بہ اولی الامر چہ رسد" یعنی ابھی میں اطیعوا اللہ میں ایسا مستغرق ہوں کہ اطیعوا الرسول کے معاملہ میں نادم اور شرمسار ہوں۔ پھر اولی الامر منکم کی جانب کیوں کر متوجہ ہو سکتا ہوں۔ قاصد نے واپس جا کر سلطان کو شیخ کا جواب سنایا تو اس پر رقت طاری ہو گئی اور وہ شیخ

لہ بعض روایتوں میں ہے کہ اس پر سلطان نے ایاز کو اپنا لباس پہنایا اور ایاز کا لباس خود پہن لیا۔ پھر دس لونڈیوں کو مردانہ لباس پہنا کر اپنے ہمراہ لیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ نے بیٹھے ہی بیٹھے بغیر کسی تعظیم کے ان کے سلام کے

Marfat.com

ابوالحسن کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے درخواست کی کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے حالات و اقوال سنایئے۔

شیخ نے فرمایا۔ بایزیدؒ فرماتے تھے۔ جس نے مجھے دیکھا بدبختی اس سے دور ہوگئی (یعنی وہ کفر و شرک سے محفوظ ہوگیا)

سلطان محمود نے کہا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو لہب، ابوجہل اور کتنے ہی دوسرے منکروں نے دیکھا لیکن یہ بدبخت کے بدبخت (یعنی کافر) ہی رہے۔ کیا بایزید کا درجہ (نعوذ باللہ) حضور سے بھی بلند ہے ؟

یہ سن کر شیخ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور آپ نے جلال کے عالم میں فرمایا۔ محمود حد ادب سے قدم باہر نہ رکھ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے صحابہ کرامؓ ہی نے دیکھا تھا۔ ابو لہب، ابوجہل اور دوسرے کفار نے فی الحقیقت حضورؐ کو دیکھا ہی نہیں۔ کیا تو نے قرآن کریم میں یہ آیت نہیں پڑھی۔

وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹ ۔ جواب میں وعلیکم السلام فرمایا۔ سلطان نے جو ایاز کا لباس پہنے ہوئے تھا کہا۔ آپ نے بادشاہ کو تعظیم نہیں دی۔ آپ نے فرمایا یہ تو ایک جال ہے۔ سلطان نے کہا بے شک جال لگایا گیا۔ لیکن آپ جیسے شہباز اس جال میں کیسے پھنس سکتے ہیں۔ اس کے بعد شیخ نے سلطان کا ہاتھ پکڑ کر مسند پر بٹھایا۔ سلطان نے عرض کی کہ کچھ ارشاد فرمایئے۔ شیخ نے فرمایا۔ پہلے ان نامحرموں کو باہر نکال دو۔ چنانچہ بادشاہ کے حکم سے تمام لونڈیاں جو مردانہ لباس پہنے ہوئے تھیں۔ باہر نکل گئیں۔

Marfat.com

اے رسول تو ان کو دیکھتا ہے جو تیری طرف نظر کرتے ہیں حالانکہ وہ تجھ کو نہیں دیکھتے"

سلطان شیخؒ کے ارشادات سے بہت متاثر ہوا اور اس نے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔

شیخ نے فرمایا۔ چار باتوں کا ہمیشہ خیال رکھو۔

۱۔ ایسی چیزوں سے پرہیز جن سے منع کیا گیا ہے۔

۲۔ نماز باجماعت۔

۳۔ سخاوت۔

۴۔ خدا کے بندوں پر شفقت۔

سلطان نے کہا۔ میرے لئے دعائے خیر کیجئے۔

شیخ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اے اللہ سب مومنین اور مومنات کو بخش دے)

سلطان نے عرض کی "میرے لئے خاص دعا فرمائیے"۔

شیخ نے فرمایا۔ اللہ تجھ پر رحمت کرے اور تیری عاقبت محمود ہو۔

اس کے بعد سلطان محمود نے اشرفیوں کی ایک تھیلی شیخ کے سامنے رکھ دی اور کہا کہ یہ نذر قبول فرمائیے۔

شیخ نے تعجب سے سلطان کی طرف دیکھا اور پھر اس کے سامنے جَو کی ایک روٹی رکھ دی اور فرمایا کہ یہ تمہاری دعوت ہے۔ اس کو تناول کرو۔

Marfat.com

سلطان نے بسم اللہ پڑھ کر جَو کی روٹی کھانی شروع کی۔ لیکن پہلا نوالا ہی حلق میں اٹک گیا۔

شیخ نے فرمایا۔ شاید نوالہ حلق میں اٹکتا ہے۔"

۔ سلطان نے اثبات میں جواب دیا تو شیخ نے گھمبیر لہجہ میں فرمایا تو یہ اشرفیوں کی تھیلی بھی میرے حلق میں اٹک جائے گی۔ اس کو فوراً اٹھا لو۔ یہ اشرفیاں بادشاہوں کی خوراک ہیں۔ فقیر کے لئے جَو کی روٹی ہی نعمت عظمیٰ ہے۔ سلطان محمود نے عرض کی کہ حضرت سب نہیں تو ان میں کچھ اشرفیاں ہی قبول فرمالیں۔

شیخ جلال میں آگئے اور فرمایا۔ میں دنیا کو طلاق دے چکا ہوں میرے لئے یہ اشرفیاں حرام ہیں۔ اس لئے اپنی بات پر اصرار نہ کر۔ یاد رکھ کہ ان اشرفیوں پر نہ تیرا حق ہے نہ میرا۔ ان کو قوم کی امانت سمجھو۔ اگر یہ قوم کی مرضی کے بغیر تقسیم کرے گا تو قوم کے مال میں خیانت کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا گناہ گار بھی ہوگا۔ اگر تو ان اشرفیوں کو خیرات ہی کرنا چاہتا ہے تو تیرے ملک میں بہتیرے مساکین ہیں جب تو سو جاتا ہے تو وہ اس لئے جاگتے ہیں کہ ان کے پیٹ خالی ہیں اور تیرے ملک میں ایسے شریف اور سفید پوش لوگ بھی موجود ہیں جو بظاہر آسودہ حال نظر آتے ہیں۔ لیکن عسرت اور خودداری قائم رکھنے کے لئے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو تیری قوم کے یہ لوگ تیرا گریبان پکڑ لیں گے کہ تو غیر مستحق لوگوں میں مال بانٹتا رہا اور ہم تیری نظروں سے اوجھل رہے۔ اس وقت تجھ

Marfat.com

کو ہر بات کا جواب دینا پڑے گا۔

شیخ کی باتیں سن کر سلطان لرزہ براندام ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا۔ پھر اس نے عرض کی کہ آپ مجھ سے کچھ قبول نہیں فرماتے تو مجھے ہی کوئی تبرک عنایت فرمایئے۔

شیخ نے فوراً اپنا پیراہن[1] اتار کر سلطان کو عطا فرمایا۔ جب سلطان نے رخصت کی اجازت مانگی تو شیخ اس کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ سلطان کو شیخ کے رویہ پر بڑی حیرت ہوئی اور اس نے عرض کی کہ حضرت جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ نے میری طرف التفات فرمانا بھی مناسب نہ سمجھا تھا لیکن اب جو آپ اس طرح میری عزت افزائی کر رہے ہیں اس کا کیا سبب ہے۔

شیخ نے فرمایا۔ جب تم فقیر کے حجرے میں داخل ہوئے تھے تو تمہارے دل و دماغ میں بادشاہت کی بو تھی اور تم اپنے شاہانہ جاہ جلال کا مظاہرہ کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے میں نے بادشاہ محمود کی پروا نہیں کی تھی۔ اب تم جا رہے ہو تو تمہارا رنگ اور ہے۔ اب تم ایک درویش اور منکسر المزاج انسان کی حیثیت سے رخصت ہو رہے ہو۔ اسی لئے میں نے اپنا فرض سمجھا ہے کہ تمہاری تعظیم کروں۔ ایسے انسانوں کی تعظیم نہ کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے

---

[1] یہ پیراہن یا خرقہ سلطان حملہ سومنات کے وقت اپنے ہمراہ لایا تھا اور اسی کو پہن کر اس نے بارگاہ الٰہی میں فتح کی دعا مانگی تھی۔

Marfat.com

کمالِ راست گوئی

پیرپیران حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحجب حصول علم کے لئے اپنے گاوں جیلان (گیلان) سے بغداد کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے زاد راہ کے طور پر چالیس دینار آپ کی گدڑی میں سی دیئے۔ اور چلتے وقت اپنے لخت جگر کو نصیحت کی کر بیٹا خواہ کیسی ہی مصیبت اور برے حالات تمہیں پیش آئیں سچ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا، کیونکہ راست گوئی ہزار عبادتوں کی ایک عبادت ہے سعادت مند فرزند نے عرض کی کہ اے مادر مشفقہ میں صدق دل سے عہد کرتا ہوں کہ آپ کی نصیحت پر ہمیشہ عمل کروں گا۔

والدہ ماجدہ سے رخصت ہوکر حضرت رح بغداد جانے ولے ایک قافلے میں شامل ہوگئے۔ کیوں کہ اس دور میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا۔ اثنائے سفر میں ہمدان سے کچھ آگے قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر چھاپہ مارا اور اہل قافلہ کا سب مال و اسباب لوٹ کر تقسیم کے لئے ایک جگہ جمع کر دیا۔

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر ایک طرف چپ چاپ یہ دردناک نظارہ دیکھ رہے تھے کہ ایک ڈاکو آپ کی طرف بڑھا اور پوچھا کیوں میاں لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس

Marfat.com

چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا۔ اور وہ آپ کی ہنسی اڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اتنے میں ایک دوسرا قزاق آپ کی طرف آیا اور آپ سے وہی سوال کیا۔ آپ نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ آپ کی غریبانہ حالت کو دیکھتے ہوئے دوسرے ڈاکو نے بھی آپ کی بات ہنسی میں اڑا دی۔ ہوتے ہوتے یہ بات بھی ڈاکوؤں میں پھیل گئی اور ان کے سردار احمد بدوی کے کانوں میں بھی جا پہنچی۔ اس نے حکم دیا کہ اس لڑکے کو میرے سامنے لاؤ۔ ڈاکو حضرت کو کشاں کشاں اپنے سردار کے سامنے لے گئے۔ سردار نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لڑکے سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟"

حضرت نے بلاخوف دہراس جواب دیا۔ میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

سردار نے پوچھا "کہاں ہیں؟" حضرت نے فرمایا "میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔"

سردار نے ایک ڈاکو کو حکم دیا کہ اس لڑکے کی تلاشی لو۔ چنانچہ اس نے آپ کی گدڑی ادھیڑ کر دیکھی تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے احمد بدوی اور اس کے قزاق ساتھی یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ احمد بدوی نے استعجاب کے عالم میں حضرت سے پوچھا لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم قزاق ہیں اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔ پھر بھی تم نے ان دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا۔ حالانکہ یہ رقم اس قدر محفوظ تھی کہ کسی کو اس کا وہم و

Marfat.com

نمان بھی نہیں گذر سکتا تھا۔ آخر کس چیز نے تمہیں سچ بولنے پر مجبور کیا۔
حضرت نے فرمایا "میری والدہ نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا ان چالیس دیناروں کی میں اپنی والدہ کی نصیحت کیوں فراموش کر دیتا اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کراتا۔
حضرت کے الفاظ سن کر احمد بدوی بے حد متاثر ہوا اور اس پر رقت طاری ہو گئی۔ ندامت کے آنسوؤں نے اس کے دل کی شقاوت اور سیاہی دھو ڈالی اور اس نے آہ بھر کر کہا۔
"اے بچے تم پر خدا کی ہزار رحمت ہو کہ تم نے اپنی ماں کے عہد کا خیال رکھا۔ لیکن حیف ہے مجھ پر کہ میں نے اپنی ساری زندگی اپنے خالق کا عہد توڑتے گذار دی۔ اے بچے تم نے مجھے ہدایت کی راہ دکھا دی اب میں رہتی زندگی تک کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔" یہ کہہ کر وہ حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور رہزنی کے پیشہ سے تائب ہو گیا۔
اس کے ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا تو سب بیک زبان پکار اٹھے کہ اے سردار ہم بھی اس برے پیشہ سے توبہ کرتے ہیں۔ تو رہزنی میں بھی ہمارا قائد تھا اور توبہ میں بھی ہمارا پیشرو ہے
چنانچہ انہوں نے لوٹا ہوا تمام مال قافلے والوں کو واپس دے دیا۔
کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد احمد بدوی اور اس کے ساتھی سچے مسلمان بن گئے اور اپنے زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت اور خدمت خلق و حق شناسی کی بدولت خاصانِ خدا میں شمار ہوئے۔

Marfat.com

شہِ جیلان کی دعا

ایک مرتبہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپ کو دیکھا کہ حرم کعبہ کے اندر سنگریزوں پہ سجدہ ریز ہو کر دعا مانگ رہے تھے۔

"بارِ الٰہا مجھے بخش دے اور اگر میں سزا کا مستحق ہوں تو قیامت کے دن مجھے اندھا اٹھانا تاکہ نیکوں کے سامنے مجھے شرمسار نہ ہونا پڑے۔

بچوں پر شفقت

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایک دفعہ شہر کی ایک گلی سے گذر رہے تھے کہ چند بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا آپ نے ان پر محبت بھری نظر ڈالی تو ایک بچہ دوڑتا ہوا آپ کی طرف آیا اور کہا میرے لئے ایک پیسہ کی مٹھائی بازار سے لا دیجئے۔ آپ ہنستے ہوئے بازار گئے اور اس بچے کی فرمائش پوری کر دی۔ اس پر دوسرے بچوں نے بھی آپ سے مٹھائی لانے کو کہا۔ آپ نے ہنسی خوشی سب کی فرمائش پوری کی اور جب وہ مطمئن ہو گئے تو آگے روانہ ہوئے۔

Marfat.com

فرمانروائے وقت کو تنبیہہ

ایک دفعہ خلیفہ المقتضی لامر اللہ نے قاضی ابوالوفا یحییٰ بن سعید کو بغداد کا حاکم مقرر کیا۔ یہ شخص بڑا سفاک تھا اور لوگوں میں "ابن مرحم الظالم" کے لقب سے مشہور تھا۔ اس کے تقرر پر بغداد کے لوگوں میں سخت بے چینی پھیل گئی۔ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے بر سر منبر خلیفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے امیر المومنین تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو سخت ظالم ہے کل جب تم احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہو گے تو کیا جواب دو گے۔ وہ مالک دو جہاں تو اپنی مخلوق پر نہایت مہربان ہے۔"

خلیفہ آپ کے الفاظ سن کر کانپ اٹھا اور اس نے اسی وقت قاضی یحییٰ بن سعید کو اپنے منصب سے الگ کر دیا۔

حیا

ایک مرتبہ سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانیؒ دریائے دجلہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں چند لوگوں کو برہنہ نہاتے دیکھا تو فرمایا "خدا کی قسم مجھے بار بار مر کر زندہ ہونا پسند ہے۔ لیکن ان لوگوں کا فعل پسند نہیں ہے۔"

Marfat.com

ناداروں کی امداد

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ ایک دفعہ سفر حج پر روانہ ہوئے۔ سفر کی منزلیں طے کرتے ہوئے آپ حلہ کے قصبہ میں پہنچے اور وہیں شب باشی کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ آپ ہمارے گھر میں رونق افروز ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس بستی میں سب سے نادار اور محتاج کون سا آدمی ہے۔ لوگوں نے ایک مفلوک الحال بوڑھے کا پتہ بتایا۔ آپ نے سیدھا اس کے گھر کا رخ کیا۔ دیکھا تو ایک شکستہ سا مکان ہے جس کو مکان کے بجائے کھنڈر کہنا موزوں ہے۔ اس کی دیواریں گر جانے کی وجہ سے مکینوں نے پردہ کے لئے چاروں طرف بوسیدہ کمبل لٹکا رکھے ہیں۔ اس مکان کے اندر آپ نے ایک بوڑھے شخص ایک بڑھیا عورت اور ایک لڑکی کو بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ نے صاحب خانہ سے مکان میں قیام کرنے کی اجازت طلب کی۔ بوڑھے اهلاً و سہلاً کہا اور آپ اس کھنڈر نما مکان میں ٹھہر گئے تھوڑی ہی دیر میں آپ کی آمد اور اس مکان میں قیام کی خبر تمام حلہ میں پھیل گئی اور لوگ تحائف و ہدایائے کر انبوہ در انبوہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے کئی صاحب ثروت لوگوں نے آپ کو اپنے ہاں چلنے کی دعوت دی لیکن آپ نے ان کو نہایت احسن طریقے سے ٹال دیا البتہ سب

Marfat.com

لوگوں کے تحائف و ہدایا قبول فرمالیئے۔ ان میں سونا چاندی، گائیں بھیڑیں، بکریاں غلہ اور بے شمار دوسری اشیاء تھیں۔ آپ نے یہ سب کچھ اس بوڑھے کی نذر کر دیا۔ اور خود رات گذار کر دوسرے دن مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ آپ کے جانے کے بعد اس بوڑھے کا شمار حلہ کے امیر ترین لوگوں میں ہونے لگا۔ فی الحقیقت اس کے گھر میں قیام سے آپ کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس کی امداد کی جائے اور اس کو ناداری اور فلاکت کی مصیبت سے نجات دلائی جائے۔

خادموں پر شفقت

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہابؒ ایک دن کھانا کھا رہے تھے کہ خادم کے ہاتھ سے پانی کی صراحی آپ پر گر پڑی اور آپ کا لباس پانی سے تر ہو گیا۔ خادم آپ کی ناراضی کے خوف سے کانپنے لگا۔ آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا۔ بھائی تم لرزتے کیوں ہو۔ غلطی کس انسان سے نہیں ہوتی۔ تم بھی ایک انسان ہو۔ شاید تمہارا مرتبہ مجھ سے بلند ہو۔ شاہد انوار و برکات تمہارے پاس زیادہ ہوں۔ شاید حق تعالےٰ کا کرم تم پر زیادہ ہو۔ اس کے بعد آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین ٥

Marfat.com

(اور غصہ کو ضبط کرنے والے ہیں اور آدمیوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو)

حجِ اکبر

حضرت احمد بن اسکاف دمشقیؒ نے حج بیت اللہ کے ارادے سے کئی سال میں ایک خطیر رقم جمع کی۔ حج سے چند دن پہلے انہوں نے ہمسایہ کے گھر میں اپنا لڑکا کسی کام کے لئے بھیجا۔ تھوڑی دیر بعد وہ منہ بسورتا ہوا واپس آیا۔ ابن اسکافؒ نے پوچھا بیٹے خیر تو ہے تو روتا کیوں ہے اس نے کہا ہمارے پڑوسی گوشت روٹی کھا رہے تھے۔ میں منہ دیکھتا رہا۔ اور انہوں نے مجھے پوچھا تک نہیں۔ ابن اسکافؒ رنجیدہ ہو کر ہمسائے کے گھر گئے اور کہا سبحان اللہ ہمسایوں کا یہی حق ہوتا ہے جو تم نے ادا کیا میرا کمسن بچہ منہ تکتا رہا اور آپ گوشت روٹی کھاتے رہے اس معصوم کو ایک لقمہ ہی دے دیا ہوتا۔ یہ سن کر پڑوسی زار زار رونے لگا اور کہنے لگا ہائے افسوس اب ہمارا راز فاش ہو گیا۔ گو تم مشکل وگرنہ گوئم مشکل۔ خدا کی قسم پانچ دن تک میرے گھر والوں کے منہ میں ایک دانہ تک نہیں گیا۔ لیکن میری غیرت کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے روکتی تھی جب نوبت ہلاکت تک پہنچی تو ناچار جنگل میں گیا ایک جگہ ایک مردہ بکری پڑی تھی اس کا تھوڑا سا گوشت لے آیا اور اسی کو ابال کر ہم کھا رہے تھے

Marfat.com

یہی سبب تھا کہ ہم نے آپ کے بچے کو کچھ نہ دیا ورنہ یہ کب ہو سکتا تھا کہ ہم گوشت روٹی کھائیں اور آپ کا بچہ منہ تکتا رہے۔ یہ سن کر احمد بن اسکافؒ پر رقت طاری ہوگئی۔ بار بار کہتے تھے کہ اے احمد تجھ پر افسوس ہے کہ تیرے گھر میں تو ہزاروں درہم و دینار پڑے ہوں اور تیرے ہمسایوں پر فاقے گذر رہے ہوں۔ قیامت کے دن تو اللہ کو کیسے منہ دکھائیگا اور تیرا حج کیسے قبول ہوگا۔ پھر وہ گھر گئے اور سب درہم و دینار جو حج کی نیت سے جمع کئے تھے چپکے سے لاکر باصرار ہمسائے کو دے دیئے۔ اور خود اپنے گھر میں بیٹھ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ کیوں کہ ان کے حج پر جانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ حج کا زمانہ آیا تو حجاج میں ذوالنون مصریؒ بھی تھے۔ انہوں نے جبل عرفات پر ایک غیبی آواز سنی کہ اس سال احمد بن اسکاف دمشقیؒ نے حج کی نیت کی لیکن وہ نہ آسکا لیکن ہم نے اس کو حج اکبر کا ثواب عطا کیا ہے۔ اور دوسرے بہت سے حجاج کا حج بھی اس کے سبب قبول فرمالیا ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ بہت حیران ہوئے کہ نہ معلوم احمد بن اسکاف کی کون سی ادا حق تعالےٰ کو بھاگئی ہے جو اس پر اس قدر فضل و کرم کیا گیا ہے۔ حج سے فارغ ہو کر وہ سیدھے دمشق گئے اور احمد بن اسکافؒ سے ملاقات کر کے ان سے حج پر نہ جانے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے واقعہ بیان کیا تو ذوالنونؒ نے فرمایا کہ مبارک ہو اللہ تعالےٰ نے تمہارا حج قبول فرمالیا بلکہ حج اکبر کا ثواب عطا فرمایا۔ احمد بن اسکافؒ یہ سن کر رونے لگے اور بار بار اللہ تعالےٰ کا شکر

Marfat.com

ادا کرتے تھے۔ اگلے سال خدا نے ان کو اس قدر مال دیا کہ خود حج پر گئے۔

ے دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است

انکسار و بے نفسی

امام سبط جوزی (محدث ابن جوزی کے پوتے) کا بیان ہے کہ میں شعبان کی پندرھویں رات کو سلسلہ رفاعیہ کے بانی حضرت سید احمد الکبیر رفاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت کے آستانہ پر اس وقت ایک لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا۔ میں انسانوں کے اس بحر زخار کو دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ حضرت نے میری حیرت کو بھانپ لیا اور فرمایا۔

"میرا حشر ہامان جیسا ہو اگر ایک لمحہ کے لئے بھی میرے دل میں یہ خیال گذرا ہو کہ میں ان لوگوں کا پیشوا ہوں۔"

ایک دفعہ ایک شخص نے سید احمد الکبیر رفاعیؒ سے پوچھا کہ حق تعالیٰ تک پہنچنے کا کیا طریقہ ہے۔؟

فرمایا میں ان تمام راہوں پر چلا ہوں جو حق تعالےٰ تک پہنچاتی ہیں مگر سب سے آسان اور اعلیٰ راہ مجھے محتاجی و نیاز مندی و شکستگی میں نظر آئی۔

پوچھا گیا کہ یہ محتاجی و نیاز مندی اور شکستگی کیسے حاصل کی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

فرمایا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا احترام کرو۔ خدا کی مخلوق پر شفقت اور رحم کرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرو۔

ہوائے نفس کی مخالفت

حضرت ابو محمد مرتعش ؒ سے کسی شخص نے آکر کہا کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی کمال نہیں کمال یہ ہے کہ ہوائے نفس کی مخالفت کرے کیوں کہ نفس کی ہوا کی مخالفت کرنا ہوا میں اڑنے سے کہیں زیادہ افضل ہے۔

باکمال کون ہے؟

حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر مہنوی ؒ سے ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا آسان ہے۔ جل مرغی بھی پانی پر چلتی ہے اس نے کہا کہ فلاں آدمی ہوا میں اڑتا ہے۔ فرمایا یہ کوئی ایسی بات نہیں کوا اور مکھی بھی ہوا میں اڑتے ہیں۔ حاضرین مجلس میں سے ایک اور شخص نے کہا کہ فلاں شخص چشم زدن میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کیا کمال ہے آخر شیطان بھی ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر فرمایا ان چیزوں کی قدر نہیں ہے۔ باکمال وہ ہے جو لوگوں میں نشست و برخاست رکھے۔ ان کے ساتھ لین دین کرے۔ اہل و عیال کے حقوق پورے کرے اور

Marfat.com

پھر بھی ایک لحظہ خدا سے غافل نہ رہے۔

خدمتِ خلق

خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرارؒ جب سمرقند میں مولانا قطب الدینؒ کے مدرسہ میں زیر تعلیم تھے تو بیمار طلبہ کی تیمارداری آپ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ جب ان کے کپڑے اور بستر وغیرہ خراب و نجس ہو جاتے تو آپ انہیں اپنے ہاتھ سے دھو دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ علم حاصل کرنے والوں کی خدمت کرنے میں بڑا اجر ہے۔ آپ جب ہرات تشریف لے گئے تو وہاں ایک حمام گرم کرنے کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔ روزانہ پندرہ سولہ آدمیوں کی خدمت بجالاتے تھے اور خدمت انجام دینے کے بعد وہاں سے فوراً چلے جاتے تاکہ کوئی اجرت نہ دے دے۔ اور آپ ثواب سے محروم رہ جائیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی بارگاہ میں ہر شخص کسی نہ کسی دروازے سے لایا جاتا ہے اور میں خدمت کے دروازے سے لایا گیا ہوں۔

درویشوں سے بدگمانی نہیں کرنی چاہیئے

حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ جب ہرات میں تھے تو ان پر سخت افلاس کا عالم تھا۔ ان کے پاس صرف ایک قبا تھی جو جگہ جگہ سے پھٹ گئی تھی۔ اسی طرح ان کی دستار کی دھجیاں لٹکی رہتی تھیں۔ مگر حضرت

Marfat.com

اپنا وقت نہایت صبر و شکر سے گذارتے تھے۔ کبھی کبھی وہ حضرت قاسم تبریزیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے جو ہرات میں ہی مقیم تھے اور بڑے خدارسیدہ بزرگ تھے۔ وہ خواجہ احرارؒ پر بڑی شفقت فرماتے کہ اے عبیداللہ انشاءاللہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب تیرا افلاس دور ہوجائیگا۔ اور دنیا تیری مطیع و فرمانبردار ہوگی۔ کچھ عرصہ بعد خواجہ احرارؒ تاشقند تشریف لے گئے اور ایک زمیندار سے شرکت کر کے زراعت کا کام شروع کر دیا۔ اللہ تعالے نے اس کام میں اتنی برکت دی کہ ان کے مزارعین کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی اور ان کی زمین کی پیداوار کا عشر ہزاروں من غلہ تک پہنچ گیا۔ اسی زمانہ میں مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ (صاحب نفحات الانس) ان کی زیارت کے لئے تاشقند آئے۔ انہوں نے شہر کے قریب دیکھا کہ ہزاروں من غلہ باہر جارہا تھا لوگوں سے پوچھا کہ اس غلہ کا مالک کون ہے انہوں نے کہا خواجہ عبیداللہ احرار۔ یہ سن کر ان کے دل میں خواجہ صاحب سے بدظنی سی پیدا ہوگئی کہ میں تو ان کے فقر کا شہرہ سن کر آیا ہوں لیکن وہ تو دولت میں کھیل رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا مگر پھر خیال آیا کہ اتنی دور سے آیا ہوں ان سے مل لینے میں کیا حرج ہے۔ اسی خیال سے خواجہ صاحب کی خانقاہ میں پہنچے۔ آپ وہاں موجود نہیں تھے مولانا جامیؒ بہت تھکے ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب کے انتظار میں لیٹ گئے اور بہت جلد نیند کی آغوش میں پہنچ گئے۔ خواب میں دیکھا کہ حشر کے میدان میں ہیں اور ایک شخص ان سے اپنا قرض طلب کر رہا ہے۔

Marfat.com

لیکن ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ ان کو دوزخ کی طرف گھسیٹنے لگتا ہے۔ اسی اثنا میں خواجہ عبید اللہ احرارؒ تشریف لاتے ہیں اور ان کا قرض اپنی گرہ سے ادا کر کے رہائی دلاتے ہیں۔ اس کے بعد مولانا جامیؒ کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو خواجہ احرارؒ ان کے پاس بیٹھے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرا مال اسی لئے ہے کہ تجھ جیسوں کو قرض سے نجات دلاؤں۔
مولانا جامی ششدر رہ گئے اور اسی وقت آپ کی بیعت کر لی۔

اہلِ حق دنیا سے یوں جاتے ہیں

فقر اختیار کرنے سے پہلے ایک دن خواجہ فریدالدین عطارؒ اپنی عطاری کی آراستہ و پیراستہ دکان میں بڑی شان سے رونق افروز تھے۔ کسی طرف سے ایک درویش ادھر آنکلا۔ اس نے خواجہ صاحب سے سوال کیا بابا راہِ خدا میں فقیر کو کچھ دے دے۔" خواجہ صاحب اپنے کام میں مصروف تھے انہوں نے درویش کی طرف کوئی توجہ نہ کی جب اس نے بار بار اپنا سوال دہرایا تو خواجہ صاحب جھڑک کر بولے۔

میاں اپنا راستہ لو۔ دیوانوں کی طرح کیوں گھور رہے ہو۔"

درویش۔ بابا میں تو اپنا راستہ لوں گا لیکن تم اپنا راستہ کس طرح لوگے"۔

خواجہ صاحب۔ "میرے اور تمہارے راستہ لینے میں کیا فرق ہو سکتا ہے"؟

درویش۔ اچھا تو کیا تو میری طرح مر سکتا ہے؟

خواجہ صاحب۔ ہاں بے شک۔

Marfat.com

درویش۔ اچھا تو پھر دیکھ میں کیسے مرتا ہوں۔"
یہ کہہ کر درویش اپنا کمبل سر کے نیچے رکھ کر بیٹھ گیا اور پھر ایک بار زور سے اللہ کہہ کر واصل بحق ہوگیا۔
یہ واقعہ دیکھ کر خواجہ عطارؒ کی حالت متغیر ہوگئی۔ ساری دکان کھڑے کھڑے لٹا دی اور راہ فقر اختیار کر لی۔

خواجہ فریدالدین عطارؒ کا واقعۂ شہادت

۶۲۵ھ میں سیل تاتار نے تمام عالمِ اسلام کو تہ و بالا کر ڈالا۔ وحشی تاتاری ۶۲۷ھ میں بلادِ اسلام کو تاخت تاراج کرتے ہوئے نیشاپور بھی آپہنچے۔ خواجہ فریدالدین عطار وہیں مقیم تھے۔ ایک تاتاری سپاہی نے ہنگامۂ دار و گیر میں ان کو بھی پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لے چلا۔ برابر سے ایک دوسرے سپاہی نے کہا "اس بڈھے کو ہزار روپے میں میرے ہاتھ فروخت کر دو۔" خواجہ صاحب نے پہلے سپاہی سے کہا اتنی قیمت پر مجھے مت بیچنا۔ میری قیمت ہزار روپے سے کہیں زیادہ ہے"!
سپاہی انہیں کھینچتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ راستے میں ایک سپاہی نے اس سے کہا۔ اس بڈھے کو گھاس کے ایک گٹھے کے عوض مجھے دے دو"
اب خواجہ صاحب نے پہلے سپاہی سے کہا بھئی اب مجھے ضرور بیچ ڈالو۔ میری قیمت تو اس گھاس کے گٹھے سے بھی کم ہے۔" سپاہی یہ سن کر جھلا اٹھا اور اس نے تلوار کے ایک وار سے خواجہ صاحبؒ

Marfat.com

کو شہید کر ڈالا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تاتاری نیشاپور کی اینٹ سے اینٹ بجاتے جب خواجہ عطارؒ کی خانقاہ میں گھسے تو آپ ستر درویشوں کے ہمراہ یاد الٰہی میں مشغول تھے۔ تاتاریوں نے بے گناہ درویشوں کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ خواجہ صاحبؒ کا دل ان کی مظلومی پر تڑپ اٹھا اور وہ پکار اٹھے یہ کیسی تیغ قہاری ہے۔ یہ کیسی تیغ جباری ہے۔ جب تاتاری خواجہ صاحب کی طرف بڑھے تو آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ سبحان اللہ یہ کتنا بڑا کرم۔ عزت افزائی اور احسان ہے۔" یہ کہہ کر تلوار کے نیچے سر رکھ دیا۔ اور جام شہادت نوش فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو چودہ برس کی تھی۔

مسلمان کبھی بزدل نہیں ہوتا

ایک دفعہ مرو کے شہر سے ایک نوجوان حضرت سید ابو الحسن علی ہجویریؒ المعروف بہ داتا گنج بخشؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے شیخ میں دشمنوں کے ہاتھوں سخت پریشان ہوں۔ زندگی میرے لئے وبال بن گئی ہے۔ خدا کے لیے میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے دشمنوں کے شر سے نجات دے ورنہ ایسی زندگی سے میرا مر جانا بہتر ہے" حضرت نے اس کی سرگذشت بڑے غور سے سنی اور پھر فرمایا۔ اے عزیز یہ تو نے کیا کہا دشمنوں سے اتنا ڈرتے ہو اور ان سے پناہ مانگتے ہو۔ دشمن تو اللہ تعالےٰ کی ایک رنگ میں رحمت ہوتے ہیں۔ وہ تمہیں تمہاری کمزوریوں

Marfat.com

اور خامیوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے تم کئی عیبوں اور گناہوں سے بچتے ہو۔ وہ تمہیں سیدھی راہ سے بھٹکنے نہیں دیتے۔ اس طرح وہ تمہارے حق میں بڑی رحمتوں کا موجب ہوتے ہیں۔ میاں اپنا دل مضبوط کرو۔ اور ہر قسم کے خوف وخطر سے بے نیاز ہو کر جاؤ۔ جب تک حق تعالیٰ مہربان ہے دشمن کی کیا مجال ہے کہ تمہیں کوئی گزند پہنچا سکے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو اور اسی پر توکل رکھو۔ یاد رکھو مسلمان کبھی بزدل نہیں ہوتا۔

نماز اللہ کے لئے ہے نہ کہ بادشاہ کے لئے

ابو عبداللہ شیخ ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ شیراز کی سیاحت سے فارغ ہو کر میں خوارزم گیا۔ وہاں حضرت شیخ بدرالدین اعظم رح سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ شیخ کے فضل وکمال کی بڑی شہرت تھی وہ شاہی جامع مسجد کے امام اور خطیب تھے۔ جمعہ کے دن میں بھی ان کے ساتھ گیا۔ جب خطبہ اور نماز کا وقت ہو تو شیخ منبر پر گئے اس موقع پہ سلطان کے ایک معتمد نے حاضر ہو کر کہا کہ اے شیخ آج خطبہ اور نماز میں تاخیر کیجئے یہ سلطان کا حکم ہے۔ یہ الفاظ سن کر فرط غضب سے شیخ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ نماز اللہ کے لئے ہے یا سلطان کے لئے؟ یہ کہہ کر حسب معمول خطبہ پڑھا اور نماز پڑھانے لگے۔ ایک رکعت کے بعد سلطان آیا اس وقت تمام مسجد نمازیوں سے پُر تھی۔ سلطان سمٹ کر

Marfat.com

ایک صف کے گوشے میں کھڑا ہو گیا۔ اور بڑی تکلیف سے نماز ادا کی۔ جب نماز ہو چکی تو سلطان نے جاکر شیخ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ان کی حق پرستی کا شکریہ ادا کیا اور اپنی غلطی کے لئے معذرت کی۔ شیخ نے فرمایا اسلام کا مقصد ہر چھوٹے بڑے کو ایک سطح پر لانا ہے۔ اس جگہ "ادنیٰ" و "اعلیٰ" کا کوئی سوال نہیں۔ سلطان نے جزاک اللہ کہا اور شیخ کا ہاتھ چوم لیا۔

غلاموں اور کنیزوں پر شفقت

ایک دفعہ حضرت مولانا رومؒ کی اہلیہ کرا خاتون نے اپنی لونڈی کو سزا دی۔ مولانا کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوئے اور اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ اگر وہ آقا ہوتی اور تم اس کی لونڈی تو تمہاری کیا حالت ہوتی پھر فرمایا کہ فی الحقیقت تمام انسان ہمارے بھائی بہنیں ہیں کوئی شخص خدا کے سوا کسی کا غلام نہیں کرا خاتون نے اسی وقت لونڈی کو آزاد کر دیا اور جب تک زندہ رہیں غلاموں اور کنیزوں کو اپنے جیسا کھلاتی اور پہناتی ہیں۔

بچوں کی دلداری

مولانا رومؒ ایک دفعہ بازار میں جا رہے تھے۔ راستے میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے۔ انہوں نے مولانا کو دیکھا تو دست بوسی کے لئے آپ کی طرف لپکے۔ مولانا کھڑے ہو گئے۔ لڑکے ہر طرف سے آتے اور

Marfat.com

ہاتھ چومتے جاتے۔ مولانا بھی لڑکوں کی دلداری کے لئے ان کے ہاتھ چومتے ایک لڑکا کسی کام میں مشغول تھا۔ اس نے کہا مولانا ذرا ٹھہر جائیے۔ میں اس کام سے فارغ ہو لوں۔ مولانا نے اس کی بات کا بالکل بُرا نہ مانا۔ اور وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ وہ لڑکا فارغ ہو کر آیا اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

نماز استغراق

ایک دفعہ جاڑوں کے دن تھے۔ مولانا رومؒ نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور ڈاڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی۔ جاڑے کی شدت کی وجہ سے آنسو جمع ہو کر یخ ہو گئے لیکن حضرت اسی طرح نماز میں مشغول رہے۔

ہزار کے جواب میں ایک بھی نہیں

ایک دفعہ دو شخص سرِ راہ لڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اے ملعون تو ایک کہے گا تو مجھ سے دس سنے گا۔ اتفاق سے مولانا رومؒ ادھر سے گذرے۔ آپ نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بھائی جو کچھ کہنا چاہتے ہو مجھ کو کہہ لو۔ مجھ کو اگر ہزار کہو گے تو ایک بھی نہ سنو گے۔" دونوں سخت شرمندہ ہوئے اور آپس میں صلح کر لی۔

Marfat.com

مردانِ خدا بیماروں سے کراہت نہیں کرتے

مولانا رومؒ ایک مرتبہ قونیہ سے باہر گرم پانی کے ایک چشمہ پر غسل کرنے گئے۔ وہاں جذام اکوڑھ ہ کے چند مریض نہا رہے تھے۔ خدام نے ان کو ہٹانا چاہا۔ مولانا نے خدام کو ڈانٹا اور چشمے میں اسی جگہ سے پانی لے کر بدن پر ڈالنا شروع کیا جہاں کوڑھی نہا رہے تھے۔

کتّے کا حق

ایک مرتبہ مولانا رومؒ کے ایک ارادت مند کے گھر میں سماع کی مجلس تھی۔ مولانا بھی اس میں شریک ہوئے وہاں مٹھائی کے دو طبق پڑے تھے لوگ سماع میں مشغول تھے کہ ایک کتا کہیں سے گھس آیا اور مٹھائی کے طبق میں منہ ڈال دیا۔ لوگوں نے اس کو مارنا چاہا۔ مولانا نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ تم لوگوں سے زیادہ بھوکا تھا۔ اس نے کھایا تو اسی کا حق تھا۔

تواضع

ایک دفعہ مولانا رومؒ حمام میں گئے لیکن بغیر نہائے فوراً باہر آ گئے لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا تو ایک شخص پہلے سے نہا رہا تھا۔ حمامی نے میری خاطر سے اس کو ہٹانا چاہا لیکن مجھے یہ پسند نہ تھا کہ مجھے کسی دوسرے پر ترجیح دی جائے۔ اس لئے میں باہر چلا آیا۔

Marfat.com

کس کو کس سے بھاگنا چاہئے

ایک دفعہ شیخ ابو سعید ابو الخیرؒ صوفیوں کے ایک گروہ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ سنڈاس کو صاف کیا جا رہا تھا ہر طرف غلاظت بکھری ہوئی تھی اور سخت بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ سب صوفی وہاں رک گئے اور اپنے ناکوں پہ کپڑا رکھ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ لیکن شیخ ابو سعیدؒ وہاں کھڑے رہے اور فرمانے لگے۔ اے لوگوں جانتے ہو یہ نجاست اس وقت زبانِ حال سے کیا کہہ رہی ہے۔ لوگوں نے کہا آپ ہی فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ کہتی ہے کہ کل میں بازار میں مٹھائی اور خوش رنگ پھلوں کی شکل میں دکانوں کی زینت بنی ہوئی تھی اور لوگ پیسے خرچ کر کے مجھ کو دھڑا دھڑ خرید رہے تھے اور اب میں صرف ایک رات تمہارے پیٹ میں رہ کر اس حالت کو پہنچ گئی۔ حق تو یہ ہے کہ مجھے تم لوگوں سے بھاگنا چاہیے۔ لیکن اس کے برعکس تم مجھ سے بھاگ رہے ہو۔

مومن کی فراست

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ ایک دن اپنے مریدوں کے حلقے میں بیٹھے تھے کہ ایک جوان زاہدانہ لباس پہنے اور مصلے کندھے پہ ڈالے

Marfat.com

ہوئے آیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گیا حضرت خواجہ خاموشی سے اس
اس کی طرف دیکھتے رہے۔ اتنے میں وہ جوان آیا اور حضرت سے
مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ
بِنُوْرِ اللّٰہِ

(مومن کی فراست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا
ہے) اس کا مطلب کیا ہے ؟

حضرت نے فرمایا۔ اس کا مطلب ہے کہ تو اپنا زنّار توڑ ڈال۔ اور
خدائے واحد پر ایمان لا۔" جوان نے کہا۔ خدا نہ کرے میرے کیوں زنّار ہوتا
آپ نے خادم کو اشارہ کیا۔ خادم نے اس کے کپڑے اتار کر دیکھا
تو نیچے زنّار موجود تھا۔ جوان نے اعتراف کیا کہ فی الواقع وہ غیر مسلم ہے
اور آپ کی آزمائش کے لئے آیا تھا اس کے بعد وہ آپ کے قدموں پر
گر پڑا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

علم بیکار چیز نہیں !

حضرت شیخ ابو العباسؒ ایک مرتبہ ایک دکان پر اخروٹ خریدنے
گئے دکاندار نے اپنے ملازم سے کہا کہ اچھے اچھے اخروٹ چن کر دینا۔ شیخ
نے پوچھا جب کوئی شخص اخروٹ خریدنے آتا ہے تو تم اپنے ملازم کو ہمیشہ

Marfat.com

یہی حکم دیتے ہو۔ اس نے جواب دیا "نہیں" یہ تو میں نے آپکے علم کی وجہ سے کہا ہے۔ آپ نے یہ سن کر جواب دیا۔ بھائی میں چند اخروٹوں کے عوض اپنا علم فروخت نہیں کرسکتا۔ یہ کہہ کر آپ اخروٹ لئے بغیر چلے گئے۔

حصولِ مقصد کا صحیح طریقہ

حضرت ابو علی دقاق کے پاس ایک مرتبہ ایک شخص بڑی دور سے چل کر آیا اور عرض کی کہ فلاں جگہ سے آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا "جس مقصد کے لئے تم آئے ہو وہ محض طویل سفر طے کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتا اسے حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس پر قابو پانے کی کوشش کرو پھر کامیابی ہی کامیابی ہے۔"

دیانت کا ثمرہ

حضرت علامہ شیخ محمد بن الباقی البزاز بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں مجاور تھا۔ ایک دن ایسا آیا کہ کھانے کے لیے کچھ نہ ملا اور میں بھوک سے نڈھال ہوگیا۔ اسی حالت میں باہر نکلا تو راستے میں ایک تھیلی پڑی دیکھی۔ اٹھاکر دیکھا تو ریشمی تھیلی تھی۔ اور ریشم کی ڈور سے بندھی ہوئی تھی۔ قیام گاہ پر لاکر کھولی تو دیکھا اس میں نہایت قیمتی موتیوں کا ایک ہار ہے۔ میں بازار میں نکلا دیکھا کہ ایک شخص رومال ہاتھ میں لیے پکار رہا ہے کہ میری تھیلی جس میں موتیوں کا ہار تھا گم ہوگئی ہے۔ جو صاحب

Marfat.com

اس کا پتہ دیں گے ان کو شکریہ کے طور پر پانچ سو دینار انعام دوں گا جو اس رومال میں بندھے ہیں۔ میں اس شخص کو اپنے گھر لے آیا اور تھیلی نکال کر اس کے حوالے کی۔ وہ شخص بڑا ممنون ہوا اور حسب وعدہ پانچ سو دینار پیش کئے۔ لیکن میں نے لینے سے معذرت کی اور کہا کہ میں نے یہ کام رضائے الٰہی کی خاطر کیا ہے۔ اجرت لے کر میں اپنا اجر ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ تاہم اس شخص نے ان کے قبول کرنے پر بہت زور دیا۔ لیکن میں برابر انکار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ تنگ آکر چلا گیا۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد میں نے مکہ معظمہ سے رخت سفر باندھا اور ایک سمندری جہاز پر سوار ہوگیا۔ بدقسمتی سے راستہ میں خوفناک طوفان آگیا اور جہاز ایک چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا۔ میرے سوا سب مسافر ڈوب گئے۔ میرے بچنے کی یہ صورت ہوئی کہ ایک تختہ میرے ہاتھ آگیا اور میں اس پر بیٹھ گیا۔ بہتا بہتا ایک جزیرے کے ساحل تک پہنچ گیا۔ حسن اتفاق سے اس جزیرے کے باشندے مسلمان تھے۔ میں وہاں کی مسجد میں ٹھہر گیا۔ لوگوں نے مجھ سے حال دریافت کیا میں نے ان کو اپنی تمام سرگذشت سنائی۔ لوگ یہ سن کر بہت متاثر ہوئے اور میرے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا۔ بہت سے لوگ مجھ سے قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کرنے لگے اور اپنے بچوں کو بھی نوشت وخواند سیکھنے کے لئے میرے پاس بھیجنے لگے۔ تھوڑی ہی مدت میں یہ لوگ مجھ سے بے حد مانوس ہوگئے اور مجھے اپنا مرشد سمجھنے لگے۔

Marfat.com

وہ مجھے کافی مالی امداد بھی دیتے تھے۔ اور دوسری کوئی خدمت کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے آپس میں کچھ مشورہ کیا اور پھر میرے پاس آکر کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ شادی کر لیں۔ اور یہاں مستقل اقامت اختیار کر لیں۔ میں نے کہا جیسے آپ لوگوں کی خوشی چنانچہ انہوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں ایک مالدار یتیم لڑکی ہے۔ ہمارے خیال میں اس کے لئے آپ سے بہتر شوہر ملنا مشکل ہے۔ اگر آپ رضامند ہوں تو اس سے آپ کا نکاح کر دیں۔ میں نے رضامندی کا اظہار کیا اور میرا اس لڑکی سے نکاح ہو گیا۔ جب میں نے خلوت میں اپنی بیوی کو دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہی تھیلی والا ہار اس کے گلے میں پڑا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لڑکی اسی حاجی کی تھی جسے میں نے محض اللہ کے لئے ہار واپس کر دیا تھا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ جب اس لڑکی کا باپ حج سے یہاں واپس آیا تھا تو اپنے قیمتی ہار کے گم ہونے اور پھر اس کے مل جانے کا واقعہ اکثر بیان کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ جس شخص نے یہ ہار مجھے واپس دیا ایسا بے نفس آدمی میں نے دنیا میں نہیں دیکھا پھر وہ یہ دعا کیا کرتا تھا کہ کاش اس کی مجھ سے یہاں ملاقات ہوتی تو میں اپنی لڑکی کا عقد اس سے کر دیتا۔ شیخ محمد بن الباقی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس مرحوم حاجی کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اس لڑکی کا میرے ساتھ عقد ہو گیا۔ اس بیوی سے اللہ تعالےٰ نے مجھے اولاد بھی عطا فرمائی۔ وہ اپنے والد کی تمام جائیداد کی تنہا وارث

Marfat.com

تھی چند سال بعد وہ فضلتے الٰہی سے فوت ہوگئی اور اس ہار اور دوسری جائیداد کے وارث میرے بچے ہوئے۔ خدا کی قدرت یہ بچے بھی کچھ عرصہ کے بعد انتقال کر گئے اور اس ہار اور جائیداد کا مالک میں بنا۔ اس ہار کو میں نے ایک لاکھ دینار میں فروخت کیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس رقم میں اتنی برکت دی کہ میرے پاس مال و دولت کا کوئی حساب ہی نہ رہا۔

درہم کے بدلے دینار

امام ابوعمرو عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں عیدالفطر کی شب میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی شخص نے میرے دروازے پر دستک دی۔ میں باہر آیا تو دیکھا کہ میرا ہمسایہ کھڑا ہے میں نے کہا کہو بھائی کیسے آنا ہوا۔ اس نے کہا۔ حضرت کل عید ہے لیکن میرے گھر میں خاک اڑ رہی ہے اور خرچ کے لئے ایک پیسہ تک نہیں۔ اگر آپ کچھ عنایت فرمائیں تو عزت آبرو کے ساتھ ہم عید کا دن گزار لیں گے۔" میں نے عید کے مصارف کے لئے ۲۵ درہم جمع کر رکھے تھے۔ فوراً ہی اپنی بیوی سے کہا کہ ہمارا فلاں ہمسایہ نہایت غریب ہے۔ اس کے پاس عید کے دن خرچ کرنے کے لئے ایک پیسہ تک نہیں۔ اگر تمہاری رائے ہو تو جو ۲۵ درہم ہم نے عید کے مصارف کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ ہمسایہ کو دے دوں۔ ہمیں اللہ تعالےٰ اور دے گا۔ بیوی نے کہا۔ بہت اچھا چنانچہ میں نے وہ سب درہم اپنے ہمسایہ کے حوالے

Marfat.com

کر دیئے اور وہ دعائیں دیتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرا دروازہ پھر کسی نے کھٹکھٹایا۔ میں نے دروازہ کھولا تو ایک نوجوان مکان میں داخل ہو کر میرے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا۔ میں نے کہا۔ خدا کے بندے تجھے کیا ہوا ہے اور تو کون ہے؟ اس نوجوان نے جواب دیا کہ میں آپ کے والد کا غلام ہوں۔ عرصہ ہوا بھاگ گیا تھا۔ اب مجھے اپنی حرکت پر بہت ندامت لاحق ہوئی ہے۔ یہ پچیس دینار میری کمائی کے ہیں۔ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں قبول فرما کر مجھے ممنون فرمایئے آپ میرے آقا ہیں اور میں آپ کا غلام۔ میں نے وہ دینار لے لئے اور غلام کو آزاد کر دیا۔ پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ خدا کی شان دیکھو اس نے ہمیں درہم کے بدلے دینار عطا فرمائے۔

درویشوں کا شیوہ

ایک دفعہ ایک بد باطن شخص حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس کے تیور بھانپ لئے اور مومنانہ فراست سے اس کا ارادہ معلوم کر لیا۔ جب وہ آپ کے قریب آیا تو آپ اس کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے اور بڑی نرمی سے فرمایا بھائی تم جس ارادے سے آئے ہو اس کو پورا کرو میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ یہ سن کر اس شخص کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا

Marfat.com

پھر کہنے لگا کہ مجھ کو لالچ دے کر آپ کو قتل کرنے پر مامور کیا گیا۔ اسی مقصد کے لئے میں یہ چھری اپنی بغل میں چھپا کر لایا۔ اب میری خواہش ہے کہ اسی چھری سے آپ میرا کام تمام کر دیں تاکہ میں اپنی بدنیتی کی سزا کو پہنچوں۔ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا "ہم درویشوں کا شیوہ ہے کہ جو ہم سے بدی کرتا ہے ہم اس سے نیکی کرتے ہیں۔ تم نے میرے ساتھ کوئی بدی نہیں کی" یہ فرما کر اس کو گلے لگا لیا اور اس کے حق میں دعائے خیر کی۔ اس شخص پر آپ کے بلند اخلاق کا اس قدر اثر ہوا کہ اسی وقت آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور دن رات آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ حضرت خواجہ کی صحبت نے اسی کو پتھر سے ہیرا بنا دیا اور وہ ۴۵ بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوا اور بالآخر حجاز مقدس میں ہی سفر آخرت اختیار کیا۔

فقرِ غیور

ایک مرتبہ سلطان شمس الدین التمش (التمش) کا وزیر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کئی گاؤں کی جاگیر بطور نذر پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان نے کسی سے جاگیر قبول کی ہوتی تو ہم بھی کر لیتے اگر ہم یہ جاگیر قبول کر لیں تو قیامت کے دن اپنے خواجگان کو کیا منہ دکھائیں گے۔

ایک اور موقع پر شاہی صاحب اختیار الدین ایبک کچھ گاؤں

Marfat.com

کا فرمان لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا درویشوں کو ایسی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ آئندہ ہم کو دنیا کے جال میں پھنسنے کی ترغیب مت دینا

سب سے اچھا درویش

حضرت، خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ بے حد متواضع تھے اور اپنی تعظیم و تکریم کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کی خانقاہ میں کچھ مرید وضو کر رہے تھے۔ حضرت زکریاؒ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ایک مرید کے سوا باقی سب وضو چھوڑ کر آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور سلام عرض کیا جو مرید وضو کرنے میں مشغول رہا اس نے اطمینان سے وضو تمام کر کے آپ کے مراسم تعظیم ادا کئے حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریاؒ اس پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا تم سب درویشوں میں افضل اور زاہد ہو۔

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریاؒ سلطان شمس الدین التمش پر بڑی شفقت فرماتے تھے کیونکہ وہ ایک نیک سیرت عدل پسند اور فقیر دوست بادشاہ تھا اس کے عہد میں ملتان کا حاکم ناصرالدین قباچہ تھا۔ ملتان کے صوبہ میں اوچ اور سندھ کے وسیع علاقے میں شامل

Marfat.com

تھے۔ ناصرالدین قباچہ نشۂ اقتدار سے بدمست ہوگیا اور اس نے خودمختار بادشاہ بننے کے شوق میں سلطان التمش کے خلاف معاندانہ سازشیں شروع کردیں۔ خواجہ بہاؤالدین زکریاؒ اور قاضی شرف الدین اصفہانی قاضی ملتان کو اس کے منصوبوں کا علم ہوا تو انہوں نے دو خط جداگانہ لکھ کر سلطان التمش کو قباچہ کے عزائم کی اطلاع دی۔ اتفاق سے دونوں مکتوب قباچہ کے آدمیوں کے ہاتھ آگئے۔ قباچہ ان کو پڑھ کر غصہ سے دیوانہ ہوگیا اور ان دونوں بزرگوں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ جب وہ دونوں دربار میں تشریف لائے تو قباچہ نے قاضی شرف الدین کو اپنے روبرو بٹھایا اور ان کا خط ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ قاضی صاحب خط دیکھ کر خاموش ہوگئے۔ قباچہ نے جلاد کو حکم دیا کہ ان کی گردن اڑا دو۔ اس نے اسی وقت قاضی صاحب کو شہید کر ڈالا۔ اب قباچہ شیخ بہاؤالدین زکریاؒ کی طرف متوجہ ہوا اور ان کا خط ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ بے شک یہ میرا خط ہے اور میں نے اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لکھا ہے۔ تم جو کچھ کر رہے ہو اس کا نتیجہ مسلمانوں کی خونریزی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے میں نے سلطان کو یہ خط لکھ کر کوئی برا کام نہیں کیا۔ حضرت خواجہؒ کی باتوں میں ایسی تاثیر اور ایسا جلال تھا کہ قباچہ تھرا اٹھا اور سرزنش کے بجائے آپ سے معذرت کرنے لگا اور پھر بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

Marfat.com

اہل حق کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت نہیں

حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریاؒ نے ایک دن اپنے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ فلاں صندوقچہ میں پانچ ہزار دینار سرخ رکھے ہیں اس کو اٹھا لاؤ۔ خادم گیا اور کافی دیر کے بعد واپس آکر عرض کی کہ میں نے ہر جگہ تلاش کیا لیکن صندوقچہ کہیں نہیں ملا۔ معلوم ہوتا ہے کوئی اس کو اڑا لے گیا ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا الحمد للہ۔ تھوڑی دیر بعد خادم پھر آیا اور مسرت بھرے لہجہ میں کہا یا حضرت صندوقچہ مل گیا ہے۔ آپ نے پھر فرمایا الحمد للہ اور خاموش ہو گئے۔ اہل مجلس نے پوچھا کہ آپ نے صندوقچہ کے گم ہونے پر بھی اللہ کا شکر ادا کیا اور مل جانے پر بھی اس میں کیا بھید تھا۔ فرمایا۔ درویشوں کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ان کو نہ کسی چیز کے جانے کا کوئی غم ہوتا ہے اور نہ کسی چیز کے آنے کا۔ پھر آپ نے اس صندوقچہ میں سے سب دینار نکال کر حاجت مندوں میں تقسیم کر دیئے۔

دریا دلی

ایک دفعہ ملتان میں سخت قحط پڑا۔ حاکم ملتان کو غلہ کی ضرورت ہوئی۔ خواجہ بہاؤالدین زکریاؒ نے غلہ کی ایک بہت بڑی مقدار قحط زدہ لوگوں کی امداد کے لئے بھیجی جب اس غلہ کی بوریوں کو الٹا گیا تو

Marfat.com

ان میں سے چاندی کے سکوں سے بھرے ہوئے چار برتن بھی نکلے۔ حاکم ملتان نے حضرت ؒ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے کہلا بھیجا کہ ہم نے یہ سکے خود ہی غلہ میں رکھوائے تھے۔ غلہ کے ساتھ ہم نے یہ بھی اللہ کی راہ میں دیے ہیں۔ تم ان کو قحط زدہ لوگوں میں تقسیم کر دو۔

انکسار و فروتنی

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ انتہائی منکسر المزاج تھے لوگوں کے ساتھ گفتگو میں اپنے لیے فقیر، درویش اور عاجز کے الفاظ استعمال فرماتے تھے۔ اپنی مجالس میں عام لوگوں کے ساتھ چٹائی پر بیٹھتے تھے۔ کوئی کرسی یا مسند آپ کے نیچے نہ ہوتی تھی۔ اگر ایک ادنیٰ آدمی بھی آپ کی مجلس میں آجاتا تو اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے اور اس کی خدمت و تواضع میں مشغول ہو جاتے اس شخص کو اس بات کا احساس تک نہ ہونے دیتے کہ وہ کتنی جلیل ہستی کے سامنے حاضر ہے۔ ایک بار پاؤں میں کچھ تکلیف تھی زمین پر نہیں بیٹھ سکتے تھے مجبوراً مجلس میں ایک چارپائی پر تشریف فرما ہوئے لیکن طبیعت میں انقباض محسوس فرماتے تھے اور بار بار حاضرین مجلس سے معذرت فرماتے تھے کہ مجبوری کی وجہ سے تم لوگوں سے بلند جگہ پر بیٹھا ہوا ہوں۔ حاضرین نے چشم پُرآب ہو کر عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت بخشے ہماری زندگی آپ ہی کے دم سے وابستہ ہے۔ ایک دفعہ شاہی فوج پاک پٹن کے قریب سے گذری

Marfat.com

تمام لشکر بابا صاحبؒ کی زیارت کے لیے شہر میں داخل ہوگیا۔ اور حضرت کے گرد بے پناہ ہجوم ہو گیا۔ آپ اپنی خانقاہ کی چھت پر کھڑے ہو گئے اور اپنا پیراہن دیوار کے ساتھ لٹکا دیا۔ لوگ آتے تھے اور اسے چھو کر آگے نکل جاتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں پیراہن پارہ پارہ ہوگیا اور آپ مسجد میں تشریف لے آئے۔ فوجیوں کا ہجوم تھا کہ کم ہونے میں ہی نہیں آتا تھا۔ آخر خلفاء مریدانِ خاص نے آپ کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور لوگوں سے کہا کہ دور سے زیارت کر کے آگے نکلتے جاؤ۔ مشتاقانِ زیارت میں سے ایک بوڑھا حلقہ توڑ کر آپ کے پاس پہنچ گیا اور عرض کی کہ اے شیخ حق تعالےٰ نے آپ کو یہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں۔ آپ یہ حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں۔ مخلوق کو کیوں روک رکھا ہے۔ یہ اللہ کے بندے ہیں آپ کو تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہئیے کہ اس نے آپ کو مرجعِ خلائق بنا دیا ہے۔

حضرتؒ بوڑھے کی زبان سے یہ کلمات سن کر زار و قطار رونے لگے اور اسے گلے لگا کر فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو اور پھر مریدوں کو حلقہ توڑنے کا حکم دیا۔

حاجتمند کی سفارش

ایک دفعہ ایک شخص حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ بادشاہ کے پاس میری سفارش کر دیجیے۔

Marfat.com

اس وقت سلطان غیاث الدین بلبن سریر آرائے حکومت تھا جو آپ کا ارادت مند اور خسر تھا۔ آپ نے قلم اٹھایا اور اسی وقت سلطان کے نام یہ سفارش لکھ دی۔

میں نے اس شخص کا مقصد حق تعالےٰ کے سامنے پیش کیا اور اس کے بعد آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اگر آپ نے اسے کچھ عطا کر دیا تو یہ فی الحقیقت اللہ تعالےٰ کی دین ہوگی اور آپ شکریہ کے مستحق ہوں گے اور اگر آپ اسے کچھ نہ دیں گے تو درحقیقت روک اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوگی اور آپ معذور ہوں گے۔

اولیاء اللہ اپنے آپ کو مخفی رکھتے ہیں

ایک مرتبہ سلطان غیاث الدین بلبن نے ایک قلعہ پر چڑھائی کی۔ دشمن نے قلعہ بند ہو کر نہایت بے جگری سے مقابلہ کیا اور قلعہ پر قابض ہونے کی تمام شاہی کوششیں ناکام بنا دیں۔ بادشاہ محاصرہ کی طوالت سے اکتا گیا۔ اسی دوران میں ایک رات سخت طوفان باد و باراں آیا۔ اس سے شاہی فوج کے بیشتر خیمے گر پڑے اور جگہ جگہ پانی بھر گیا۔ ہوا کے جھکڑ اور موسلا دھار بارش کی وجہ سے تمام خیموں میں آگ بجھ گئی۔ ادھر سردی کی وہ شدت ہوئی کہ رگوں میں خون منجمد ہونے لگا۔ اس حالت میں بادشاہ کا خادم خاص (بابا سقہ) بادشاہ کے لئے وضو کا پانی گرم کرنے کے لیے آگ کی تلاش میں نکلا اسے دور ایک

Marfat.com

جگہ روشنی نظر آئی وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک خیمہ کھڑا ہے اور اس میں چراغ جل رہا ہے اس کی روشنی میں ایک درویش صورت سپاہی قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا ہے۔ خادم پر ہیبت چھا گئی اور اسے آگ مانگنے کا ہوش ہی نہ رہا۔ درویش نے خود ہی سر اٹھا کر پوچھا۔ "کیوں بھائی آگ کی ضرورت ہے۔ خادم نے اثبات میں جواب دیا تو درویش نے کہا۔ جتنی آگ چاہتے ہو بے دھڑک لے جاؤ" خادم نے خیمے کے اندر داخل ہو کر ایک لکڑی سلگائی اور شاہی آبدار خانہ میں آ کر حمام گرم کیا۔ لیکن اس واقعہ سے اس کے دل میں بڑی بے قراری پیدا ہو گئی۔ صبح کاذب کے وقت مشک لے کر پھر اس درویش کے خیمے پر گیا دیکھا تو وہ درویش خیمہ میں موجود نہ تھے۔ ادھر اُدھر دیکھا تو کچھ دور ایک تالاب نظر آیا۔ وہاں وہ درویش وضو کر رہے تھے۔ خادم ایک گوشہ میں کھڑا ہو گیا۔ درویش نے فارغ ہو کر نماز فجر ادا کی اور اپنے خیمے میں آ گئے۔ خادم اب تالاب پر پہنچا تو دیکھا تو جس جگہ درویش نے وضو کیا تھا وہاں کا پانی گرم تھا حالانکہ سردی کی شدت سے ارد گرد کا پانی جم گیا تھا۔ خادم نے اسی جگہ سے اپنی مشک میں پانی بھرا۔ اس کو لے کر آبدار خانے میں گیا اور اپنی عقل سے معلوم کر لیا کہ یہ سب اسی درویش کی عظمت و برکت کے سبب سے ہوا ہے۔ لیکن اس راز کو دل میں ہی رکھا۔

دوسرے دن نماز فجر سے کچھ پہلے تالاب پر پہنچا۔ اور پانی

Marfat.com

کو دیکھا کہ جما ہُوا ہے۔ وہ ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں وہ درویش تالاب پر آئے اور اس کے کنارے پر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ان کے سامنے پانی نے اسی وقت جوش مارا۔ انہوں نے وضو کیا اور تشریف لے گئے۔ خادم نے وہاں سے گرم پانی کی مشک بھری اور سیدھا سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان اس وقت دربارِ عام میں بیٹھا ہوا تھا۔ خادم دستِ بستہ عرض کی حضور اگر میرے ایک راز کو خلوت میں سنیں تو گوش گزار کروں۔ سلطان نے خلوت میں جاکر اس کو اپنی بات کہنے کا موقع دیا۔ خادم نے تمام واقعات من وعن سلطان کے گوش گزار کر دیئے۔ سلطان بہت حیران ہوا اور خادم سے کہا کہ کل ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔ تم میری خوابگاہ کے باہر ٹھہرو اور وقت معینہ پر مجھے جگا کر ساتھ لے چلنا۔ جب رات ہوئی تو سلطان خواب گاہ میں چلا گیا اور دروازہ کی کنجی خادم کے حوالے کر دی۔ جب دو چار گھڑی رات باقی رہ گئی تو خادم نے دروازہ کھول کر سلطان کو جگا دیا۔ سلطان مسلح ہو کر باہر نکلا اور خادم کے ہمراہ تالاب کے قریب ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ وہ درویش حسبِ معمول تشریف لائے۔ پانی نے جوش مارا۔ انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر واپس تشریف لے گئے۔ سلطان نے پانی کو ہاتھ لگایا تو گرم تھا۔ وہ بہت حیران ہوا اور سمجھ گیا یہ درویش سپاہی کے بھیس میں کوئی مردِ خدا ہیں اسی وقت خادم کو ساتھ لے کر درویش کے خیمے پر پہنچا۔ وہ کلام پاک

Marfat.com

کی تلاوت کر رہے تھے۔ سلطان دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ یہ ایک عجیب و غریب منظر تھا۔ ہندوستان کا فرمانروا جس کی ہیبت و جبروت کا اکناف عالم میں ڈنکا بج رہا تھا۔ ایک بوریا نشین فقیر کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا تھا اور زبان سے بات نہ نکلتی تھی۔ درویش تلاوت سے فارغ ہوئے تو ان کی نظر سلطان پر پڑی۔ تعظیم کے لئے اٹھے اور سلام کیا۔ سلطان نے مؤدبانہ عرض کی کہ یہ میری خوش بختی اور سعادت ہے کہ آپ جیسے بزرگ میرے لشکر میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود افسوس ہے کہ یہ قلعہ ابھی تک فتح نہیں ہو سکا۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالےٰ لشکر اسلام کو فتح عطا فرمائے۔

درویش نے ہر چند اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کی لیکن سب بے سود۔ کیونکہ سلطان جو اپنی آنکھوں سے ان کی کرامت دیکھ چکا تھا کسی طرح نہ مانا۔ آخر انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر فرمایا اسی وقت حملہ کر دو۔ اللہ تعالےٰ فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔"

سلطان خوش خوش رخصت ہوا اور لشکر میں پہنچ کر اسی وقت قلعہ پر دھاوا بول دیا۔ محصورین نے بہت جلد ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ سلطان اس عظیم فتح پر سجدۂ شکر بجا لایا اور دوسرے دن برہنہ پا درویش کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا۔ انہیں بادشاہ کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے اپنا تمام مال و اسباب فقرا میں

Marfat.com

تقسیم کر دیا اور خود ایک کمبل اوڑھ کر لشکر سے چل کھڑے ہوئے۔ بادشاہ ان کے خیمے پر گیا تو اس کو خالی پایا۔ یہ درویش خواجہ شمس الدین ترک تھے۔ وہ شاہی لشکر سے نکل کر سیدھے اپنے مرشد مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ کی خدمت میں پہنچے وہاں سے چند دن بعد ان کو پانی پت جانے کا حکم ہوا اور انہوں نے باقی زندگی اسی شہر میں اصلاح و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے ہوئے گزار دی۔

ایک مردِ خدا کا خون ناحق

سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں سیدی مولہ نام ایک درویش دہلی میں وارد ہوئے اور اپنی جود و سخا اور فیضِ عام کی بدولت دیکھتے ہی دیکھتے مرجع خلائق بن گئے۔ اپنی قیام گاہ کے دروازہ کے سامنے میدان میں انہوں نے ایک وسیع خانقاہ تعمیر کرائی جو شاہی مہمان خانے پر بھی سبقت لے گئی۔ ہزارہا مسافر اور حاجت مند روزانہ اس خانقاہ میں آتے اور سیدی مولہؒ کے لنگر سے سیر ہو کر کھاتے۔ مسافروں کو آرام و آسائش کا ہر طرح کا سامان مہیا کیا جاتا اور ان کو دونوں وقت ایسا کھانا دیا جاتا جو بڑے بڑے امراء کو میسر نہ تھا۔ مولانا ضیاالدین برنی تاریخ فیروز شاہی میں لکھتے ہیں کہ سیدی مولہؒ کی خانقاہ میں ہزاروں من میدہ خرچ ہوتا تھا۔ پانچ سو جانور ذبح کئے جاتے تھے۔ دو تین سو من شکر دو سو من مصری اور کئی من گھی صرف

Marfat.com

ہوتا تھا۔ وہ پر تکلف کھانا کھلانے کے علاوہ سینکڑوں ہزاروں چاندی یا سونے کے ٹنکے بخش دیتے تھے۔ اور خانقاہ کے سامنے آدمیوں کا اژدہام رہتا تھا۔ سیدی مولہ جب کوئی چیز خریدتے یا کسی حاجت مند کو کچھ دینا چاہتے تو کہہ دیتے کہ جاؤ فلاں طاق سے یا اینٹ پتھر کے نیچے سے اتنی رقم لے لو۔ کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ کے ارشاد کے مطابق رقم نہ ملی ہو۔ آپ کے عطا کردہ سکے بالکل نئے ہوتے تھے اور جیسے ابھی ٹکسال سے ڈھل کر آئے ہوں۔ لوگ آپ کا خرچ اور داد و دہش دیکھ کر حیران تھے اور ان میں مشہور ہوگیا تھا کہ سید مولہ علم کیمیا کے ماہر ہیں۔ کیونکہ بظاہر ان کی آمدنی کی کوئی صورت نہ تھی۔ نہ ان کے پاس کوئی جاگیر تھی اور نہ وہ کسی سے فتوح قبول کرتے تھے۔ ان کا لباس صرف ایک چادر اور جامہ پر مشتمل ہوتا تھا۔ کوئی خادم یا خادمہ ان کے پاس نہ تھی اور نہ وہ کسی نفسانی خواہش میں مبتلا تھے۔ مجاہدہ و ریاضت بے انتہا کرتے تھے خوراک صرف چاول کی روٹی اور معمولی سالن ہوتا تھا۔ وہ صوم و صلوٰۃ کے پورے پابند تھے لیکن، عجیب بات تھی کہ لوگوں کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھتے تھے اور سب عبادات تنہا ہی بجا لاتے تھے [۱]۔

خاندان غلاماں کے بعد جب خلجیوں کا دور اقتدار شروع ہوا تو

---

[۱] ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ کوئی شرعی عذر ہو۔

Marfat.com

سیدی مولہؒ کی خانقاہ کا خرچ پہلے سے بھی بڑھ گیا۔ اکثر امراء و حکام ان کے عقیدت مند ہو گئے۔ حتیٰ کہ سلطان جلال الدین کا بڑا لڑکا خانخاناں بھی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا وہ اپنے آپ کو سیدی مولہؒ کا فرزند کہلانے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ غرض سیدی مولہؒ کی خانقاہ میں ہر وقت امرائے ذی اقتدار کا ہجوم رہنے لگا۔ ان کے علاوہ ایسے لوگوں کی آمد و رفت بھی خانقاہ میں بڑھ گئی۔ جو بلبن کے عہد میں بڑے جاہ و حشم کے مالک تھے لیکن انقلاب حکومت کی وجہ سے بے سروسامان اور تہی دست ہو گئے تھے۔ یہ لوگ سیدی مولہؒ کی داد و دہش سے فیض اٹھاتے اور اکثر راتیں ان کی خانقاہ ہی میں پڑے رہتے۔ سلطان جلال الدین خلجی کا قاضی القضاۃ قاضی جلال الدین کاشانی تھا۔ وہ ایک چرب زبان اور فتنہ انگیز شخص تھا۔ اس نے سلطان سے نمک حرامی کی اور عہد بلبنی کے امراء کے ساتھ مل کر سیدی مولہؒ کو ترغیب دینی شروع کی کہ بادشاہ ظالم ہے کیا ہی خوب ہو اگر آپ سلطنت کو اس کے پنجہ سے نکال کر خلق خدا کو عدل و انصاف سے شادکام کریں اور شریعت کی حکومت قائم کریں۔ سیدی مولہؒ کو بادشاہت کی آرزو کیا ہوتی لوگ تو بادشاہ سے بڑھ کر ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے انہوں نے بادشاہت کا دعویدار بننے سے انکار کر دیا۔ تاہم یہ لوگ ان کی خانقاہ میں بیٹھ کر بادشاہ کے خلاف پخت و پز کرتے رہے۔ ان میں سے چند نے سلطان کے قتل کی سازش کی لیکن اس کا راز

Marfat.com

قبل از وقت فاش ہو گیا۔ سلطان نے غضبناک ہو کر سیدی مولہؒ
قاضی جلال الدین کاشانی اور سیدی مولہؒ کے معتقدین خاص کو دربار
میں طلب کیا اور ان سے حقیقت حال دریافت کی۔ سب نے
سازش سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ سیدی مولہؒ
فی الحقیقت اس سازش سے بالکل بے خبر تھے کیونکہ مفسدوں
نے سارا منصوبہ ان سے درپردہ تیار کیا تھا۔ بادشاہ ان کے جواب سے
مطمئن نہ ہوا اور حکم دیا کہ آگ کا ایک الاؤ تیار کیا جائے اور یہ
لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں سے گزریں۔ اگر سچے ہوئے تو آگ ان
کا بال بیکا نہ کرے گی۔ جب الاؤ تیار ہو گیا تو سیدی مولہؒ فوراً اس
میں کودنے کے لئے تیار ہو گئے اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے آگ
کی طرف بڑھے۔ اس وقت بادشاہ کا دل پسیج گیا اور اس نے
علماء سے استفسار کیا کہ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے تمام
علماء نے بالاتفاق کہا کہ آگ کے ذریعہ سچ اور جھوٹ کی تمیز نہیں
سازش کی خبر صرف ایک شخص نے دی ہے اور ایسے جرم میں صرف ایک
شخص کی شہادت قابل اعتماد نہیں ہے چنانچہ بادشاہ نے اپنا حکم منسوخ کر دیا
اور قاضی جلال الدین کاشانی کو بدایوں تبدیل کر دیا اور دوسرے مبینہ سازشیوں
کو جلاوطن کر دیا۔ اس کے بعد سیدی مولہؒ کو باندھ کر بادشاہ کے سامنے لائے
بادشاہ نے ان سے متعدد سوالات کئے۔ سیدی مولہؒ نے ہر سوال کا معقول
جواب دیا جب بادشاہ سیدی مولہؒ کو مجرم ثابت کرنے میں ناکام رہا تو اس نے

Marfat.com

شیخ ابوبکر طوسی حیدری کو جو اپنی حیدری جماعت کے ساتھ وہاں موجود تھا قریب بلایا اور کہا "اے درویشان انصاف من ازیں مولہؒ بستانید" یہ سن کر سنجری یا بحری نامی ایک حیدری درویش نے آگے بڑھ کر سیدی مولہؒ کو استرے سے مجروح کر دیا۔ سویاں چبھوئیں اور زبردستی ڈاڑھی مونڈھ ڈالی۔ اتنے میں بادشاہ کے منجھلے بیٹے ارکلی خاں نے جو اپنے بڑے بھائی خان خاناں کی عداوت کی وجہ سے سیدی مولہؒ سے بھی عناد رکھتا تھا ایک فیل بان کو اشارہ کیا۔ اس نے اپنا ہاتھی مظلوم سیدی مولہؒ پر دھکیل دیا اور وہ ہاتھی کے پاؤں کے نیچے کچلے گئے۔ شہادت سے کچھ مدت پہلے اکثر یہ رباعی پڑھا کرتے تھے ؎

در مطبخ عشق جز نکو را نکشند
لاغر صفتان زشت خو را نکشند
در عاشق صادق زکشتن مگریز
مردار بود ہر آں کہ او را نکشند

مولانا ضیاء الدین برنی اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز سیدی مولہؒ کا قتل ہوا اس دن ایسی سیاہ آندھی آئی کہ ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ اس سال دہلی اور اس کے گرد و نواح میں بارش کی کمی کی وجہ سے ہولناک قحط پڑا۔ ہزاروں آدمیوں نے بھوک سے تنگ آکر دریائے جمنا میں کود کر خودکشی کر لی اور پھر پے در پے ایسے حادثات پیش آئے کہ پانچ ہی برس بعد بادشاہ کا خاتمہ دردناک طریقے سے ہو گیا۔

Marfat.com

صاحب اخبار الاخیار کا بیان ہے کہ جس دن سیدی مولہؒ کا واقعہ شہادت پیش آیا۔ بے انداز گرد غبار فضا میں اٹھا جس سے سخت تاریکی چھا گئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قیامت آگئی ہے۔" کہتے ہیں کہ سیدی مولہؒ کو قتل کرانے کے بعد بادشاہ بہت پچھتایا۔ لیکن اب اس کا پچھتانا بے سود تھا۔ ایک مردِ خدا کا قتل اسے اور اس کی حکومت کو لے ڈوبا۔ حالات کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ سلطان جلال الدین خلجی جیسا بادشاہ جو نہایت رحم دل اور فقراء کا عقیدت مند تھا۔ سیدی مولہؒ جیسے سخی اور معدن فیض درویش کے ظالمانہ قتل کا باعث ہوا۔

فرمودۂ قلندر

سلطان غیاث الدین تغلق حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتیؒ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنے فرزند شہزادہ جونا خان اور پوتے شہزادہ کمال الدین کو ساتھ لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخؒ نے خادموں سے فرمایا کہ ان تینوں کے لئے کھانا لائیں۔ خدام ایک پیالے میں کھانا لائے۔ بادشاہ اور شہزادوں نے ایک ہی پیالے میں کھانا شروع کیا۔ اس وقت شیخ بوعلی قلندرؒ نے فرمایا۔ "تین بادشاہ ایک ہی پیالے سے کھا رہے ہیں"۔ شیخ کے اس ارشاد

Marfat.com

کو اس وقت کسی نے سمجھا کسی نے نہ سمجھا لیکن چند سال آپ کے ارشاد کی تعبیر یوں نکلی کہ شہزادہ جونا خان سلطان محمد تغلق کے نام اور شہزادہ کمال الدین سلطان فیروز شاہ کے نام سے یکے بعد دیگرے ہندوستان کے تخت پر بیٹھے۔

احترام شریعت

حضرت شیخ بو علی قلندر پانی پتیؒ پر جذب و سکر کا غلبہ رہتا تھا اسی عالم میں ایک دفعہ ان کی مونچھیں حد شرعی سے بہت بڑھ گئی تھیں لیکن کسی کو تراشنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ شیخ کے ایک ہم عصر عالم مولانا ضیاء الدین سناحیؒ کو شریعت کی پابندی کا بڑا جوش تھا۔ انہوں نے شیخؒ کی مونچھیں تراشنے کا عزم کر لیا اور قینچی لے کر ان کی طرف بڑھے۔ جب پہنچے تو شیخ کی ہیبت سے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی لیکن اپنی دھن کے پکے تھے۔ شیخؒ سے مخاطب ہو کر کہا "قلندر صاحب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پوری کرنے لگا ہوں۔ آپ کی مونچھیں حد شرعی سے بڑھی ہوئی ہیں۔ ان کو آج ضرور تراشوں گا۔"

یہ کہہ کر مولانا نے ایک ہاتھ سے شیخؒ کی ریش مبارک پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے مونچھوں کو حد شرعی کے مطابق تراش دیا۔ جب وہ چلے گئے تو شیخ بو علی قلندر بار بار اپنی ریش مبارک کو پکڑتے تھے۔

Marfat.com

اور فرماتے تھے کہ یہ ریش کیسی مبارک ریش ہے کہ شریعت محمدی کی راہ میں پکڑی گئی۔

گلاب کی پنکھڑیاں

حضرت شمس الدین ترکؒ، شیخ بو علی قلندر پانی پتیؒ کے ہم عصر تھے۔ وہ اپنے مرشد مخدوم علاؤ الدین صابر کلیریؒ کے حکم سے پانی پت تشریف لے گئے اور دودھ کا بھرا ہوا ایک پیالہ شیخ بو علی قلندر کی خدمت میں بھیجا۔ وہ اس کو دیکھ کر متبسم ہو گئے۔ اور گلاب کے پھولوں کی کچھ پنکھڑیاں دودھ میں ڈال کر اسے حضرت شمس الدین ترکؒ کو واپس بھیج دیا۔ حضرت ترک پیالے میں گلاب کی پنکھڑیاں دیکھ کر مسکرانے لگے۔ حاضرین مجلس نے عرض کی کہ ہمیں بھی اس معاملہ کی حقیقت سمجھائیے۔ انہوں نے فرمایا شیخ بو علی قلندرؒ کے پاس دودھ سے لبریز پیالہ بھیجنے سے مراد یہ تھی کہ اس علاقہ میں تبلیغ و ہدایت کی ذمہ داری خواجہ علاؤ الدین صابرؒ نے تنہا میرے کندھوں پر ڈالی ہے اس میں کسی دوسرے کی گنجائش نہیں۔ شیخ بو علی قلندرؒ نے دودھ میں پنکھڑیاں ڈال کر پیالہ جو واپس بھیج دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرے فرائض میں دخل نہیں دیں گے اور یہاں اسی طرح رہیں گے جس طرح دودھ کے لبریز پیالہ میں گلاب کی پنکھڑیاں ہیں۔ شیخ بو علی قلندر سے پوچھا گیا تو انہوں نے اس معاملہ کی یہی توجیہ کی۔ چنانچہ ان دونوں بزرگوں میں آخر وقت تک بے حد

Marfat.com

خوشگوار مراسم رہے۔

مصیبت زدوں سے ہمدردی

ایک دفعہ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی قیام گاہ کے قریب کچھ مکانات کو آگ لگ گئی۔ حضرت مکانات کو جلتے دیکھ کر رونے لگے۔ جب آگ بجھی تو خادم خاص کو بلایا اور اس کو ہدایت کی کہ ان سب گھروں کو جو جل گئے ہیں گنو اور ہر گھر میں دو خوان کھانا دو سبو پانی اور دو ٹنکہ زر لے جاؤ اور گھر والوں کو دلاسا دو۔

ایک مرتبہ ایک سوداگر ملتان کے پاس لٹ گیا۔ وہ حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ کی سفارش لے کر حضرت سلطان المشائخؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنے لٹنے کی داستان سنائی۔ حضرت نے خادم خاص کو حکم دیا کہ صبح سے چاشت تک جو فتوح پہنچے وہ اس سوداگر کو دے دو۔ چاشت تک بارہ ہزار ٹنکے آئے یہ سب سوداگر کو دے دیئے گئے۔

دشمن کے لئے دعائے مغفرت

ایک شخص چھجو نامی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے بلا وجہ عناد رکھتا تھا۔ اور ہر وقت آپ کو ایذا پہنچانے کی تاک میں رہتا تھا

Marfat.com

قضائے الٰہی سے وہ فوت ہوگیا۔ حضرت محبوبِ الٰہیؒ کو اس کی وفات کی خبر ملی اور آپ اس کے جنازہ میں تشریف لے گئے اور تدفین کے بعد اس کی قبر کے قریب نماز دوگانہ پڑھی اور اس سے جو تکلیفیں پہنچی تھیں ان کو معاف کر کے بڑے خشوع و خضوع سے اس کی مغفرت کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔

اظہارِ حق

سلطان قطب الدین خلجی کو کسی وجہ سے خواجہ نظام الدین اولیاء سے مخاصمت پیدا ہوگئی اس مخاصمت کی بنا پر اس نے دوسرے مشائخ وقت سے مراسم پیدا کئے اور حضرت شیخ رکن الدین ملتانی کو دلی آنے کی دعوت دی۔ آپ دلی تشریف لائے تو سب سے پہلے خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے ان کا استقبال کیا جب وہ سلطان سے ملنے گئے تو اس نے پوچھا کہ دلی میں سب سے پہلے کس شخص نے آپ کا استقبال کیا تھا۔ شیخ رکن الدین کو حضرت خواجہ صاحب سے بادشاہ کے عناد کا حال معلوم تھا لیکن آپ نے بے دھڑک ہو کر جواب دیا کہ اس نے جو دلی کا سب سے اچھا آدمی ہے یعنی خواجہ نظام الدین اولیاء۔ بادشاہ آپ کا منہ تکنے لگا۔

Marfat.com

استاد کی اولاد کی تعظیم

ایک دفعہ ایک شخص حضرت شیخ ابوالفتح رکن الدین ملتانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں آپ کے استاد کا لڑکا ہوں۔ حضرت نے اس کا نام و پتہ پوچھا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اس کے والد سے سورۂ اخلاص پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا تم میرے خداوند زادہ ہو۔ مجھ کو اسی طرح حکم دو جس طرح ایک آقا اپنے غلام کو دیتا ہے اس نے کہا مجھے زر و مال کی حاجت ہے آپ نے اسی وقت اس کو دس ہزار ٹنکے عنایت فرمائے اور وہ خوش خوش آپ سے رخصت ہوا۔

کمال انسان

ایک دفعہ مولانا وجیہ الدین یوسف نے حضرت برہان الدین غریب کی خدمت میں عرض کی کہ میں جس قدر اپنے نفس کے عیوب کو دور کرتا ہوں اسی قدر زیادہ عیوب نظر آنے میں حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ تو ایک انسان کا کمال ہے کیوں کہ انسان کو جب کمال حاصل ہوتا ہے تو اس کی نظر اپنے ہی عیوب پر پڑتی ہے۔

Marfat.com

شیخ برہان الدین غریب اور سلطان محمد تغلق

سلطان محمد تغلق، شیخ برہان الدین غریبؒ سے عقیدت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ وہ جمعہ کی نماز پڑھ کر شیخ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا شیخ کو بادشاہوں کی ملاقات وصحبت پسند نہیں تھی۔ جب انہوں نے بادشاہ کی آمد آمد کی خبر سنی تو اللہ تعالےٰ سے دعا کرنے لگے کہ الٰہی مجھے بادشاہ کی ملاقات سے محفوظ رکھیو۔ خدا کی قدرت سلطان کے دل میں کوئی ایسا خیال آیا کہ وہ راستے ہی سے پلٹ گیا۔ ایک اور موقع پر سلطان نے حضرت شیخ کی خدمت میں سونے کے تین ہزار ٹنکے بطور نذر بھیجے آپ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا سلطان نے یہ رقم دوبارہ یہ کہہ کر بھیجی کہ یہ رقم آپ کے لئے نہیں ہے بلکہ آپ کے خادموں کے لئے ہے۔ حضرت شیخ نے اب یہ رقم رکھ لی لیکن ساتھ ہی اپنے خادم خاص کو حکم دیا کہ گھر میں جو کچھ موجود ہو لے آؤ۔ وہ بیس ٹنکے لایا۔ آپ نے فرمایا یہ بیس ٹنکے سلطان کے تین ہزار ٹنکوں میں ملا کر اسی وقت فقراء میں تقسیم کر دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

تارکِ صلوٰۃ ولی نہیں بن سکتا

حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ

Marfat.com

نے اپنے ملفوظات میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ میں مکہ معظمہ کی زیارت کے بعد بھکر واپس آیا تو وہاں کے لوگوں نے مجھے بتایا کہ قصبہ اور کے قریب ایک پہاڑ کے غار میں ایک درویش رہتا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ خداوند کریم نے اس کو نماز معاف کر دی ہے۔ میں یہ سن کر اس درویش کے پاس گیا وہاں دیکھا کہ اس کے گرد بڑے بڑے امراء اور اکابر جمع تھے۔ میں ان میں سے گذرتا ہوا اس درویش کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ سلام اس کو میں نے دانستہ نہیں کیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

الفرق بین المومن والکافر الصلوٰۃ

یعنی مومن اور کافر کے درمیان صرف نماز ہی فرق کرتی ہے

درویش نے جواب دیا۔ سید صاحب میرے پاس جبریلؑ آتے ہیں۔ بہشت کا کھانا لاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا سلام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم کو نماز معاف کر دی گئی ہے۔ اور تم خاصان خدا میں شامل ہو گئے ہو۔"

مجھے اس کی باتیں سن کر بہت غصہ آیا اور میں نے اس سے کہا۔ بے ہودہ مت بکو۔ سرور انبیاء جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو نماز معاف نہیں ہوئی۔ تجھ جیسے جاہل کے لیے کیسے ہو سکتی ہے۔ تیرے پاس جبرئیلؑ نہیں بلکہ شیطان آتا ہے اور کہتا ہے

Marfat.com

میں جبریل ہوں۔ جبریل علیہ السلام وحی کے فرشتے ہیں وہ انبیاء اور رسل کے سوا کسی اور کے پاس نہیں آتے اور جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے وہ غلاظت ہوتی ہے۔ درویش نے کہا کہ وہ کھانا بہت لذیذ ہوتا ہے۔ میں نے کہا اس کی حقیقت تجھے بہت جلد معلوم ہو جائے گی اب جب وہ نام نہاد فرشتہ تیرے پاس آئے تو تم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھنا۔ یہ تاکید کر کے اپنی قیام گاہ پر واپس آگیا دوسرے دن جب میں اس درویش کے پاس گیا تو وہ میرے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ جب وہ نام نہاد فرشتہ آیا تو میں نے لاحول پڑھی وہ اسی وقت وہاں سے غائب ہو گیا اور اس کا لایا ہوا کھانا میرے ہاتھ سے گر پڑا اور میرے سارے کپڑے ناپاک ہو گئے۔ یہ سن کر میں نے اس بے نماز درویش سے توبہ کرائی اور جو نمازیں ترک ہو چکی تھیں ان کی قضا پڑھوائی۔

ایک گستاخ مدعیٔ ولایت

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے زمانے میں ایک مرتبہ ایک شخص شہر اُچہ میں وارد ہوا اس نے دعویٰ کیا کہ وہ ولی اللہ ہے۔ چنانچہ وہ ضعیف الاعتقاد لوگوں کا مرجع بن گیا۔ حضرت مخدومؒ ایک دن اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئے

Marfat.com

اس نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے سید ابھی اللہ تعالیٰ میرے پاس سے گیا ہے۔ حضرت مخدوم یہ سن کر جلال میں آگئے اور فرمایا اے ملعون تو کافر ہو گیا ہے۔ پھر سے کلمہ شہادت پڑھ کر تجدید اسلام کر یہ فرما کر آپ قاضی شہر کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا کہ اس ناہنجار کو بلا کر باز پرس کرو اگر توبہ کرلے تو معاف کردو۔ وہ قتل کا مستحق ہے چونکہ شہر کا حاکم اعلیٰ بھی اس شخص کا معتقد ہو گیا تھا قاضی نے اس کو سزا دینے میں تامل کیا۔ حضرت مخدوم نے حاکم کو پیغام بھیجا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور لوگوں میں کفر پھیلا رہا ہے اگر تم نے اس کو سزا نہ دلائی تو میں بادشاہ کے پاس شکایت کروں گا۔ اس پر حاکم نے اس شخص کو شہر بدر کر دیا۔

سرکاری خرچ پر حج

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں حج پر جانا چاہتا ہوں لیکن استطاعت نہیں ہے آپ بادشاہ کو لکھیں کہ وہ سرکاری خزانہ سے مجھے زاد راہ عنایت فرمائے۔ آپ نے یہ سن کر محرروں سے فرمایا کہ بادشاہ کو لکھ دو کہ اس شخص کو زاد راہ عنایت کیا جائے لیکن میں نے فقہ میں دیکھا ہے کہ جو شخص بادشاہوں سے خرچ لے کر حج کو جاتا ہے اس کا حج قبول نہیں ہوتا۔

Marfat.com

احترام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک دفعہ ایک شخص سید مخدوم جہانیاںؒ کی خدمت میں آئے اور اپنے کفن کے لئے کپڑے کا سوال کیا۔ اس وقت آپ کے پاس نہ کوئی کپڑا تھا اور نہ روپیہ۔ خادم خاص سے فرمایا کہ سردی کا موسم گزر چکا ہے۔ میرے جاڑے کے بستر سے روئی نکال کر کپڑا ان صاحب کو دے دو اور روئی بیچ کر جو کچھ ملے ان کو درویشوں میں تقسیم کر دو۔ یہ کہہ کر نماز کی نیت باندھ لی خادم خاص نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور ساتھ ہی کہا حضرت مخدوم جہانیاں سائلوں پر کس قدر شفقت فرماتے ہیں۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

حضرت مخدومؒ نے یہ آیت سنی تو نماز توڑ دی اور خادم خاص پر تیز نظر ڈال کر فرمایا یہ آیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے کسی دوسرے کے لئے نہیں ہو سکتی۔

اکرام مہمان

حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی ملاقات کے لئے ہر روز بیسیوں آدمی آتے لیکن آپ کسی کو بغیر کھلائے پلائے نہ جانے دیتے۔ فرماتے تھے

Marfat.com

کہ جو شخص کسی زندہ آدمی کی ملاقات کو آئے اور اس کے یہاں کوئی چیز نہ چکھے تو گویا اس نے کسی مردے کی زیارت کی۔ جب کوئی مہمان آپ کے یہاں مقیم رہتا نہ صرف اس کے کھانے پینے کا سامان مہیا کرتے تھے بلکہ نقد وظیفہ بھی دیتے تھے اور اس کے رہنے کے لئے علیحدہ حجرہ کا انتظام بھی کر دیتے تھے۔

مظلوم کی سفارش

ایک دفعہ سلطان فیروز شاہ کے وزیر خان جہان نے ایک نوجوان کو ذاتی عداوت کی بناء پر قید میں ڈال دیا تھا اور اس کو نت نئی اذیتیں پہنچاتا تھا۔ اس نوجوان کا باپ مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے درخواست کی کہ میرے ساتھ چل کر وزیر کے پاس سفارش کیجئے کہ وہ میرے فرزند کو رہا کر دے اور ناحق اس کو اذیتیں نہ دے۔ مخدوم جہانیاںؒ کا دل اس مظلوم کی مصیبت پر تڑپ اٹھا۔ فوراً وزیر کے مکان پر پہنچے اس نے آپ سے ملنے سے ہی انکار کر دیا۔ حضرت واپس آ گئے لیکن اس شخص کا فرزند چونکہ بہت تکلیف میں تھا وہ بار بار آپ کی خدمت میں آتا اور آپ بار بار وزیر کے پاس جاتے لیکن وہ اس نوجوان کو رہا کرنے سے صاف انکار کر دیتا تھا۔ شیخ جمالیؒ سیر العارفین میں لکھتے ہیں کہ حضرت

Marfat.com

مخدوم اس مظلوم کی سفارش لے کر انیس بار وزیر کے پاس گئے اور ناکام واپس آئے۔ جب بیسویں مرتبہ گئے تو وزیر نے جھلا کر کہا۔ اے سیّد تم کو شرم نہیں آتی کہ صاف جواب پا کر بھی بار بار میرے پاس دوڑے آتے ہو۔

آپ نے فرمایا۔ اے عزیز مجھے تمہارے پاس آنے جانے میں دوہرا ثواب ملتا ہے ایک تو اس بات کا کہ ایک مظلوم کو مصیبت سے بچانا چاہتا ہوں۔ دوسرا اس بات کا کہ تجھے نیکوں کے گروہ میں داخل کرنے کی سعی کرتا ہوں۔"

وزیر آپ کا ارشاد سن کر کانپ اٹھا اور آپ کے قدموں پر گر کر معافی مانگی۔ پھر اس نے اس مظلوم کو نہ صرف رہا کر دیا بلکہ بہت کچھ انعام و اکرام بھی دیا۔

خطاکار کی دلجوئی

حضرت مخدوم جہانیاں ؒ ایک روز جامع مسجد میں نماز پڑھنے تشریف لے گئے۔ مؤذن نے اذان میں "اکبر" کی جگہ "اکبار" کہا۔ آپ نے فرمایا یہ کفر ہے کیوں کہ اکبار شیطان کے ناموں سے ایک نام ہے قاضی القضاۃ صدر جہان کی توجہ اس طرف دلائی۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس نے مؤذن کو طلب کیا اس بے چارے کی جان پر بن گئی۔ پریشان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور شاہی عتاب سے بچانے کی التجا

Marfat.com

کی. آپ نے اس کی کمر پر دست شفقت پھیر کر دلجوئی کی اور فرمایا میں بادشاہ سے کہوں گا کہ تمہیں اپنے کام پر بحال رکھے لیکن اکبار نہ کہنا اور نہ حی علی الصلوٰۃ کے بجائے حیا علی الصلوٰہ کہنا کیونکہ اس سے معنی بدل جاتے ہیں۔

صبر و تحمّل

حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی خانقاہ اور قیام گاہ سے چیزیں اکثر چوری ہو جاتیں لیکن آپ ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیتے ایک بار دہلی میں مقیم تھے کہ آپ کی چادر کسی نے اڑا لی۔ ایک عقیدتمند نے کہا کہ آپ کی چیزیں اکثر چرائی جاتی ہیں۔ آپ چور کیلئے بددعا کریں. فرمایا میں نے نہ کبھی پہلے بد دعا کی ہے اور نہ اب کروں گا بلکہ اگر چور آ جائے تو میں چادر اس کو بخش دوں گا

شانِ حلم و عفو

ایک روز حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ اپنے حجرہ خاص میں مشغول عبادت تھے کہ ایک قلندر تراب یا ترابی نامی آپ کے حجرہ میں گھس گیا اور آپ پر چھری سے پے در پے حملے کرنے لگا۔ آپ کو گیارہ زخم آئے اور ان سے خون نکل نکل کر حجرے سے باہر بہنے لگا۔ لیکن آپ کی محویت اور استغراق میں فرق نہ آیا۔ حجرے کے باہر

Marfat.com

مریدوں نے خون دیکھا تو وہ اندر گئے اور تراب کو پکڑ لیا۔ چاہتے تھے کہ اس کی تکا بوٹی کر ڈالیں لیکن حضرت شیخ نے روکا اور ان کو قسم دی کہ اس سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کریں۔ پھر آپ نے قلندر کو پاس بلا کر معذرت کی کہ بھائی چھری چلاتے وقت تمہارے ہاتھ کو تکلیف پہنچی ہو تو معاف کرنا۔ پھر اس کو بیس ٹنکے عنایت فرمائے اور دعائیں دے کر رخصت کیا۔ اللہ تعالےٰ نے چند دن کے بعد حضرت کے زخم مندمل کر دیئے۔

دل کا کعبہ

حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے کہ تارک نماز اگر محفل میں آکر بیٹھے تو اس کی تعظیم نہ کریں اور سلام کے جواب میں علیک نہ کہیں تاکہ اس کی اہانت ہو اور وہ شرمائے اور نماز پڑھنے والے بھی جماعت کی سخت پابندی کریں۔ نماز پڑھنے کیلئے ضروری ہے کہ حضورِ قلب کے ساتھ پڑھی جائے۔ نماز کے وقت اعضا کا قبلہ کعبہ شریف ہوتا ہے۔ اگر منہ اس طرف نہ ہو تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اسی طرح دل کا کعبہ اللہ تعالےٰ کی ذات پاک ہے۔ اگر دل اپنے قبلہ سے پھر جائے تو پھر یہ کیسی نماز ہوگی۔

Marfat.com

نماز قضا ہو جانے کا افسوس

حضرت شیخ شرف الدین احمد منیریؒ نے ایک دن علی الصباح سرد پانی سے غسل کیا۔ طبیعت کمزور تھی۔ سرد پانی برداشت نہ کر سکے اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو فجر کی نماز کا وقت جا چکا تھا۔ آپ کو سخت رنج ہوا بار بار اپنے آپ سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ جتنا مجاہدہ اور ریاضت میں نے کی ہے اگر کسی پہاڑ نے کی ہوتی تو پانی ہو جاتا۔ لیکن افسوس شرف الدین کچھ نہ ہوا۔ (ایچ نہ شد)

شانِ قناعت

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ اپنے دور کے حکمرانوں اور امیروں سے راہ و رسم رکھتے۔ لیکن اس کا مقصد ان کو سیدھے راستہ پہ چلانا تھا۔ فرماتے تھے کوئی درویش سلاطین و امراء سے کسی ذاتی غرض کے لئے ملتا ہے تو وہ درویش نہیں ہے۔ درویش کو ہر حال میں قانع اور متوکل باللہ ہونا چاہیے۔ ایک دفعہ سیف خان والیٔ اودھ نے ایک گاؤں آپ کی نذر کرنا چاہا جس کی آمدنی ایک لاکھ ٹنکہ تھی۔ آپ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ ایک درویش کی شان قناعت

Marfat.com

کے خلاف ہے۔

اظہار کرامت

دہلی کے ایک عالم مولانا حسین، حضرت سید محمد گیسو دراز کے مرید تھے۔ ان کے ایک عزیز صوفیائے کرام کی عظمت کے منکر تھے ایک دن مولانا حسین ان کو ساتھ لے کر سیّد محمد گیسو دراز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ ایک تخت پر تشریف فرما تھے۔ سر پہ عمامہ اور ہاتھ میں سرخ چمڑے کا پنکھا تھا۔ مولانا حسین کے عزیز کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ صاحب نعمت ہوں گے تو پنکھا اور عمامہ مجھ کو عنایت فرمائیں گے۔ حضرت گیسو دراز فراستِ باطنی سے ان کے خیال سے آگاہ ہو گئے اور فرمانے لگے۔ مولانا سنو بغداد میں ایک بازیگر تھا۔ وہ مجمع میں ایک گدھے کو لا کر کھڑا کر دیتا اور اس کی آنکھوں پر کپڑا باندھ دیتا اور مجمع سے کہتا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کی چیز چرا لے تو میرا گدھا اس کو پکڑے گا چنانچہ مجمع میں سے ایک شخص کسی دوسرے کی چیز چرا لیتا۔ بازیگر اب گدھے کی آنکھوں سے کپڑا کھول دیتا اور اس سے کہتا کہ جس نے فلاں کی چیز چرائی ہے۔ اس کو ڈھونڈ لا۔ گدھا سب کے کپڑے سونگھتا پھرتا اور جب چور کے پاس پہنچتا تو اس کے کپڑے دانتوں سے پکڑ لیتا۔ یہ قصہ بیان کر کے سید گیسو دراز نے فرمایا۔ بڑی مشکل ہے اگر کوئی اظہارِ کرامت کرے تو اس گدھے کے مانند بنے اور اگر

Marfat.com

اظہارِ کرامت نہ کرے تو لوگ اسے بے نعمت کہیں یہ کہہ کر مولانا حسین کے عزیز کو اپنا عمامہ اور پنکھا عنایت فرمایا۔ وہ ششدر رہ گئے اور اسی وقت آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

خدمتِ خلق اور تواضع

شیخ علاؤ الدین علاؤ الحق بنگالی لاہوریؒ (۱۳۹۸ء) کے فرزند شیخ نور الحق المعروف نور قطب عالمؒ نے اپنے والدِ محترم کی خانقاہ کے تمام درویشوں کی خدمت اپنے ذمہ لے رکھی تھی وہ ان کے کپڑے دھوتے ان کے لئے پانی گرم کرتے۔ کوئی بیمار ہوتا تو رات دن اس کی تیمارداری میں مصروف رہتے۔ آٹھ سال تک وہ اس خانقاہ کے لئے لکڑیاں کاٹتے رہے۔ ایک روز والد نے فرمایا کہ نور الحق جس جگہ کنویں سے عورتیں پانی نکالتی ہیں۔ وہاں پھسلن ہو گئی ہے۔ عورتوں کے پاؤں پھسل جاتے ہیں اور ان کے برتن ٹوٹ جاتے ہیں تم اپنے سر پر انہیں پانی نکال دیا کرو۔ حضرت نور قطب عالمؒ چار سال تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ وہ پانی نکال کر چوبچہ میں ڈال دیتے اور وہاں سے ضرورت مند لے جاتے۔ آپ کے بڑے بھائی اعظم خان وزیرِ حکومت تھے وہ چھوٹے بھائی کو اس طرح کے کام کرتے دیکھتے تو کہتے کہ تم کس جنجال میں پڑے ہوئے ہو میرے پاس آ جاؤ تمہیں کوئی

Marfat.com

اعلیٰ منصب دلا دوں گا۔ آپ ہنس کر ٹال دیتے اور فرماتے کہ خانقاہ کی ہیزم کشی میرے لئے وزارت سے بہتر ہے۔ والد کی وفات کے بعد وہ مرجع خلق بن گئے۔ ایک روز سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے۔ لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ جوق در جوق آ کر آپ کے راستہ پر دو رویہ کھڑے ہو گئے آپ لوگوں کو دیکھ کر زار و قطار روتے جاتے تھے۔ پوچھا گیا کہ آپ روتے کیوں ہیں۔ فرمایا آج اللہ تعالےٰ نے اس قدر لوگوں کے دل ہمارے لئے مسخر کر دیئے ہیں اور وہ حد سے زیادہ احترام کرتے ہیں لیکن معلوم نہیں آخرت میں ہمارا کیا حال ہو۔ خدا کرے کل ہمیں ان لوگوں کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔

سنت کی پیروی ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے

حضرت شرف الدین (المعروف بابا بُلبُل شاہ) فرماتے تھے کہ حق تعالےٰ نے مجھے اتنی طاقت دی ہے کہ میں غذا اور سروسامان کے بغیر خوشی سے زندگی بسر کروں اور اسی بدن کے ساتھ روح کے جدا ہوئے بغیر دار البقا کو سدھار جاؤں اور اس جسم کو ابد الآباد تک محفوظ رکھوں لیکن چونکہ یہ سب امور سنتِ نبوی کے خلاف ہیں۔ میں ان سے مجتنب رہوں گا۔ میرے نزدیک سنت کی پیروی ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

Marfat.com

حضرت بابا بلبل شاہؒ کشمیر میں اسلام کے پہلے کامیاب مبلغ تھے۔ وہ ۱۳۲۴ء میں کشمیر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں رنجن شاہ کی حکومت تھی جو بدھ مت کا پیرو تھا وہ حضرت بابا بلبل شاہ کے زہد واتقا اخلاق و محاسن سے اس قدر متاثر ہوا کہ پا پیادہ چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا اس کے بعد اس کے اہلِ خانہ امراء وزراء اور دوسرے ہزاروں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

بادشاہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار

سلطان زین العابدین بڈشاہ (والیٔ کشمیر) کے عہد میں ایک خدارسیدہ بزرگ شیخ بہاؤ الدین گنج بخش تھے۔ ایک مرتبہ سلطان نے آپ کو شاہی محلات میں آنے اور دریا کی سیر کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے کہلا بھیجا ہم فقیروں کو سیر و تفریح اور محلاتِ شاہی سے کیا تعلق؟ ہمیں معاف رکھو۔ ہم بادشاہوں سے دور ہی اچھے ہیں۔

تحصیلِ علم کی شان

حضرت شہباز محمد بھاگلپوریؒ ایک دفعہ طلبِ علم کے سلسلہ میں کسی شہر میں مقیم تھے۔ جس درس گاہ میں وہ پڑھتے تھے اس کا مالک بہت

Marfat.com

غریب تھا اور اس کی اتنی استطاعت نہ تھی کہ طلبہ کے لئے رات کو روشنی کا انتظام کرے۔ حضرت شہباز محمدؒ ایک متدین بقال کی دکان پر تشریف لے گئے اور اس سے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں رات کو آپ کی دکان کی روشنی میں اپنی کتابوں کا مطالعہ کر لیا کروں۔ اس طرح آپ کی دکان کی نگہبانی بھی ہو جائے گی۔ نیک دل بقال نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ شیخ شہباز محمدؒ ہر روز رات کو اس دکان پر چلے جاتے اور اطمینان سے اپنی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ شہر کے کسی بڑے دولت مند کے گھر شادی کی دھوم تھی اور اس شادی کا پر شکوہ جلوس اس بقال کی دکان کے سامنے سے گزرا چونکہ یہ دکان شہر کی بڑی سڑک پر واقع تھی۔ تماشا میں رقص و رنگ اور طبل و چنگ کے شائقین چاروں طرف سے اس دکان کے سامنے جمع ہو گئے اور وہاں ساری رات ہنگامہ شادی برپا رہا۔ صبح کو بقال نے حضرت سے پوچھا کہ آپ نے کبھی اس سے پہلے بھی ایسی دھوم دھام کی شادی اور ایسا دلکش تماشا دیکھا تھا۔ آپ نے متعجب ہو کر فرمایا "کیسی شادی اور کہاں کی دھوم دھام اور تماشا مجھے تو کچھ بھی خبر نہیں۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔ بقال یہ سن کر حیران رہ گیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ کسی شخص کو مطالعہ میں اس قدر استغراق ہو کہ گرد و پیش کے ہنگامہ کے متعلق خبر ہی نہ ہو۔

Marfat.com

حضرت بھاگلپوری کا استغنا

حضرت شہباز بھاگلپوریؒ شاہ جہان کے ہمعصر تھے۔ شاہ جہان ایک دفعہ شہزادگی کے زمانے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کو شریعت کی پابندی کرنے کی تلقین کی اور حکم دیا کہ تمہارا دامن حد شرعی سے جس قدر زیادہ ہے اس کو پھاڑ کر طلبہ کے حوالہ کرو تاکہ وہ اس کی ٹوپیاں بنالیں۔ شہزادے نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور حضرتؒ نے اس کو دعا دے کر رخصت کیا۔ جب اس نے تخت ہندوستان پر قدم رکھا تو حضرت شہباز محمدؒ کے لئے کئی اضلاع کی جاگیر کا فرمان بھیجا اور ساتھ ہی لکھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا متمنی ہوں۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ پہلے تم شہزادہ تھے اس لئے فقیر نے ملاقات میں کوئی قباحت نہ سمجھی۔ اب حق تعالےٰ نے تم کو بادشاہ بنایا ہے تو اب اس فقیر کی ملاقات ایک بادشاہ سے مناسب نہیں کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء مالم یخالطون الملوك یعنی علماء پیغمبروں کے وارث ہیں جب تک کہ وہ بادشاہوں سے میل جول نہ رکھیں۔ اگر تم عدل کروں گے تو یہ فقیر تمہارے حق میں دعا کرے گا۔ کیونکہ بادشاہ عادل کے حق میں دعائے خیر کرنا ہی فقیروں کا شیوہ

Marfat.com

ہے۔ میری خواہش ہے کہ تم میری ملاقات کا قصد نہ کرو۔ ورنہ میں اس ملک کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں گا۔ اور جاگیر کا فرمان تم نے ناحق بھیجا۔ میرا اور تمہارا رازق ایک ہی ہے۔ اگر تمہارا رازق کوئی اور ہوتا اور میرا رازق اس کا محتاج ہوتا تو اسے قبول کر لیتا۔ میں نے یہ فرمان چاک کر ڈالا ہے جو جاگیر کا حاجت ہو اس کو دو۔

حضرت میاں میرؒ کی ملاقات جہانگیر سے

حضرت میاں میرؒ سلطان نورالدین جہانگیر کے ہمعصر تھے۔ آپ کے زہد و تقویٰ اور علم و فضل کا حال سن کر بادشاہ کے دل میں ان سے ملاقات کا بے حد اشتیاق پیدا ہوا اور اس نے آپ کو آگرہ آنے کی دعوت دی۔ حضرت نے اس کی دعوت قبول کر لی اور بادشاہ سے ملاقات کے لئے آگرہ تشریف لے گئے اس ملاقات کا حال جہاں گیر نے توزک جہانگیری میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"مجھے بتایا گیا کہ لاہور میں میاں شیخ محمد میرؒ نام ایک سندھی الاصل درویش مقیم ہیں جو بڑے عالم و فاضل، عابد و زاہد۔ صاحب حال متوکل اور دولت فقر سے مالا مال ہیں۔ میرے دل میں ان سے ملاقات کا بے حد اشتیاق پیدا ہوا۔ میں نے اپنی حکومت کے چودھویں سال میں ان کو آگرہ آنے کی دعوت دی اور اپنے خط میں اپنی باطنی کیفیت

Marfat.com

کا اظہار کیا۔ انہوں نے کمال مہربانی سے میری دعوت قبول کرلی اور باوجود سن رسیدہ اور ضعیف ہونے کے میرے پاس آگرہ تشریف لائے۔ یہاں میری اور ان کی طویل صحبتیں رہیں۔ روحانی پاکیزگی اعلیٰ کردار اور صفائے قلب کے لحاظ سے ان کی ذات مغتنمات زمانہ سے ہے۔ مجھے انہوں نے دینی دنیوی نہایت باریک اور دقیق نکات بتلائے ہرچند میں نے چاہا کہ میں ان کی خدمت میں نقد روپیہ بطور نذر پیش کروں مگر اس کی طبیعت کو میں نے ایسی چیزوں سے بے نیاز پایا۔ بمشکل تمام انہوں نے نماز پڑھنے کے لئے سپید ہرن کی کھال کا ایک مصلیٰ قبول فرمایا اور اس کے بعد فوراً مجھ سے رخصت ہو کر لاہور تشریف لے گئے۔

جہانگیر کے پوتے دراشکوہ نے اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں اپنے دادا کے بیان پر یہ اضافہ کیا ہے کہ شہنشاہ جہانگیر کی دعوت پر جب حضرت میاں میرؒ آگرہ تشریف لے گئے تو شہنشاہ نے خود ان کا استقبال کیا۔ اور کئی دفعہ ان کی قیامگاہ پر بھی خود چل کر گئے۔ بادشاہ نے رخصت کے وقت دست بستہ عرض کی کہ اگر آپ کی کوئی خواہش ہو تو بیان کیجئے تاکہ میں اس کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کروں۔

آپ نے فرمایا مجھے صرف ایک چیز کی خواہش ہے اگر اس کو پورا کرنے کا وعدہ کرو تو بیان کروں گا شہنشاہ نے وعدہ

Marfat.com

کیا کہ میں آپ کے حکم کی تعمیل ضرور کروں گا۔ آپ نے فرمایا میری خواہش یہ ہے کہ مجھے دوبارہ یہاں آنے کی تکلیف نہ دی جائے۔

خواجہ میر درد اور شاہ عالم بادشاہ

اردو کے مشہور شاعر حضرت خواجہ میر دردؒ شاہ عالم بادشاہ کے ہمعصر تھے اور صاحبِ حال بزرگ تھے۔ بادشاہ نے آپ کو کئی بار اپنے یہاں تشریف لانے کی دعوت دی لیکن بادشاہوں سے اختلاط آپ کے مسلک کے خلاف تھا اس لئے آپ نے ہر بار اس کی دعوت ٹال دی۔ ایک دفعہ بادشاہ خود آپ کے مکان پر چلا گیا اور آپ کی مجلس میں ٹانگ پھیلا کر بیٹھ گیا۔ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا اس طرح بیٹھنا فقیر کی مجلس کے آداب کے خلاف ہے۔ بادشاہ نے کہا میری ٹانگ میں تکلیف ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا تو پھر آنا کیا ضرور تھا؟

شانِ استغنا

حضرت شیخ میاں قاضی خان ظفر آبادیؒ، سلطان نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کے ہم عصر تھے۔ بادشاہ آپ کے علم و فضل اور باطنی کمالات کا بے حد معتقد تھا۔ آپ نے کئی بار آپ کی خدمت میں نذر پیش کی لیکن آپ نے کبھی قبول نہ کی۔ ایک دفعہ اس نے ایک

Marfat.com

سفید کاغذ پر شاہی مُہر اور نشان ثبت کئے اور اس کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ جس قدر جاگیر درکار ہو اس میں لکھ دیں اور اس کو اپنے تصرف میں لائیں۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے اور ضرورت کے بغیر دوسرے مسلمانوں کا حق لینا جائز نہیں ہے اور ہم نے اپنے شیخ طریقت کی خدمت میں عہد کیا ہے کہ ؎

از خدا خواہم واز غیر بخواہم بخدا
کریم بندۂ غیرد نہ خدائے دگر است

احترامِ مُرشد

ایک روز مولانا وجیہہ الدین پائلی (سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء کے خاص مرید اور خلیفہ) حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر تھے واپس جانے لگے تو معلوم ہوا کہ ان کی جوتیاں کوئی لے گیا ہے۔ حضرت محبوب الٰہی کو معلوم ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ میری جوتیاں مولانا وجیہہ الدین کو دے دو۔ خدام آپ کی جوتیاں لے کر مولانا کے پاس آئے۔ انہوں نے مرشد کی جوتیاں خدام کے ہاتھ سے لیں ان کو بوسہ دیا اور اپنے عمامہ میں باندھ کر ننگے پاؤں گھر کی طرف چل دیئے کسی شخص نے کہا تم بھی بڑے عجیب آدمی ہو۔ حضرت نے تم کو جوتیاں اس لئے دی ہیں کہ تم ننگے پاؤں گھر نہ جاؤ تم نے ان کو سر پہ باندھ لیا ہے۔ مولانا نے جواب دیا۔ میرے مخدوم کی جوتیاں میرے

Marfat.com

سر پر رہنی چاہئیں۔ میری مجال نہیں ہے کہ میں اپنا پاؤں ان سے مس کروں۔

سرکارِ دو عالم کی سنت پر عمل

ایک دفعہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادیؒ حج کے لئے حجاز گئے۔ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو مسجد قبا کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ ایک مرید نے عرض کی کہ میں آپ کے لئے سواری کا انتظام کئے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے سواری درکار ہوتی تو مل سکتی تھی لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں پا پیادہ جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے میں بھی پا پیادہ جانا پسند کرتا ہوں۔ اسی طرح حضرت شیخ جبل احد تک پا پیادہ جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جناب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں جس شخص کے پاؤں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ لہذا میں اسی لئے پیدل چلتا ہوں۔ کہ میرے پاؤں میں مٹی لگ جائے اور اس بشارت سے مجھے بھی حصہ ملے۔

شانِ عفو

دلی میں ایک نہایت ہی فاسق و فاجر شخص حضرت خواجہ

Marfat.com

باقی باللہ کے پڑوس میں رہتا تھا۔ وہ حضرت کا سخت دشمن تھا۔
اور ہمیشہ برا بھلا کہتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جو لوگ آپ کی زیارت
اور ملاقات کے لئے آتے ان کو بھی برا بھلا کہنے سے گریز نہ کرتا۔ ایک
مرتبہ آپ کے ایک ارادت مند نے حاکم شہر سے اس کی بدعنوانیوں
اور گستاخیوں کا ذکر کر کے گرفتار کرا دیا۔ حضرت خواجہ کو اطلاع ہوئی تو
آپ نے اپنے ارادت مند سے کہا کہ تم نے ہمارے پڑوسی کو کیوں
گرفتار کرا دیا۔ اس نے عرض کی کہ اس شخص کی گستاخیاں آپ کی شان
میں حد سے بڑھ گئی تھیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا میں کیا اور میری شان کیا
جو کچھ وہ مجھے کہتا تھا میں اس سے زیادہ گنہگار ہوں۔ مرید نے عرض کی کہ
یہ شخص نہایت شریر اور بد باطن ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بھائی ایک صالح
اور نیکوکار آدمی ہو اس لئے دوسرے لوگ تمہیں بدکردار اور بداعمال
نظر آتے ہیں۔ میں تو اپنے سے زیادہ برا کسی کو نہیں دیکھتا۔ مرید بہت
شرمندہ ہوا اور اسی وقت اس شخص کو رہا کرا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
اس نے بھی آپ کی ایذا رسانی سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی۔

مبتلائے مصیبت لوگوں سے ہمدردی

ایک مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہ لاہور تشریف لائے اور ایک
سال تک یہاں مقیم رہے۔ اس زمانہ میں لاہور میں سخت قحط پڑا ہوا

Marfat.com

تھا۔ حضرت خواجہؒ لوگوں کی پریشانی اور مصیبت کو دیکھ کر بے قرار ہو ہو جاتے۔ آپ کے سامنے جب کھانا لایا جاتا تو فرماتے۔ یارو یہ انصاف سے بعید ہے کہ مخلوقِ خدا بھوکی پیاسی گلیوں میں تڑپتی پھرے اور ہم گھروں میں بیٹھ کر اطمینان سے کھائیں" چنانچہ جس قدر کھانا ہوتا آپ قحط زدوں کو بھجوا دیتے اور خود فاقہ کرتے۔ البتہ روح و بدن کا رشتہ قائم رکھنے کے لئے کبھی کبھی سوکھی روٹی کے چند ٹکڑے پانی میں بھگو کر کھا لیتے۔ غرض قحط سالی کا تمام زمانہ آپ نے اسی حال میں گزارا۔ اور پھر دہلی تشریف لے گئے۔

حلم و عفو

ایک مرتبہ خواجہ باقی باللہ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کے مزار پر گئے۔ وہاں خادموں نے آپ کی آمد کی خبر سن کر مزار کے قریب آپ کے لئے ایک چادر بچھادی۔ اتفاقاً وہاں ایک بے ادب فقیر موجود تھا۔ وہ آپ کا نام سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور آپ کے خلاف اول فول بکنا شروع کر دیا۔ اتنے میں آپ بھی تشریف لائے آپ کو دیکھ کر فقیر کا مزاج اور بھی برہم ہو گیا اور اس نے آپ کو سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ حضرت خواجہ کے ماتھے پر شکن تک نہ آئی بلکہ آپ اس فقیر سے معذرت کرنے لگے کہ بھائی معاف کر دو جو کچھ ہوا ہے۔ میری لاعلمی میں ہوا ہے جو کچھ تم میرے حق میں کہتے ہو درست ہے۔ میں

Marfat.com

ایسا ہی ہوں۔ بلکہ اس سے بھی بڑا ہوں۔ آپ کے خادموں نے چاہا کہ اس گستاخ فقیر کو پکڑ کر سزا دیں لیکن آپ نے ان کو سختی سے منع فرما دیا اور قریب جا کر اس کا پسینہ اپنی آستین سے پونچھا اور پھر اسے چار درہم عنایت فرمائے۔ آپ کا حلم و عفو دیکھ کر وہ سخت نادم ہوا۔

شاہی نذر لینے سے انکار

فرخ سیر شاہِ ہند حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادیؒ کا بڑا عقیدتمند تھا۔ اس نے ایک مرتبہ آپ کے لنگر کے لئے ایک بڑی جاگیر نذر کی۔ لیکن آپ نے اس کو لینے سے صاف انکار کر دیا۔ بادشاہ نے بہت اصرار کیا لیکن آپ اپنے انکار پر قائم رہے۔ حضرت کا اصول تھا کہ بادشاہوں اور امراء کی ملاقات کے لئے کبھی ان کے پاس نہیں جاتے تھے۔ البتہ جو آپ کی خانقاہ میں خود آ جاتا اس سے مل لیتے تھے اور اتباع سنت و شریعت کی تلقین فرماتے تھے۔

حضرت شاہ دولہؒ کی غیرتِ فقر

حضرت شاہ دولہؒ نے جب گجرات میں مستقل سکونت اختیار فرمائی تو تھوڑے ہی عرصہ میں مرجع خلائق بن گئے اور آپ کے مریدوں کی تعداد

Marfat.com

لاکھوں تک پہنچ گئی۔ اس وقت جہانگیر کا عہد حکومت تھا۔ بعض حاسدوں نے اس کے کان بھرے کہ شاہ دولہؒ سے بغاوت کا خطرہ ہے۔ چنانچہ اس نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کیا اور مختلف سوالات پوچھے۔ جب سب کا تسلی بخش جواب ملا تو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو رخصت کیا اور چلتے وقت دو ہزار اشرفیاں آپ کی نذر کیں۔ آپ نے بادل ناخواستہ لے لیں لیکن باہر آ کر سب خیرات کر دیں۔ اس کے بعد ایک موقع پر جہانگیر نے پانچ ہزار بیگھہ زمین آپ کی نذر کرنی چاہی لیکن آپ کی غیرتِ فقر نے اس کا قبول کرنا گوارا نہ کیا اور آپ نے بادشاہ کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ آپ نے اپنی زندگی رفاہِ عامہ کے کاموں کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ جو کچھ آپ کے ہاتھ آتا اس کو مساکین کی پرورش اور مسجدوں، پلوں اور نالیوں کی تعمیر پر صرف کر دیتے تھے۔

علماء کا احترام

ابوالفضل اکبر کے نورتنوں میں سے ایک تھا اور شاہی دربار میں بڑے اثر و رسوخ کا مالک تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ابوالفضل سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ ابوالفضل فلسفیوں کا بڑا دلدادہ تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ مجدد الف ثانیؒ کی موجودگی میں اس نے فلسفیوں کا ذکر شروع کر دیا اور ان کی اس حد تک تعریف کی جس سے علمائے دین کی ہتک کا پہلو نکلتا ہے۔ حضرت مجددؒ کو کو اس کی مبالغہ آرائی

Marfat.com

ناگوار گزری۔ آپ نے اس کو ٹوکا اور فرمایا کہ امام غزالیؒ نے ایک رسالہ المنقذ من الضلال لکھا ہے۔ جس میں فلاسفہ کی گمراہی کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے اور اپنے موقف کے حق میں بڑے قوی دلائل دیے ہیں۔ ابوالفضل یہ سن کر جھلا اٹھا اور امام غزالیؒ کی شان میں ایک گستاخانہ جملہ کہہ دیا۔ حضرت مجددؒ کا چہرہ فرطِ غضب سے سرخ ہو گیا اور آپ نے کڑک کر فرمایا اگر اہل علم کی صحبت کا مذاق رکھتے ہو تو اس قسم کی بدزبانی سے پرہیز کرو اور اپنی زبان کو لگام دو۔ یہ کہہ کر آپ اٹھ کر چلے گئے۔ تو ابوالفضل اپنے کیے پر پشیمان ہوا۔ اس نے حضرت مجددؒ سے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ علماء کی شان میں کبھی کوئی نازیبا بات نہیں کرے گا۔

اہل حق کے نزدیک معتبر کون؟

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کا جہانگیر کے سامنے سجدہ تعظیمی نہ کرنے کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ جہانگیر نے برہم ہو کر آپ کو قید کر دیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد رہا کر کے آپ کو لشکر میں اپنے ساتھ رکھنے لگا۔ بادشاہی خیمہ کے ساتھ آپ کا خیمہ بھی جاتا تھا کبھی آگرہ کبھی گوالیار کبھی سورت کبھی اجمیر وغیرہ، اس دوران میں شہزادہ خرم (شاہجہان) اور دربار شاہی کے کئی جو دوسرے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے حضرت کے کمال زہد و ورع اور غیر معمولی تبحر علمی سے خود شہنشاہ

Marfat.com

جہانگیر بھی بے حد متاثر ہوا اور آپ سے عقیدت رکھنے لگا۔

ایک بار آگرہ سے باہر رمضان کی ۲۹ تاریخ کو بادشاہ شکار کھیلنے گیا اور چاند دیکھ لیا۔ دیگر مصاحبوں نے بھی دیکھا۔ دوسرے دن آگرہ میں روزہ کھولنے کا عام حکم ہو گیا۔ مگر حضرت مجددؒ نے روزہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ جب حسب معمول دربار شاہی میں تشریف لے گئے تو بادشاہ نے دستور کے مطابق تعظیم دے کر پان کی گلوری بڑھائی۔ آپ لے کر رکھ لی۔ تھوڑی دیر کے بعد اطلاع آئی کہ فلاں گاؤں کے کچھ جولاہے رویت ہلال کی شہادت دینے آئے ہیں۔ بادشاہ نے بلایا اور شہادت لی۔ حضرت مجددؒ نے اب گلوری اٹھا کر منہ میں رکھ لی جب جلاہے چلے گئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ آپ مجھے جولاہوں سے بھی کم سمجھتے ہیں۔ حضرت مجددؒ نے بغیر کسی ادنیٰ خوف و ہراس کے فرمایا کہ آپ کے فسق و فجور کی اتنی اطلاعیں مجھ تک پہنچتی رہتی ہیں کہ آپ کی گواہی کو میں شرعاً معتبر نہیں سمجھتا اور آپ کے حواری اس قدر خوشامدی ہیں کہ ان کی گواہی بھی معتبر نہیں جو آپ کہیں گے وہ ہاں میں ہاں ملائیں گے اور ان جولاہوں سے میں واقف ہوں یہ لوگ کبھی گواہی نہ دیں گے یہ نہایت دیندار لوگ ہیں۔ بادشاہ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

سید مدن شاہؒ کی حق گوئی

حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان والی روہیل کھنڈ ایک سچے مسلمان اور نہایت پاکباز، معارف پرور، معدلت شعار اور حق شناس

Marfat.com

حکمراں تھے۔

اپریل ۱۷۷۴ء میں نواب شجاع الدولہ والیٔ اودھ نے انگریزوں کے ساتھ مل کر روہیل کھنڈ پر چڑھائی کر دی۔ حافظ الملک نے کڑہ میران پور کے میدان میں شجاع الدولہ اور انگریزوں کی متحدہ فوج کا نہایت بے جگری سے مقابلہ کیا۔ لیکن قضا و قدر کو کچھ اور منظور تھا۔ حافظ الملک میدان جنگ میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ان کا سر کاٹ کر شجاع الدولہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے اسے نواب مظفر جنگ کے پاس شناخت کیلئے بھیجا۔ نواب ضابطہ خان نے سر کو دیکھ کر کہا۔

واقعی یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے۔ دوسرے کا نہیں ہے اور نواب مظفر جنگ نے کہا: "اسی ریش فش پر "جناب عالی" سے لڑنے پر آمادہ ہوئے تھے۔ شجاع الدولہ نے حافظ الملک کا سر اتار کر لانے والے کو ایک ہاتھی دو شالہ اور زرِ نقد انعام میں عطا کیا اور ان دونوں نوابوں نے بھی شجاع الدولہ کو خوش کرنے کے لئے اس شخص کو پانچ پانچ سو روپیہ کا انعام دیا۔ اس کے بعد شجاع الدولہ نے حافظ الملک کا سر سید شاہ مدنؒ کے پاس بھیجا۔ وہ ایک صاحبِ دل اور باحمیت بندگ تھے۔ اس سر کو دیکھ کر چشم پُر آب ہو گئے اور فرمایا "ہاں یہ اسی مسلمان کا سر ہے" پھر بآواز بلند یہ شعر پڑھا۔

؎ سر کشتہ بر نیزہ میسزد نفس
کہ معراجِ مرداں ہمیں است و بس

Marfat.com

شجاع الدولہ کو سید شاہ مدنؒ کی حق گوئی سخت ناگوار گزری اس نے ان کی تمام جائیداد اور مال و اسباب جو کم و بیش ایک لاکھ روپے کی مالیت کا تھا ضبط کر لیا اور شاہ صاحبؒ کو قید و بند میں ڈال دیا۔ اور ان پر بے پناہ مظالم ڈھائے۔ بالآخر قید خانے ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ سید شاہ مدن کی اخلاقی جرأت اور حق گوئی کو روہیل کھنڈ کے لوگ آج تک یاد کرتے ہیں اور ان میں یہ شعر زبانِ زدِ خاص و عام ہے ؎

بڑھائی شیخ نے داڑھی اگرچہ سن کی سی
مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

اس شعر میں مولوی مدن سے مراد یہی سید شاہ مدنؒ ہیں۔

ایک بیوہ اور یتیم بچے کے لئے ایثار

۱۲۵۵ھ میں ہندوستان سے ایک خاتون اپنے خاوند کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئی۔ اس کا شوہر قضائے الٰہی سے جہاز میں فوت ہو گیا اور اپنے پیچھے وہ خاتون اور ایک شیر خوار بچہ چھوڑا جب جدہ میں مسافر جہاز سے اتر کر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے تو وہ خاتون اپنے بچے کو گود میں لئے ہوئے پیادہ پا اس مقام پر پہنچی جہاں اونٹ جمع ہوتے ہیں۔ بے کسی کا سفر، شوہر کے مرنے کا غم، زادِ راہ کچھ پاس نہ تھا اسی عالم یاس میں یہ سوچ کر کہ یہاں اکثر قافلے آتے جاتے ہیں شاید خدا کا کوئی نیک بندہ بچے کے حال پر ترس کھا کر اس کو اٹھا لے۔

Marfat.com

اس خاتون نے اپنے لختِ جگر کو ایک پتھر پر لٹا دیا اور خود ایک قافلے کے پیچھے ہو لی۔ لیکن ماں کی ممتا نے جوش مارا تھوڑی دور چل کر پھر واپس آئی۔ بچے کو گود میں اٹھایا۔ آنکھوں سے سیلِ اشک بہہ نکلا آسمان کی طرف دیکھا اور بے ساختہ آہیں بھرنے لگی۔ پھر بچے کو خدا حافظ کہہ کر پتھر پر لٹا دیا اور جی کڑا کر کے مکہ معظمہ کی طرف چل پڑی۔ تھوڑی دیر چلی اور پھر لوٹ آئی۔ یہی اتفاق کئی بار ہوا۔ اسی زمانہ میں حضرت سیف اللہ المسلول حضرت شاہ معین الحق فضل رسول قادری بدایونی بھی حج کے لئے حجاز تشریف لے گئے تھے وہ ایک قافلے میں ادھر سے گزرے۔ اس عورت کی بے قراری اور بچے کو پتھر پر بلکتے دیکھا تو اس خاتون سے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے اپنی سرگذشت سنائی تو حضرت نے فرمایا تم اپنے بچے کے ساتھ ہمارے اونٹ پر آرام و اطمینان سے بیٹھ کر چلو۔ چنانچہ وہ عورت بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر بیٹھ گئی اور شاہ فضل رسول پیادہ پا روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر حج بیت سے فارغ ہوئے اور مدینۃ الرسول کی حاضری کا قصد کیا۔ آپ نے اس خاتون اور اس کے بچے کو پھر اونٹ پر سوار کرا دیا۔ اور خود مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا طویل سفر پاپیادہ طے کیا۔ راستہ میں جہاں کہیں بچہ دودھ کے لئے روتا آپ قافلہ سے جس طرح ہو سکتا بچے کے لئے دودھ مہیا کرتے۔ اگر قافلہ سے نہ مل سکتا تو بدوؤں کی قریبی بستیوں میں جا کر دودھ لاتے۔ روضۂ نبوی کی زیارت کے بعد حضرت نے اس خاتون کو مزید

Marfat.com

زادِ راہ مرحمت فرمایا اور وہ بخیر و خوبی اپنے وطن واپس آگئی۔

طلبِ صادق

منشی کرامت علی شہیدی کا شمار اردو کے مشہور شعرا میں ہوتا ہے ان کی نعتوں نے بڑی مقبولیت پائی۔ شہیدی شاہ فضل رسول بدایونیؒ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ ایک دن شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ہدایت کی کہ حج بیت اللہ کے لئے جاؤ اور پھر روضۂ نبویؐ پر حاضری دو۔ شہیدی نے تعمیل ارشاد کی حامی بھری اور اسی روز بڑے ذوق شوق سے ایک قصیدۂ نعتیہ لکھا دوسرے دن اسے مرشدِ گرامی کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور پڑھنا شروع کیا جب یہ شعر پڑھا ؎

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

تو مرشد نے زبان سے آمین کہہ کر فرمایا کہ انشاء اللہ یہ تمنا پوری ہو گی۔ چنانچہ اسی سال شہیدی حج کے لئے روانہ ہوئے اور حج سے فارغ ہو کر مدینۃ الرسول کی زیارت کے لئے چل پڑے۔ راستے میں ان پر کیف و بے خودی کا عجب عالم طاری رہا۔ منشا نہ دھن کبھی پا پیادہ چلتے کبھی ناقہ پر سوار ہو جاتے۔ راستہ میں طبیعت علیل ہو گئی۔ لیکن انہوں نے

Marfat.com

سفر جاری رکھا یہی آرزو تھی کہ کسی طرح مدینہ منورہ پہنچ جاؤں۔ گرتے پڑتے مدینہ کے نواح میں پہنچ گئے۔ جوں ہی ان کی نظر روضۂ اطہر کے گنبد پر پڑی۔ زبان پر یہ مصرع جاری ہوگیا۔

ع تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے

اور اس کے ساتھ ہی ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

مشائخ متقدمین کا ادب

شاہ سلیمان پھلواروی سے روایت ہے کہ جب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کا انتقال ہوا تو آپ کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز رح کمسن تھے۔ لوگوں نے ان کو سجادہ پر بٹھانا چاہا تو انہوں نے اپنی کمسنی کا عذر کرکے انکار کیا مگر جب لوگوں نے حد سے زیادہ اصرار کیا تو شاہ عبدالعزیز رح نے فرمایا کہ اس وقت دہلی کے دو شیخ کامل ہیں۔ ایک مولانا فخر رح اور دوسرے حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح یہ دونوں بزرگ اگر خود تشریف لاکر اپنے ہاتھوں سے میری دستار بندی کریں تو اس بار گراں کو اٹھانا میں منظور کروں گا۔ یہ دونوں بزرگ عام طور پر گوشہ نشین رہتے تھے اور بوجہ ضعیف العمری اور مشاغل دینی جمعہ کے سوا اپنی خانقاہوں سے بہت کم نکلتے تھے۔ حضرت مولانا فخر رح کو جب اس واقعہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت مرزا جان جاناں رح کو کہلا بھیجا کہ یہ لڑکا

Marfat.com

ہمارے جانے کے بغیر نہیں مانے گا. چلیئے ہم اس کی خواہش پوری کرائیں. آپ تیار رہیئے میں آپ کو ساتھ لے کر عبدالعزیزؒ کے ہاں جاؤنگا چنانچہ دونوں بزرگوار حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے مکان پر پہنچے اور فرمایا کہ کیوں میاں. پگڑی کیوں نہیں باندھتے ؟ شاہ صاحب نے عرض کی کہ آپ اگر اپنے دست مبارک سے باندھیں تو مجھے منظور ہے. مولانا فخر چشتیؒ تھے. انہوں نے دستار ہاتھ میں لے کر مرزا مظہر جاناں سے کہا کہ اسے آپ اپنے ہاتھ سے باندھیں. کیونکہ آپ دونوں کا مسلکِ طریقت ایک ہی ہے (یعنی نقشبندی) مگر حضرت جانِ جاناںؒ نے کہا نہیں آپ اپنے ہاتھوں سے باندھیں. بالآخر شاہ عبدالعزیزؒ نے دونوں بزرگوں کے ہاتھوں کو پکڑ کر دستار اپنے سر پر رکھ لی۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اس کے بعد بھی برابر ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے. حضرت شاہ ولی اللہؒ کے حلقہ کے لوگوں کو یہ بات ناگوار ہوتی تھی اور بعض لوگ خفا ہو کر کہتے تھے کہ اس سے آپ کے والدؒ اور آپ کی اپنی جلالت علمی مجروح ہوتی تھی. مگر شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنی وضع قائم رکھی. یہاں تک کہ مولا فخر اور حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے سفر آخرت فرمایا اس کے بعد تمام لوگوں نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ ہی کی طرف رجوع کیا اور وہ قریب قریب ساری دہلی کے شیخ الکل ہو گئے۔

Marfat.com

عبادت اور رقص و سرود میں فرق

ایک مرتبہ ایک شخص نے شاہ عبدالعزیزؒ سے پوچھا کہ محفل رقص و سرود میں انسان بخوشی بیٹھا رہتا ہے لیکن جب وہ عبادت میں مشغول ہو تو اسے نیند آنے لگتی ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا دو پلنگ ہوں ایک پر کانٹے بچھے ہوں اور دوسرے پر پھول تو نیند کس پر آئے گی۔ اس نے عرض کی کہ پھولوں کے پلنگ پر۔ آپ نے فرمایا، بس کانٹوں کا پلنگ محفل رقص و سرود کی مانند ہے اور پھولوں کا پلنگ مانند عبادت کے ہے۔ یہی سبب ہے کہ محفلِ رقص و سرود میں نیند نہیں آتی۔ مگر عبادت میں آجاتی ہے۔

مذہبی بحث و تکرار سے نفرت

حضرت سید غوث علی شاہ قلندرؒ پانی پتی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں دلی کی زینت المساجد میں مقیم تھا۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ وہاں کے مولوی محبوب علی صاحب اور کمبل پوش (ایک صوفی منش جوان) میں اس بات پر جھگڑا ہو رہا تھا کہ آیت "فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ الَّذِي میں بیت" کے کیا معنی ہیں۔ مولوی صاحب تو کہتے

Marfat.com

سمجھتے کہ بیت سے مراد کعبہ ہے اور کمبل پوش کا قول تھا کہ بیت کا مطلب "قلبِ انسانی" ہے۔ یہاں تک بحث ہوئی کہ نوبت بجدال پہنچی۔ اتنے میں مولوی فضل حق خیرآبادی صاحب تشریف لائے دونوں صاحبوں کی تقریر سنی اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ صاحب آپ خاموش بیٹھے سنتے ہیں۔ فیصلہ کیوں نہیں کر دیتے۔ میں نے کہا مولوی صاحب مجھ کو ایک نقل یاد آئی ہے۔ میرٹھ میں لالہ بانکے رائے کے مکان پر میں مقیم تھا جہاں ایک چھوٹا سا پیپل کا درخت لگا ہوا تھا۔ اتفاقاً ایک روز گائے نے اس درخت پر منہ ڈالا میں نے کہا اسے ہٹا کیوں نہیں دیتے۔ تو لالہ بانکے رائے بولے کہ میاں چپکے رہو یہ دونوں ہمارے دیوتا ہیں آپس میں خود ہی سمجھ لیں گے۔ دونوں کے درمیان ہم کیوں دخل دیں۔ سو جناب عالی یہ دونوں صاحب ہمارے دیوتا ہیں اور ان کا معاملہ خضرؑ و موسیٰؑ کا سا ہے۔ شریعت و طریقت کی جنگ ہے ابھی هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ کہہ اٹھیں گے بھلا میں ان کو کیا سمجھاؤں۔

من ز قرآں مغز را برداشتم
استخواں پیشِ سگاں انداختم

آپ تشریف رکھئے اور ان دونوں صاحبوں کو لڑنے دیجئے۔ یہ بات سن کر دونوں ہنس پڑے اور کہا کہ واہ صاحب آپ نے ہم دونوں کتا بنا دیا۔

Marfat.com

ایسے فیض کو سلام

سید غوث علی قلندرؒ فرماتے ہیں کہ جب ہم کرت پور گئے تو دیکھا کہ صبح دم سجادہ نشین صاحب آئے اور حضرت احمد شاہ کے مزار کا طواف وسجدہ کیا۔ ہم نے کہا صاحب طواف وسجدہ تو یہاں ادا ہوا۔ اگر حضرت غوثِ اعظمؒ کے مزار پر آپ ہوں تو وہاں کیا کیجیے گا اور حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے کیا باقی رکھا اور خدا سے تو کچھ مطلب ہی نہیں جس کے لئے کچھ ادب اور تعظیم درکار ہو۔

وہ خفا ہوئے اور بولے میاں! طالب علم حجتی ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان کو فیض نہیں ہوتا۔

ہم نے کہا کہ صاحب ایسے فیض کو ہمارا سلام ہے کہ جس کے لئے خدا کو چھوڑ کر دوسرے کے سامنے سر جھکائیں اور توحید سے نکل کر شرک میں مبتلا ہوں۔

وظائف دنیا طلبی کے لئے نہیں ہوتے

ایک شخص حضرت غوث علی شاہ قلندرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کشائش رزق کے لئے وظیفہ پوچھا آپ نے فرمایا میاں

Marfat.com

اگر درود و وظائف پر روزی کا انحصار ہوتا تو دنیا میں مولویوں سے بڑھ کر کوئی دولت مند نہیں ہوتا. سچ پوچھو تو وظیفہ اس معاملہ میں الٹا اثر کرتا ہے. کیوں دنیا ایک میل کچیل ہے اور اللہ کا نام صابن. بھلا صابن سے میل میں اضافہ کیونکر ہو سکتا ہے. خدا کا نام تو صرف اس لیے ہے کہ اس کی برکت سے دنیا کی محبت دل سے دور ہو جائے نہ اس لئے کہ آدمی دنیا میں زیادہ آلودہ ہو. یہ باتیں سن کر اس شخص نے پھر اصرار کیا تو فرمایا یَاحَیُّ یَابَاسِطُ اُبْسُطْ فِیْ رِزْقِیْ پڑھا کرو لیکن مسجد سے باہر. خدا کے گھر میں دنیا طلبی کا کیا کام؟

حضرت غوث علی شاہ قلندر اور ایک گمراہ آدمی

حضرت غوث علی شاہ قلندرؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بابری گیا وہاں ایک گمراہ آدمی نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا. ایک دن وہ میرے پاس آیا. میں نے اس کا حال پوچھا اس نے کہا میں خدا ہوں. میں نے کہا واہ حضرت ہم تو مدت سے آپ کی تلاش میں تھے. گھر چھوڑا، وطن چھوڑا آپ ہی کی جستجو میں جابجا پھرتے رہے. آپ خود ہی تشریف لے آئے. بڑی مہربانی اور احسان فرمایا. پھر میں نے اس کے لیے کھانا منگایا اتفاقاً اس دن روکھی روٹیاں چنے کی تھیں. اس سے اچھی طرح کھائی نہ گئیں لقمہ گلے سے اترنا دشوار تھا. کچھ ناراض سا ہونے لگا. میں نے

Marfat.com

کہا۔ ناراضی کی کیا وجہ ہے خود ہی انصاف کیجئے کہ خدا تو آپ ٹھہرے جیسا کہ ہم کو آپ نے زیادہ سامنے لا رکھا۔ اگر آپ پلاؤ دیتے تو وہی پیش کیا جاتا۔ اس کے بعد میں نے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی اور اس سے معنی دریافت کئے۔ کہا میں تو ناخواندہ ہوں۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ آپ بھی عجیب خدا ہیں کہ خود ہی قرآن نازل کیا اور پھر اس کے معنی نہیں سمجھتے۔ اس پر وہ سخت نادم ہوا اور اپنے قول سے توبہ کی۔

شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ اور ایک سائل

ایک دفعہ کوئی عرب سائل شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت رات کافی گزر چکی تھی۔ سائل نے حضرت سے کہا کہ اے شیخ مجھے دو سو روپیہ دو میرا اسباب کانپور میں چوری ہو گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا اس وقت ہمارے پاس کچھ نہیں ہے صبح بشرط زندگی کوئی انتظام کریں گے۔

سائل نے کہا ہم کچھ نہیں جانتے۔ جیسے بھی ہو ہمیں دو سو روپے ابھی چاہئیں۔ حضرت نے اپنے منشی کو بلا کر حکم دیا کہ بھائی ان کو دو سو روپے کہیں سے لا دو منشی نے کہا جناب اس وقت دس بج چکے ہیں۔ سب بنئے بقال اپنے گھروں کو چلے گئے ہوں گے۔ اس وقت کہاں سے لاؤں۔ آپ نے فرمایا جہاں سے جس طرح ہو سکے ان کی

Marfat.com

خدمت کرنا ضروری ہے لاکر دو کسی بقّال سے قرض لے آؤ جب اللہ دے گا ادا کردیں گے۔ غرض منشی گیا اور ایک بقّال سے۔ اس وقت اس کے پاس صرف ڈیڑھ سو روپے تھے اس نے وہی دے دیئے۔ وہ لے کر آئے اور حضرت نے سائل کو دے دیئے مگر سائل نے کہا کہ اے شیخ ہمارا سوال دو سو کا ہے اس سے کم نہیں لیں گے حضرت نے اسے ہرچند راضی کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کسی طرح نہ مانا۔ آپ نے منشی سے فرمایا کہ بھائی کسی سے پچاس روپے اور لاؤ۔ منشی نے دوسرے بقّال سے لاکر دیے لیکن سائل اب بھی مطمئن نہ ہوا کہنے لگا کہ ہمارا جو اسباب چوری ہوا ہے۔ اس میں ایک چادر دری، لوٹا اور کٹورہ بھی تھا۔ آپ نے یہ سن کر اپنا لوٹا، چادر، دری اور کٹورہ مرحمت فرمائے۔ اور فرمایا کہ برادر عربی اب جلدی تشریف لے جایئے تاکہ کسی کو خبر نہ ہو"۔ اس وقت رات کے بارہ بج چکے تھے۔ عرب باہر نکلا لیکن تھوڑی دیر بعد پھر آگیا اور کہا ہم کو آٹھ خط لکھ دو آپ نے وہ خطوط بھی لکھ دیئے وہ تھوڑی دور جاکر پھر واپس ہوا اور کہنے لگا کہ ہم کو ٹٹو بھی منگوا دو، ہمارے لئے پاپیادہ سفر کرنا مشکل ہے حضرت نے منشی سے کہہ کر ٹٹو بھی منگوایا۔ وہ ٹٹو پر بیٹھ کر چلا اور پھر واپس آگیا اور کہنے لگا اس کا کرایہ بھی دیجئے چنانچہ ٹٹو والے سے کہہ دیا گیا کہ فلاں بندے سے کرایہ لینا۔ اب سائل مطمئن ہوگیا اور ہنسی خوشی وہاں سے رخصت ہوا۔

Marfat.com

ایثار و کرم

ایک دفعہ جے پور کے ایک حکیم صاحب شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک قیمتی معجون آپ کو پیش کی اور کہا کہ یہ معجون بہت قیمتی ہے آپ کے قویٰ میں اضمحلال بدرجہ غایت ہوتا جاتا ہے۔ اسے نوش فرما لیا کیجیے۔ انشا اللہ طبیعت چاق و چوبند ہو جائے گی۔ حضرت نے تھوڑی سی معجون چکھی اور بہت تعریف کی۔ اتنے میں سلطانی نام آپ کا بوڑھا مہتر آگیا۔ آپ نے اس سے فرمایا سلطانی تو بہت ضعیف ہو گیا ہے۔ لے یہ معجون ہمارے حکیم صاحب لائے ہیں اس کو کھا لیا کرنا اور ساری ڈبیہ اس کے حوالے کر دی۔

عطائے دستار

شاہ سلیمان پھلواریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار سردی کے زمانہ میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن قدس سرہ العزیزؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے سر پر عمامہ نہ تھا۔ جوان تھا۔ اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا۔ مولوی سلیمان تم صافہ نہیں باندھتے؟ میں خاموش رہا کیا بولتا۔ مولانا نے اپنے سر مبارک سے عمامہ اتارا اور میری

Marfat.com

طرف بڑھاکر ارشاد فرمایا" لو صافہ باندھ لو. میں نے حسبِ ارشاد تعمیل کی. واللہ کیا لوگ تھے ؎

میں نے دیکھی ہیں وہ آنکھیں ساقی
جامِ مے کی مجھے حاجت ہی نہیں

علم کی برکت

شاہ سلیمان پھلواروئیؒ کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے امام جعفر صادق رحم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں ' تبرّا کرو". میں صبح بیدار ہوا تو میں نے کہا کہ خدا وندا میں دشمنانِ اہلِ بیت سے اپنی برات کرتا ہوں. میں اعدائے اہل بیت سے بری ہوں۔

جب یہ واقعہ استاذی جناب مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی سے میں نے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہیں تمہارے علم نے بچالیا ورنہ گمراہ ہو جاتے ؎۱

مجالسِ وعظ کی رونق

شاہ سلیمان پھلواروی رحم فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ نظام الدین صاحب

؎۱ یعنی اگر کوئی عامی یہ خواب دیکھتا تو اپنی جہالت کے باعث اصحابِ رسول پر تبرّا بازی شروع کر دیتا۔

Marfat.com

ابن حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی میرے مواعظ و مجالس میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مجھ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ میں نے ایک بار عرض کیا کہ حضور اس قدر ضعیف و نحیف ہو کر وعظ میں آنے کی تکلیف گوارا فرماتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ بھئی یہ زمانہ اب لا مذہبیت اور بے دینی کا آگیا ہے اور دینی و روحانی بیانات کی قدر لوگ کم کرنے لگے ہیں۔ اس لئے میں خاص کر آتا ہوں تاکہ اور لوگ بھی شرما شرمی شریک ہو جائیں اور مجالس وعظ کی رونق زیادہ ہو۔

امام صاحب کا حق

شاہ سلیمان پھلواروی فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں جب میں نے لاہور کی شاہی مسجد کو دیکھا تو اس میں بڑے بڑے پیپل کے درخت تھے۔ یہاں ایک زمانہ میں رنجیت سنگھ کے گھوڑے بندھتے تھے یہ مسجد شہنشاہ اورنگ زیب کی بنوائی ہوئی ہے۔ یہ مسجد اتنی وسیع بنوائی گئی تھی کہ سلطنت عالمگیری سے باہر بخارا میں تو اتنی بڑی مسجد تھی اس کی سلطنت کے اندر کہیں نہیں تھی۔ اس مسجد میں مجھے جمعہ کی نماز پڑھانے اور وعظ کہنے کا بہت بار موقع ملا ہے۔ ایک مرتبہ عید الاضحیٰ کے موقع پر میں لاہور میں تھا۔ قزلباش صاحب انجمن اسلامیہ کے صدر تھے جس کے زیر اہتمام یہ مسجد ہے۔ سردار محمد ایوب خان شہزادہ کابل

Marfat.com

کی خواہش پر مجھے عید پڑھانے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ میں نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ سردار محمد ایوب خان اٹھارہ سو آدمیوں کے ساتھ نماز میں آئے تھے۔ وہاں کے دستور کے مطابق بیسیوں شالیں اور پگڑیاں رؤسا و انجمن کی طرف سے پیش کی گئیں۔ سردار صاحب کی طرف سے بھی ایک قیمتی شال مع ایک سو روپیہ نقد پیش کی گئی۔ لیکن میں نے کوئی ہدیہ قبول نہ کیا بلکہ یہ کہہ کر کہ یہ سب حق یہاں کے مستقل امام صاحب کا ہے۔ کل شالیں، پگڑیاں اور روپے امام صاحب کے حوالے کر دیئے۔ کچھ لوگوں کو اس پر تعجب ہوا مگر تمام سنجیدہ طبقے نے میری اس انصافانہ کارروائی کو بہت اچھی نظر سے دیکھا۔

فقیر کی دعا یا تحفہ

نواب ڈاکٹر سر حافظ محمد احمد سعید خان صاحب آف چھتاری. جی. بی ای، کے سی ایس آئی، کے سی آئی ای، ایل ایل ڈی، سابق گورنر صوبہ یو.پی (بھارت) و سابق وزیر اعظم حیدر آباد دکن اپنے خود نوشت سوانح حیات "یاد ایام" جلد اول میں تحریر کرتے ہیں کہ "میرے گھر میں مسلسل تین لڑکیاں ہو چکی تھیں اور ہم دونوں میاں بی بی کا دل یہ چاہتا تھا کہ خدا بیٹا دے۔ گو کبھی ایک دوسرے کے سامنے زبان سے نہ کہتے تھے۔ لیکن ہمارے دل کا حال ایک دوسرے سے پوشیدہ نہ تھا۔ اسی زمانہ میں

Marfat.com

اتفاق سے میری بیوی مرحومہ ایک تعزیت کے سلسلے میں موضع سمیرہ گئیں۔ وہاں اس زمانہ میں مولوی شیرازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام تھا وہ ان کی بیوی سے بھی ملنے گئیں۔ ان کا بیان ہے کہ جب وہ واپس ہو رہی تھیں تو مولوی صاحب ایک چھبڑے میں بیر لے کر آئے اور رتھ کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا۔

بی بی تم ایک فقیر کے گھر آئی ہو۔ میرے پاس
تمہیں دینے کو کچھ نہیں مگر انشاء اللہ آئندہ تمہارے
ہاں بیٹے ہوا کریں گے۔"

مرحومہ نے یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا کہ آج یہ واقعہ پیش آیا۔ اس کا خیال بھی دل میں نہ رہا۔ کہ اس کے دس گیارہ ماہ بعد راحت سلمہ، جنوری ۱۹۱۸ء آٹھ اور نو کی شب میں پیدا ہوئے۔ موجودہ زمانہ میں اس طرح کی باتوں پر یقین کرنا مضحکہ خیز خیال کیا جاتا ہے لیکن واقعہ ہے کہ پھر کبھی میری بیوی کے بیٹی پیدا نہیں ہوئی اور چار لڑکے ہوئے۔

تسخیری وظائف سے اعراض

حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن چوہردیؒ کے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ سے محبانہ تعلقات تھے۔ ایک دفعہ حضرت گولڑوی نے خواجہ صاحب کے فقر اور افلاس کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ فلاں وظیفہ

Marfat.com

پڑھا کریں تو آپ کا لنگر خوب چل جائے گا اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو گی۔"

خواجہ صاحبؒ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ جب حضرت گولڑویؒ نے دو تین بار اصرار کیا تو انہوں نے فرمایا۔

"حضرت مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ باہر سے لوگ مجھے پیر سمجھ کر آئیں اور اندر پیر پیسوں کا وظیفہ پڑھتا ہو۔"

حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف نے فرمایا "مرحبا جیسا آپ کو سنا تھا ویسا ہی پایا۔"

Marfat.com

فہرست

مآخذ

اس کتاب میں درج حکایات جن کتابوں سے اخذ کی گئی ہیں، ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ روض الریاحین فی حکایات الصالحین علامہ یافعیؒ

۲۔ نفحات الانس	مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ
۳۔ تذکرۃ الاولیاء	شیخ فریدالدین عطارؒ
۴۔ کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ
۵۔ کشف المحجوب	حضرت مخدوم علی ہجویریؒ
۶۔ احوال الصادقین	حضور احمد سہوانیؒ
۷۔ لطائف علمیہ	محمد ابن جوزی
۸۔ اخبار الاخیار	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ
۹۔ اکمل التواریخ	مولوی محمد یعقوب ضیاء قادری بدایونی
۱۰۔ ذوالنون مصری	صوفی بکڈپو پنڈی بہاؤالدین

Marfat.com

۱۱۔ تذکرہ عزیزیہ	قاضی محمد بشیر الدین
۱۲۔ تذکرہ غوثیہ	موی گل حسن خلیفہ شاہ غوث علی قلندر پانی پتی۔
۱۳۔ مشاہیر اسلام	مجموعہ مضامین متفرقہ شائع کردہ صوفی پکڈ لو پنڈی بہاؤ الدین
۱۴۔ ابوبکر شبلیؒ	عبدالحلیم شررؔ
۱۵۔ عارف سلطانی	مولوی ظفر الحسن
۱۶۔ تاریخ حریت اسلام	منشی محمد الدین فوقؔ
۱۷۔ آب کوثر	شیخ محمد اکرم
۱۸۔ حیات حافظ رحمت خان	الطاف علی بریلوی
۱۹۔ تابعین	شاہ معین احمد ندوی
۲۰۔ جواہر ریزے	مولانا مفتی محمد شفیع
۲۱۔ ہفتاد اولیاء	شاہ مراد سہروردی
۲۲۔ غلامانِ اسلام	سعید احمد اکبر آبادی
۲۳۔ خاتم سلیمانی	سید شاہ غلام حسین ندوی پھلواری
۲۴۔ اولیاء اللہ	عبدالوہاب عندلیب
۲۵ جمال نقشبند	صلاح الدین نقشبندی
۲۶۔ سالکانِ طریقت	عزیز حسن بقائی۔
۲۷۔ بزم صوفیہ	صباح الدین عبدالرحمٰن

Marfat.com

۲۸۔ خاصانِ خدا کی نماز — ابو محمد امام الدین رام نگری
۲۹۔ تذکرۃ الابرار — شبیر حسن چشتی
۳۰۔ یادِ ایام — نواب حافظ سر محمد احمد سعید احمد خان چھتاری
۳۱۔ روحانیت کے تاجدار — محمد مستحسن فاروقی
۳۲۔ تاریخ المشاہیر — قاضی محمد سلیمان منصور پوری

ان کتابوں کے علاوہ کچھ ماہانہ رسائل سے بھی مدد لی گئی ہے ان میں آستانہ دہلی۔ فیض الاسلام راولپنڈی۔ اسلامی دنیا دیوبند کے نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

Marfat.com

اچھی اور سستی کتابیں

معراج المومنین	محمد حلیم
مجددِ اعظم	〃
تذکرہ حضرت خواجہ اجمیریؒ	طالب ہاشمی
تذکرہ سیدنا غوث اعظمؒ	〃
حضرت ابو ایوب انصاریؓ	〃
اخلاقِ پیمبری	〃
یہ تیرے پُراسرار بندے	〃
معجزاتِ سرورِ کونینؐ	〃
حکایات سعدیؒ	〃
حکایاتِ رومیؒ	〃
حکایات صُوفیہ	〃
ارشاداتِ دانائے کونینؐ	〃
تذکرہ حضرت علی ہجویریؒ	حکیم امین الدین
کیرو کی ہاتھ کی بات	ترجمہ کمال احمد رضوی

شعاعِ ادب

چوک انارکلی ۔ مسلم مسجد
بیرون لوہاری گیٹ ۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

اچھی، سستی اور خوبصورت کتابیں

بابا فرید گنج شکرؒ
طالب ہاشمی

سیّدنا غوث اعظمؒ
طالب ہاشمی

حکایاتِ صوفیہ
طالب ہاشمی

معجزاتِ سرورِ کونینؐ
طالب ہاشمی

اخلاقِ پیغمبریؐ
طالب ہاشمی

سفرنامۂ آخرت
طالب ہاشمی

Marfat.com

اچھی، سستی اور خوبصورت کتابیں

بابا فرید گنج شکرؒ
طالب ہاشمی

سیّدنا غوث اعظمؒ
طالب ہاشمی

حکایاتِ صوفیہ
طالب ہاشمی

معجزاتِ سرورِ کونینؐ
طالب ہاشمی

اخلاقِ پیمبریؐ
طالب ہاشمی

سفرنامۂ آخرت
طالب ہاشمی

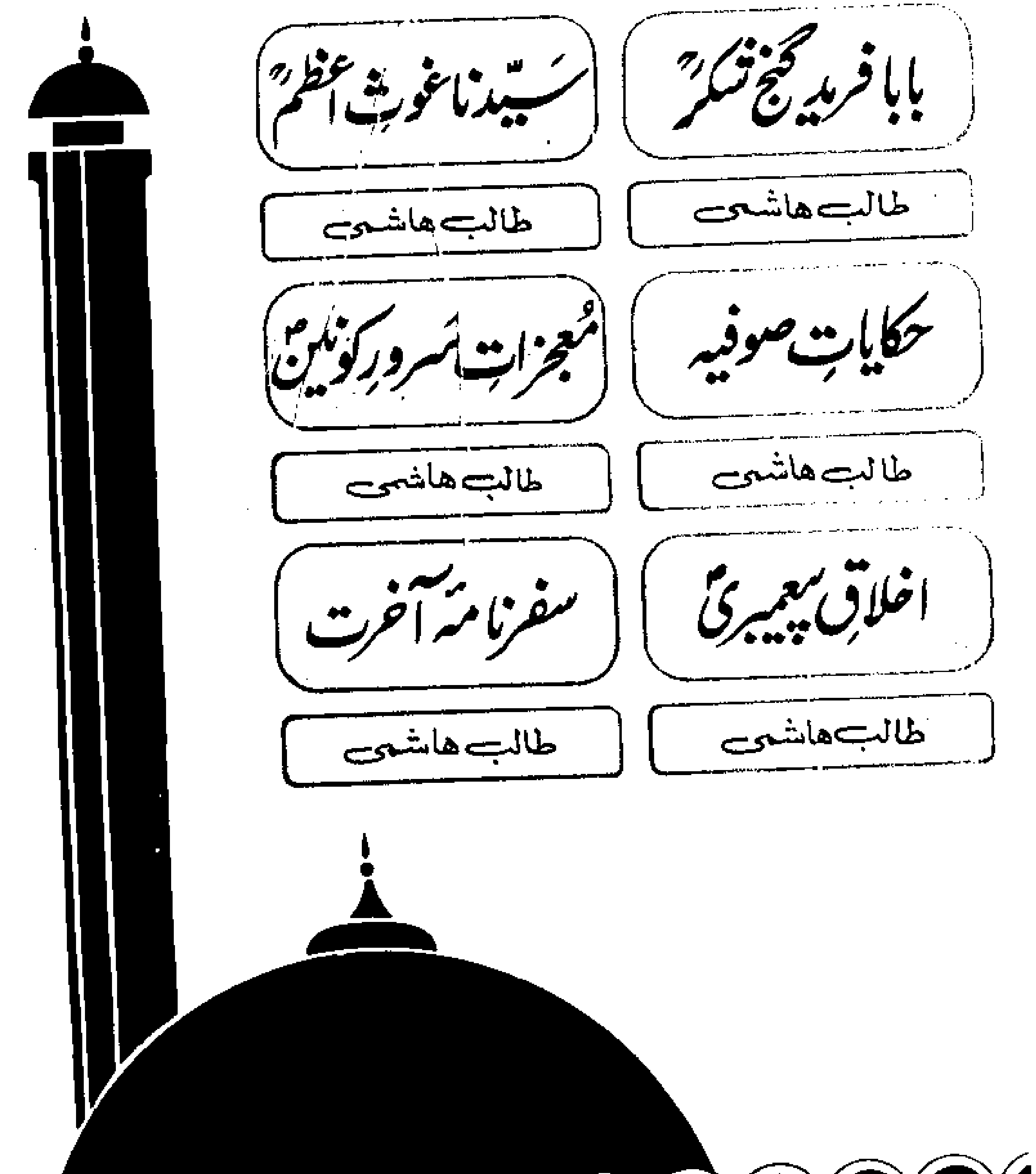

Marfat.com